

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حمداً لك يا من قد لا تشيأ تقديراً و صلوةً وسلاماً على من اصطفتيه من رسله
وجعلته بشيراً و نذيراً و على الله و صحبه الذين جاوروا لديه مكالماً و جهوراً -

اما بعد یہ ایک مختصر سے ہر مقدارِ محسوسہ علمیہ اور علمیہ کی کیفیت و کمیت کے بیان
میں۔ اس مجموعہ میں گذشتہ اور موجودہ زمانے کے طولانی اور سطحی اکائیوں کے تاریخی واقعات
اور سرگزشتیں اور ان کے زمانی اور مکانی اختلافات اور اصطلاحیں علی سبیل الاختصار مستند اور معتبر
روایا سے جمع کی گئی ہیں اور رطب و یابس بیان سے اسکا حجم بڑھانا پسند نہیں کیا گیا۔

اس میں شک نہیں ہے کہ پیمانوں کی کوتاہی اور درازی حقوق الناس پر اثر عام رکھتی ہے اور
حفاظت حقوق کی غرض سے پیمانوں کی تصحیح اور تنقید اور تعریف اور تحدید بطور جامع و مانع عمل

میں آنا انتظام ملن کا ایک رکن کیلئے ہے علی الخصوص جبکہ شاہان سلف کے اسناد پر دعاوی ہیں استناد کیا جاتا ہے اور ان میں مختلف الاقسام مساعات کا ذکر ہوا کرتا ہے اور اکثر مقدار ان مانو کے اور ان کے اصطلاحات پر درجہ ہورند ہول و مجہول ہو گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ عمال سرکاری اپنے فیصلوں میں مساعات کی بابت کوئی قطعی تصفیہ نہیں کر سکتے۔ یہ بہت بڑا نقص ہے اور ایک زمانہ وار سے اس نقص کا دہرہ فیصلوں کے دامن میں بد نہاد کمانی دیتا ہے۔ کوئی صورت اس کے ازالہ کی اب تک نمودین نہیں آئی۔ اگرچہ بعض اقراں زمان نے اس مہم کی انجام دہی میں سعی کی لیکن وہ خفیہ باب نہوسکے اور ان کی سعی مشکور نہوئی بلکہ مزید برآں ایک اور خرابی یہ پیدا ہو گئی کہ انکی تصانیف ہایت سے زیادہ ضلالت کا سبق دینے لگیں۔

الغرض یہ اسباب باعث ہوئے اس رسالہ کی تالیف کے۔ اگر یہ سعی میری مشکور ہو اور اہل الرائے اس کی نسبت پسندیدگی ظاہر کریں تو اس کا دوسرا حصہ الموازین اور تیسرا المکامیل بھی آئندہ ہرئہ ناظرین کیا جائیگا۔

وإنما أكتبه خالصاً لوجه الله حارماً على حفظ حقوق الناس لا أريد
عليه جزاء الإحسان ولا أدعي السلامة من جرح اللسان وهو حسي ونعم الكليل
ومنه الهداية لا قوم بسيل

مقدمہ

مطلب شروع کرنے سے پہلے امور ذیل کا بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔
 (۱) مساحت کی ماہیت یہ ہے کہ پہلے ایک جز معین کر لیا جاتا ہے اور اس جز کو کواکس
 شے پر جس کی مساحت مطلوب ہے مکرر کرتے جاتے ہیں تاکہ بالآخر یہ بتایا جاسکے کہ یہ جز
 اُس شے میں اتنی دفعہ داخل ہے۔ اُسی جز کا نام اکائی ہے۔ خواہ وہ طولی ہو یا سطحی۔
 اور اُسی جز کو ہم نے اس مجموعہ میں الفاظ مقدار یا بصیغہ جمع مقدار یا مقیاس یا مقاسیس
 یا پیمانہ سے تعبیر کیا ہے اور اُسی جز کے عوارض ذاتی اور اُسی کی کیفیت اور کمیت اور اُسی کے
 اختلافات اور تغیرات زمانی و مکانی سے بحث کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس مجموعہ کا
 نام **الْقَدْرُ الْمَسْجُوعُ فِي الْأَطْوَالِ وَالسَّطُوحِ** رکھا ہے گویا
 خود یہ نام اس رسالہ کا موضوع ہے۔

موضوع اس رسالہ کا

قدر مسجوع کی تعریف حکمت فلسفہ میں کم کی تعریف میں داخل ہے اور وہ ایک عرض ہے
 اعراض نہ گانہ سے اور عرض ایک ایسے موجود کو کہتے ہیں جو اپنے وجود میں کسی محل کا محتاج نہ ہو
 کیونکہ وہ بذات خود قائم نہیں رہ سکتا۔

کم کی تعریف

کم کے خواص تین ہیں (۱) یہ کہ وہ لذاتہ تقسیم پذیر ہو خواہ وہ قسمت و ہمہ ہو خواہ غلیہ
 (۲) یہ کہ اُس میں ایک عاڈ کا وجود پایا جاوے یعنی ایک ایسی شے اُس میں پائی جاوے کہ

جب اُس شے کو اُس سے بار بار کر کے کم کرتے جائیں تو وہ اُس کو فنا کر دے (۳) یہ کہ وہ مساواة اور لامساواة قبول کرے یعنی جب ایک کم کو دوسرے کم کی طرف نسبت کریں تو یا وہ اُس کے مساوی ہو یا اُس سے زائد یا اُس سے کمتر۔

پھر کم کی دو قسم ہیں متصل اور منفصل۔

کم متصل وہ ہے جس کے اجزاء دو دین مشترک ہوں اس طرح پر کہ اُس کے ہر ایک جزو کی انتہا بعینہ دوسرے جزو کی ابتدا ہو سکے اور بالعکس۔ مثلاً ایک خط کے دو جزو اور ان دونوں کے درمیان ایک نقطہ فرض کیا جائے۔ اگر اُس نقطہ کو ایک جزو کی انتہا اعتبار کریں تو ممکن ہے کہ بعینہ اُس کو دوسرے جزو کی ابتدا اعتبار کریں اور اگر اُس کو ایک جزو کی ابتدا فرض کریں تو ممکن ہے کہ بعینہ اُس کو دوسرے جزو کی انتہا فرض کر سکیں اور بالعکس یہ بھی ممکن ہے کہ اگر اُس نقطہ کو ایک جزو کی انتہا اعتبار کریں تو بعینہ اُسی کو دوسرے جزو کی ہی انتہا اعتبار کریں اور اس طرح اگر اُس کو ایک جزو کی ابتدا اعتبار کریں تو بعینہ اُسی کو دوسرے جزو کی ہی ابتدا اعتبار کر سکیں۔ پس اُس نقطہ کو ان دونوں جزو سے کسی ایک کے ساتھ خصوصیت نہ ہوئی۔ بلکہ وہ مشترک ہوا۔

کم منفصل وہ ہے جس کے اجزاء دو دین مشترک نہ ہوں یعنی اُس کے ہر ایک جزو کی انتہا بعینہ دوسرے جزو کی ابتدا نہ ہو سکے مثلاً دس کا عدد ہے اگر اس کی تصنیف کریں تو نصف اول کی انتہا نہ ہوگی اور نصف ثانی کی ابتدا نہ ہوگی پر کسی طرح نصف ثانی کی ابتدا نہ نہیں ہو سکتی پس اُس کے اجزاء دو دین مشترک نہ ہوئے۔

پر کم متصل کی دو تئیں ہوتی ہیں قار الذات اور غیر قار الذات -

کم متصل قار الذات وہ ہے جسکے اجزائی مفروضہ فی الوجود کا جمع ہونا جائز ہو جیسے خط اور سطح اور غنم کے اجزاکا جمع ہونا ممنوع نہیں ہے مثلاً خط کے اجزا نقاط ہیں اور متعدد نقطوں کے مجموعہ ہی کو خط کہتے ہیں۔

کم متصل غیر قار الذات وہ ہے جسکے اجزا اور دو میں مجتمع نہ ہو سکیں جیسے حرکت اور سکون یا زمان ہے مثلاً جس زمانے کو ہم ماضی فرض کریں وہ مستقبل ہوگا اور جس کو مستقبل قرار دیں وہ ماضی ہوگا۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہم آئین ایک شے فرض کریں جو کہ وہ اس وقت نہایت زمان ماضی کی ہے لیکن وہی بعینہ بدایہ زمان مستقبل کی ہے ہاں اگر اجزائے زمان کو خیال میں اعتبار کریں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہیں تو اس حالت میں وہ قار الذات کی تعریف میں داخل ہو جائیگا۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس لیے کہ جب عقل اسے وجود کا لحاظ خارج میں کرے تو یقیناً اس وقت ثابت ہو جائیگا کہ اس کے اجزا کا مجتمع ہونا ممنوع ہے اور اسی کو غیر قار الذات کہتے ہیں۔

اس بیان سے کچھ حال کم کا معلوم ہو گیا۔ یہی کم موضوع علم ریاضی کا ہے علم ریاضی حکم نظریہ کے اقسام سے ایک قسم کا نام ہے اس علم میں ان امور مادہ سے بحث ہوتی ہے جن کا مجہد از مادہ ہونا ممکن نہ ہو جیسے کہ علم ریاضی کو علم وسط بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ علم متوسط ہے مابین ان اشیا کے جو محتاج مادے کے ہیں اور مابین ان اشیا کے جو محتاج مادے کے نہیں ہیں غرض کہ علم ریاضی کے اصول چار ہیں۔

کم موضوع ہر علم ریاضی کا

علم ریاضی کے اصول

اس لیے کہ موضوع اس علم کا یعنی کم یا تو متصل ہوگا یا منفصل۔ پہر متصل کی دو قسم ہیں ایک متحرک دوسرا ساکن۔ انہیں سے کم متصل متحرک کو علم **ہئیتہ** کہتے ہیں اور کم متصل ساکن کو علم **ہندسہ**۔ پہر کم منفصل کے واسطے یا تو نسبت تالیفیہ ہوگی یا نہ ہوگی۔ پس وہ کم منفصل جسکے واسطے نسبت تالیفیہ ہو وہ علم **سویقی** ہے اور وہ کم منفصل جسکے واسطے ایسی نسبت نہ ہو وہ علم **حساب** ہے یہ چاروں فن علم ریاضی کے اصول کہلاتے ہیں اور انہیں ہر ایک فن ایسا ہے کہ اُسکے تحت میں چند در چند فروع ہیں اور ایسی ہر ایک فرع ایک مستقل علم ہے ان سب کے بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے البتہ ان اصول چارگانہ کا کچھ حال علی سبیل الاجمال بیان کیا جاتا ہے۔

علم **حساب** اُس علم کو کہتے ہیں جس میں بذریعہ قواعد چند جمہولات عددیہ کو معلومات عددیہ سے مستخرج کرنے کے طریقے معلوم کرے جاتے ہیں استخراج سے مراد یہاں انکی کمیّت کا معلوم کرنا ہے۔ موضوع اس علم کا عدد ہے عدد اُس کمیّت کو کہتے ہیں جو اکائیوں سے متالف ہو۔

علم **ہندسہ** وہ علم ہے جسکے قوانین سے وہ اصول جو کم کو عارض ہوتے ہیں معلوم کرے جاتے ہیں اسکا موضوع مقادیر مطلقہ ہیں یعنی مقادیر متصلہ اور منفصلہ دونوں کو شامل ہے۔ مقادیر متصلہ جیسے خط اور سطح اور جسم تعلیمی اور اُنکے لواحق جیسے زاویہ نقطہ شکل وغیرہ اور مقادیر منفصلہ جیسے اعداد۔ اہل عرب اسی علم کو **تحریر اقلیدس** کہتے ہیں یونانی میں سکّانام **جامیسی** ^۱۔

۱۔ جی یعنی زمین اور مژن یعنی پیمائش سے یعنی علم پیمائش زمین۔

ہے خاص فن تحریر اقلیدس میں مقدار متصلہ ساکنہ سے بحث کی جاتی ہے یعنی قواعد تحریر و مقابلہ کو مقدار متصلہ ساکنہ پر اطلاق کرنے سے مسائل تحریر اقلیدس کے پیدا ہوتے ہیں۔

علم موسیقی اس علم کا موضوع صوت ہے اس میں نغمات سے بحث کی جاتی ہے و طرح پر پہلے اسوجہ پر کہ ان نغمات میں بحسب قدرت و نقل نسبت ملائم حاصل ہے یا نسبت منافر اسکو علم تالیف کہتے ہیں دوسرے اسطرح پر بحث کی جاتی ہے کہ مابین ادا و اجزائے زمان کے جو درمیان نغمات کے متخلل ہیں بحسب مقدار ان زمانوں کے نسبت ملائم حاصل ہے یا نسبت منافر اسکو علم القیاع کہتے ہیں۔

علم کیمیہ اسکا موضوع جسم بسیط ہے اس علم میں احوال اجرام بسیطہ علویہ و سفلیہ سے بحث کی جاتی ہے بحسب انکی کیمیت اور کیفیت اور وضع اور حرکت کے۔ کیمیت سے مراد بیان کیمیت مطلقہ ہے اس میں کیمیت متصلہ اور منفصلہ دونوں شامل ہیں کیمیت متصلہ جیسے مقدار اجرام کے اور ان کے ابعاد وغیرہ اور کیمیت منفصلہ جیسے اعداد کو اکب کے۔ اور کیفیت جیسے اشکال ان اجرام کے اور رنگ کو اکب کے اور وضع انکی اور وضع جیسے قرب کو اکب کا اور بُعد ان کا یہ بیان ہے بر سبیل اجمال اصول علم ریاضی کا لیکن اسکے فروع جو ہر ایک اصل کے تحت میں بکثرت واقع ہوئے ہیں یہاں ان کے بیان کرنیکی گنجائش نہیں ہے۔

الغرض اس بیان سے معلوم ہوا کہ مرجع کل اصول ریاضی اور اسکے فروع کا کم ہے اور اسی میں شامل ہے ہمارے اس رسالہ کا موضوع بھی جس کا قوی تعلق کم متصل قالہذا ہے ہر یابیون کہو کہ ہمارے مبحث کے مہضوع کا تعلق زیادہ تر علم ہندسہ یعنی تحریر اقلیدس (جائزہ)

مرجع کل علوم
ریاضی کا کم ہے

کے موضوع کے ساتھ ہے۔

(۲) مقادیر کی تدریجی ترقی اور تاریخی تغیرات میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابتدائی
مقادیر کی تدریجی ترقی •
امریں مساحت کی طولی اکائی انسان کا ہاتھ قرار دیا گیا تھا کہ کسی کی ہڈی سے سر انگشت تک
کا طول پیمائش میں استعمال کیا جاتا تھا۔ اسی طبعی پیمانہ پر میل فرسنگ وغیرہ کے انداز و نگاہ تھا۔
اس کے بعد دنیا میں جب معاملات کا دائرہ وسیع ہو گیا تو ذراع انسانی کا استعمال صرف
چند ضروری حوالے میں باقی رہا اور قدم کا استعمال پیمائش اراضی میں ہونے لگا۔

پھر جب دنیا میں دائرہ معاملات کا اس سے زیادہ وسیع ہو گیا تو اس امر کی ضرورت لاحق
ہوئی کہ مدار مقادیر مسوہہ کا ایک ایسی شے پھر رکھا جائے جو فی نفسہ ثابت اور تغیر سے محفوظ ہو
اس غرض کے حصول کے لیے عقلا نے کوئی شے درجہ ارضیہ پر متوازن و مناسب بنائی۔
(۳) قدمائے مورخین سے سیردو و غیرہ اور نیز زمان حال کے مورخین شہادت دے
رہے ہیں کہ فنون ہندسیہ میں اہل مصر کو دوسری قوموں پر تقدم ہوا اور وہی اصول ہندسہ
اور اصول مساحت کے موجد و مخترع ہیں۔ چونکہ اہل مصر کے اقبال وادبار اور معیشت کا مدار

۱۔ ہر دوطرہ قدیم زمانے میں بڑا حکم گزار ہے اس کی معارف اور سیاحت سے دنیا کو بڑا فائدہ پہنچا اس لیے اسکو
ابوالتاریخ کہتے ہیں جو کہ جس نے اپنی تصانیف میں نقل کیا ہے اسکو طبری صحت اور امانت سے نقل کیا ہوا
اسکی تصنیف میں قابل قدر بیات ہے کہ اس نے اپنے چشم دیدہ حالات کے سوا مخرن حکایات کو جو کہ اس نے لکے گو کہ کئی عادت تھی
ترک کر دیا ہے۔ عجیب شخص جس نے تاریخ عمر دنیا میں ہر ملکہ نامہ ملک یونان میں پیدا ہوا تھا اسکے طویل سفر اور دور دراز ملک کی
سیاحت یقین کیا جاتا ہے کہ وہ تاجری تھا (تاریخ جغرافیہ رفاعہ بلیگ مترجم از فرانسسی ۱۲)

زیادہ تر دینیل کے فیضان کے ساتھ وابستہ ہے اور انکی زمینات اور زراعات کی شادابی اور
 قحط سالی فیضان نیل کی کمی اور زیادتی پر موقوف ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۵

زریادۃ اصبیح فی کلّ یوم زریادۃ اذ صبح فی حُسنِ حال

اس لیے یہ امر اہل مصر کے لیے علوم ہندسیہ اور فنون مساحیہ میں تقدّم حاصل کرنے کا
 باعث اور ان کو ان علوم میں خصوصیت و امتیاز پیدا کرنے کا داعی ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ مصر
 نے سب سے زیادہ جہد ان علوم کی تکمیل میں کی۔ اصول مساحت اور اصول ہندسہ
 اہل مصر نے ایجاد کیے جنکے ذریعہ سے علمی طریقہ یزین کی صحیح مساحت کر لیتے تھے
 اور نیز صحیح طور پر کمی زیادتی اور مقدار نیل کے پانی کی معلوم کر لیتے تھے۔ قدیم مونیخ ہومبرس
 مصری کو ان دونوں فنون کا موجد بتاتے ہیں۔ اور نیز بیان کیا گیا ہے کہ دریائے نیل
 کی سالانہ طغیانی سے زمینات زراعتی کے حدود بالکل نیست و نابود ہو جاتے تھے جبکہ
 باعث ہر سال زمین کے فیصلہ میں وقت واقع ہو کرتی تھی اس لیے اقلیدس نامی حکیم نے
 رفع تنازع زمینات مصر کے لیے علم اقلیدس ایجاد کیا۔ اور نیز یہ بھی ثابت ہے کہ سب سے
 پہلے اہل مصر ہی نے اپنے مقائیس کو درجہ ارضیہ کے ساتھ منطبق کیا۔ اس وقت
 فرانسیسون کا مٹر اور انگریزوں کا یارڈ بھی مساحت درجہ ارضیہ کے ساتھ منطبق کیا گیا
 ہے۔ اور اہل یورپ نے ایک نیا ضابطہ طولی اکائی معلوم کر نیکاندریئہ پٹہ و لم ایجاد کیا ہی
 لیکن یہ ضابطہ اب تک عقلا و فرنگ کے نزدیک گویا ایک متنازع فیہ مسئلہ ہی بلکہ پروفیشنل

۵ کتاب صنایعہ الطب فی تقدّمات العرب۔

کی غالب رائے یہی ہے کہ پنڈولم کا ضابطہ لائق اطمینان نہیں ہے۔ اور اہل کلدان کا ضابطہ کئی طوی اکائی معلوم کر نیکانہایت ہی عجیب ہے اس سے اس قدیم قوم کی باریک بینی اور علمی ترقی کا اندازہ ہوتا ہے۔

(۴) تاریخ کے اعتبار سے بعضوں نے ذراع ہاشمی (۳۲) انگشتی کو قدیم کہا اور اس لیے اس کا نام عتیق (پرانا) رکھا۔ بعضوں نے (۲۷) انگل والے گز کو اور بعضوں نے (۲۴) انگل والے گز کو قدیم کہا ہے۔

عموماً اہل جغرافیہ اور علمائے ہئیت اپنی اصطلاح میں (۳۲) انگل والے گز کو قدیم اور (۲۴) انگشتی کو جدید کہتے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت (۲۷) انگل والا گز سب سے زیادہ قدیم ثابت ہوا ہے۔ نہایت قدیم مؤرخین سے ہیرون اسکندری نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور ہمارے اس مجموعہ کو پڑھنے سے بالآخر ثابت ہو جائیگا کہ تمام دنیا کے طوی مقدار کا ماخذ یہی ہے۔ بابلی۔ کلدانی۔ عبرانی۔ قزاقی۔ مصر۔ روم۔ عرب۔ ہند۔ انگلنڈ وغیرہ کل مشہور اقوام کے مقائیس اسی طوی اکائی پر متفرع ہیں اس لیے محمود بک فلکی المصری کی رائے کے بموجب اس گز کو ذراع طبعی (نیچرل گز) کہنا بجا ہے۔

علمائے ہئیت و جغرافیہ قطر زمین اور ابعاد کو الگ اور ضخامت افلاک کی مساحت میں

۱۰ پنڈولم کا ضابطہ دیکھو فقرہ (۱۰۶) رسالہ ہذا ۱۱ دیکھو فقرہ (۱۳۷) کلدانیوں کا ضابطہ ۱۲

۱۳ تقویم البلدان اسمعیل ابن الملک الافضل الشہید بابی القدامطیوعہ فرانس صفحہ ۱۵ رسالہ

مقائیس محمود بک فلکی المصری مطبوعہ مصر

سے حاصل ہوتی ہے۔ سطح میں طول و عرض سے حساب کیا جاتا ہے بلا لحاظ عمق کی سطح یا مربع اُس شکل ذوالربعۃ الاضلاع کو کہتے ہیں جس کے چاروں ضلع آپس میں متساوی ہوں اور ہر ضلع اپنے پہلو کے ضلع پر عمود ہو مثلاً ایک گز سطح یا مربع وہ سطح ہے جس کا ہر ایک ضلع ایک گز ہو طول کو فی نفسہ ضرب دینے سے سطح پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً ۶۰ گز کو ۶۰ گز میں ضرب دینے سے (۳۶۰۰) گز حاصل ہوتے ہیں۔ اب یہ گز سطح یا مربع کہلائیں گے لیکن مفروب اور مضروب فیہ یعنی ۶۰ کے احاد خطی اور ان کے حاصل ضرب یعنی (۳۶۰۰) کے احاد سطحی ہوں گے۔

رقبہ (۹) متذکرہ صدر تعریف اُس شکل کی ہے جس کے چاروں ضلع آپس میں برابر ہوں لیکن جبکہ ایسی صورت نہ ہو بلکہ کوئی ضلع بڑا کوئی چھوٹا ہو یا کوئی شکل ذوالربعۃ الاضلاع نہ ہو تو ایسی شکل کے سطح اندرونی کی مقدار کو رقبہ کہتے ہیں۔

سطحی مقادیر میں طول و عرض سے حساب ہوتا ہے اس لیے سطح میں دو بعد ہوتے ہیں، مکسر سطح۔ مربع تکسیر (۱۰) مکسر دراصل یہ لفظ مصطلح ہے خاص دائرہ کی مساحت کے لیے۔ یعنی دائرہ کی اندرونی سطح کی مساحت بذریعہ اس لفظ کے بیان کی جاتی ہے۔

اس واسطے کہ جب ہم دائرہ کا رقبہ معلوم کرنا چاہیں تو اس کو مربع کے لفظ سے تعبیر نہیں کر سکتے کیونکہ مربع کا اطلاق باعتبار اس کے لفظی معنوں کے ذوالربعۃ الاضلاع یعنی چوکوئی اشکال پر صحیح ہو سکتا ہے نہ مدور پر۔ ہر دائرہ میں تین چیز کا ہونا ضرور ہے۔ دور۔ قطر۔ تکسیر۔

تکسیر۔ اُس مقدار کو کہتے ہیں جو نصف قطر کو نصف دور میں ضرب دینے سے حاصل ہو۔ مثلاً اگر سوال کیا جائے کہ اُس دائرہ کی تکسیر کس قدر ہوگی جس کا قطر (۷) اور دور (۲۲) ہو تو اب ہم (۷) کے نصف کو (۲۲) کے نصف میں ضرب دیکر مین گے کہ اس کا مکسر (۳۸) اور نصف ہوگا لیکن مجازاً مکسر کا لفظ ہر ایک مقدارِ سطح اور رقبہ مربع پر بھی بولا جاتا ہے اس لیے اس رسالہ میں مکسر اور سطح اور مربع کے الفاظ باہم مترادف ہیں اور نئے واحد پر ان کا اطلاق ہوا ہے۔

مقادیر جسمی - حجمی (۱۱) جسمی - حجمی وہ مقدار ہے جو طول کو اُس کے مربع میں ضرب دینے سے حاصل ہوتی ہے جسم میں طول و عرض و عمق یا (ارتفاع) سے حساب کیا جاتا ہے اور اس کے گز مکعب کہلاتے ہیں۔

مکعب (۱۲) مکعب وہ شکل مجسم ہے جس کے (جہات ستہ) میں یعنی چہ بیون طرف چہ برابر مربع ہوں۔ مثلاً ایک مکعب گز وہ ہے جس کے ہر ایک طرف ایک مربع گز ہو۔ اور چونکہ جسمی مقدار میں طول و عرض و عمق یا (سمک) سے حساب ہوتا ہے اس لیے جسم میں تین بُعد ہوتے ہیں اور جسم اسیکو کہتے ہیں جسمین ابعاد ثلاثہ پائے جائیں۔

ذراع - درعہ - گز - کوبوٹ (۱۳) ذراع - لغت میں انگلیوں کے سرے سے کُنئی تک کے عضو کا نام ہے جسکو فارسی میں رَش کہتے ہیں موضعین اور فقہانے ذراع کو اُس مقدار طول سے جو انسان کی مفصل کو ۱۰ سے بچ کی انگلی کے سرے تک ہی تعبیر

۱۵ کو ۱۰ کاغ - ساق دست کی ٹہنی کا نام ہے۔ •

کیا ہے بعضوں نے (۲۴) انگل کو یا (۱۴۴) جو کے دانوں کو ذراع کہا۔ لیکن آل انجمنہ
اقوال کا واحد ہے۔ پھر جانا طولانی مقیاس کی اکائی کو ذراع کہنے لگے خواہ وہ ایک ہاتھ کا
یا دو ہاتھ کا یا کم و بیش۔

اس رسالہ میں۔ ذراع۔ درعہ۔ گز۔ کیوبٹ۔ ہاتھ۔ کے الفاظ مترادف
ہیں۔ اور ایک ہی مشہور معنوں میں متعل ہوئے ہیں۔ اور یہ الفاظ جہاں مطلقاً بلا کسی قید
کے متعل ہوئے ہیں ان سے طولی اکائی مراد ہے۔

قبضہ۔ مٹھی۔ پتیلی۔ مشت (۱۴) قبضہ۔ مٹھی۔ پتیلی۔ مشت۔ یہ الفاظ بمعنی
واحد متعل ہوئے ہیں اور اس سے مراد چار انگل ہے۔

انگل۔ انگشت۔ اصبع۔ (۱۵) انگل۔ انگشت۔ اصبع کے الفاظ اس رسالہ میں
مترادف ہیں۔

متر (۱۶) متر فرج طولی اکائی یعنی فرانسیسی گز کا نام ہے۔ اور اسکی پوری تعریف دیکھو نمبر (۱۱۵)
آر (۱۷) آر فرانس کا سطحی پیمانہ یعنی فرانسیسی بیگہ کا نام ہے۔

تنبیہ فرانسیسی مقدار کی تعریفات متر کے بیان باب (۷) میں مفصلاً مذکور ہیں۔
یارڈ (۱۸) یارڈ انگلش طولی اکائی یعنی انگریزی گز کا نام ہے۔

فوٹ (۱۹) فوٹ عموماً انگریزی گز کی تھائی ہے اور غیر انگریزی مقادیر میں جبکہ
لفظ فوٹ کے ساتھ کوئی اور قید لگا دیا جائے تو اس سے مراد اس قسم کے گز کی تھائی ہے۔

انچ (۲۰) انچ مطلقاً انگریزی گز کا چھتیسواں حصہ ہے اور غیر انگریزی مقادیر میں بشرطیکہ

کوئی تصریح بخلاف اس کے کردی گئی ہو تو اس قسم کے گرد کا چتہ سوان حصہ مراد ہے۔

کیوبٹ (۲۱) کیوبٹ انگریزی لفظ ہوا سکا ترجمہ ہاتھ یا ذراع ہے۔

جرب - بانس - ثناب (۲۲) جرب اصل میں ایک آلہ پیمائش کا ہے لیکن مجازاً

بیگہ - جرب انگریزی - اس مقدار زمین پر بھی جرب کا اطلاق ہوتا ہے جو اس آلہ سے ناپی جا

طولانی مقدار میں اسکو گز طولی اور سطحی مقدار میں اسکے گز سطحی ہوتے ہیں مثلاً کردہ میں جرب کی مقدار

۴۰ گز طول ہوگی اور بیگہ میں جرب کی مقدار (۳۶۰۰) مربع گز ہوگی طولانی مقدار میں اسکو کبھی بانس

کبھی طناب کبھی جرب کہتے ہیں اور سطحی مقدار میں بیگہ و جرب اس کے نام ہیں

(انگریزی مقدار میں جرب کی مقدار (۲۲) گز طولی انگریزی ہے)۔

بیگہ (۲۳) بیگہ ہند کا سطحی پیمانہ ہے عموماً ۴۰ گز طول کو ۴۰ گز عرض میں ضرب دیخو سے

بیگہ کا مربع رقبہ پیدا ہوتا ہے لیکن یہ ضرور نہیں ہے کہ بیگہ کی سطح ہمیشہ تنوی ہو کبھی غیر متنوی شکل

کی ہی ہوتی ہے اور نیز یہ بھی ضرور نہیں ہے کہ بیگہ کی شکل ہمیشہ ذوالابعۃ الاضلاع ہو۔ البتہ یہ ضرور

ہے کہ اسکا مجموعی رقبہ (۳۶۰۰) مربع گز ہو۔

تنبیہ بعض خاص بیگوں کا رقبہ اس سے کم اور زیادہ بھی ہوتا ہے۔

ایکر - انگریزی بیگہ (۲۴) ایکرا اور انگریزی بیگہ کے الفاظ بمعنی واحد متعل ہوئے ہیں۔

کردہ - کوس (۲۵) کردہ اور کوس کے الفاظ اس مجموعہ میں بمعنی واحد متعل ہوئے ہیں

خط استوا (۲۶) خط استوا وہی دائرہ ہے جو قطبوں سے برابر فاصلے پر کرڈ زمین

کے گرد کینچا جاوے۔ یہ خط زمین کے دو برابر حصے کرتا ہے ایک کا نام نصف کرڈ شمالی اور

دوسرے کا نام نصف کرہ جنوبی ہے۔

عرض بلد (۲۷) عرض بلد خط استوا سے کسی مقام کا فاصلہ شمال یا جنوب کے طرف اُس مقام کا عرض بلد ہے۔

نصف النہار (۲۸) نصف النہار جو خطوط کہ قطبین پر ہو کر زمین کے گرواگرز گزرتے ہیں وہ نصف النہار ہیں۔

طول بلد (۲۹) طول بلد نصف النہار مفروضہ سے کسی جگہ کا فاصلہ تواہ شرقی ہو خواہ غربی اُس جگہ کا طول بلد ہے۔

درجہ عرض بلد : درجہ طول بلد (۳۰) درجہ کرہ زمین کا دائرہ محیط (۳۶۰) مساوی اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک جزو کا نام درجہ رکھا گیا ہے۔ یا یوں کہو کہ درجہ ایک جزو ہے منجملہ (۳۶۰) اجزاء محیط دائرہ زمین کے ہر ایک درجہ (۶۰) دقیقہ پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر ایک دقیقہ (۶۰) ثانیہ پر ود علیٰ ہذا القیاس۔ اور ایک درجہ تقریباً (۶۹) میل انگریزی کا یا (۱۱۱۱۱) میٹر کا ہوتا ہے خواہ وہ درجہ طول بلد ہو خواہ درجہ عرض بلد۔

مسلمان بادشاہان ہند کے (۳۱) فردوس مکانی۔ بابر بادشاہ المتوفی ۹۳۷ھ مطابق خطابات مابعد الموت ۱۵۳۷ء کا خطاب بعد الموت ہے۔

۴۔ متاخرین اہل فرانس نے ایک جدید طریقہ پر کسی تقسیم کی جزائوں نے دائرہ محیط کے چار مساوی حصہ فرض کیے ہیں اور ہر حصہ کا نام ربع دائرہ رکھا ہے اور ہر ربع کو سو درجہ پر تقسیم کیا ہے اور ہر درجہ کو سو دقیقہ پر اور ہر دقیقہ کو سو ثانیہ پر تقسیم کیا ہے وہ علم جبر اور ریاضی تقسیم اعشاری حساب کے لیے مناسب ترین (کتاب تعریبات الشافعیہ لریاضی الخزانہ لریاضی بدوی مطبوعہ مصر)

جنت آشیانی ہمایون پادشاہ المتوفی ۹۶۳ھ مطابق ۱۵۵۵ء کا خطاب بعد الموت ہے

عرش آشیانی اکبر بادشاہ المتوفی ۱۰۱۲ھ مطابق ۱۶۰۵ء کا خطاب
بعد الموت ہے۔

جنت مکانی جہانگیر بادشاہ المتوفی ۱۰۳۸ھ مطابق ۱۶۲۶ء کا خطاب
بعد الموت ہے۔

فردوس آشیانی شاہ جہان المنصوب ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۶۲۸ء کا خطاب
بعد الموت ہے۔

خلد آرامگاہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ المتوفی ۱۱۱۹ھ مطابق ۱۷۰۷ء کا خطاب
بعد الموت ہے۔



دوسرا باب

شرعی مقادیر

پہلی فصل

خطی پیمانوں کے بیان میں

گزے چھوٹے پیمانے

(۳۲) جو ایک جو مساوی ہوتا ہے ۶ بال نخچر کی دم کے اس طرح پرکہ نخچر کے بال پر ۶ دفعہ وہ بال لپیٹا جائے (طحاوی) عموماً فقہاء اور دیگر علمائے جو کو مساوی ۶ بال کے لکھ دیا ہے کسی نے ایسی تصریح نہیں کی جیسی کہ علامہ طحاوی نے کی ہے اسکو غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور بعضوں نے جو کو (۶) دانہ لائی کے برابر وزن میں لکھا ہے۔ (عینی)

(۳۳) انگل چنے جو کے دانہ مساوی ہوتے ہیں ایک اصبع یا انگل کے اس طرح پرکہ ایک جو کا بطن دوسرے جو کی پشت کے ساتھ ملا کر جوڑا جائے (ابو السعد) کبھی اصبع کو قیراط کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں (۲۴) قیراط کا ایک گز جیسے

کہ ہندی لوگ گز کو تسویا گز پر تقسیم کرتے ہیں۔

(۳۴) قبضہ (۴) انگل مساوی ہوتے ہیں ایک قبضہ یا مٹھی کے۔

درعہ (۶) مٹھی یا (۲۳) انگل یا (۱۴۴) بجویا (۸۶۴) بال خچر کی دُم کے مساوی ہوتے

ہیں ایک گز شرعی کے۔

شرعی گزوں کا بیان

گز شرعی

(۳۵) گز شرعی کے مختلف کئی نام ہیں بطریق استقران ناموں کی فہرست یہ ہے۔

۲۔ ذراع الکرباس۔ کرباس بالکس سفید روئی کے کپڑے کو کہتے ہیں اصل میں یہ لفظ بالفتح بمعنی پنبہ فارسی ہے (طحاوی)۔

۳۔ ذراع مکسہ۔ اسکو مکسہ اسلیے کہتے ہیں کہ گز بلب کسے (۲۸) انگشتی سے ایک مٹھی کم کر دیا گیا ہے۔

۴۔ ذراع عامہ۔

۵۔ ذراع العرب۔

۶۔ ذراع الغزل۔ غزل کا تنا یا کتی ہوئی چیز کو کہتے ہیں۔ اسکا نام ذراع الغزل کہتے ہیں۔

سبب یہ ہے کہ مصر کے فلاحین کرتان و صوف کے لچے گز شرعی کے طول پر بنا کر جولا ہون کے ہاتھ بیچا کرتے ہیں۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۶) قبضہ کے

یا = (۲۴) انگل کے اسطرح پر کہ انگل باہم ملے ہوئے ہوں اور انگوٹھا

اُس میں شریک نہ کیا جائے

یا = (۱۴۴) جو کے

یا = (۸۶۴) بال خجری دم کے

یا = (۳۹۳۲) متر کے

یا = (۱۸۶۲۴) انچ کے

اس گز کی مقدار طول میں بعض فقہاء کو اختلاف ہے۔

علامہ ابو السعود نے لکھا ہے کہ یہ گز (۷) مٹھی کا ہے بدون ارتفاع ابہام کے۔ اور صاحب المنہا

نے بھی اسکو (۷) مٹھی کا بتایا ہے۔ لیکن شامی اور بحر اور نیز دوسری کتب فقہ میں اسکی مقدار طول

(۶) مٹھی بیان ہوئی ہے بلا ارتفاع ابہام کے (شامی کتاب الطہارۃ)۔

بعضوں نے اس طرح پر اسکی تفسیر کی ہے کہ یہ گز مطابق عدد و حروف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کے (۲۴) انگل کا ہوتا ہے (شامی اور عینی علی المدانیہ)۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ ذراع عرب ہاتھ کی کہنی سے انگلی کے سرے تک ہے۔ (شامی)

اگرچہ یہ گز ذراع جدید کے نام سے مشہور ہو گیا ہے اور اہل ہیئتہ اسکو جدید کہتے ہیں۔ لیکن یہ گز

درحقیقت بہت قدیم ہے اسی کو شرع اسلام نے استعمال کیا ہے۔ ہیرون اسکندری وغیرہ
قدماے مؤرخین نے اسکو (۲۴) انگل کا بتایا ہے (محمود بک الفلکی) تواترہ وانجیل میں
جن گزوں کا ذکر ہے اُنکی مقدار بھی (۲۴) انگل ہے (دائرۃ المعارف المصریہ)
جمع مؤرخین اسکا طول کنسی کی ہڈی سے سچ کی انگلی تک بتاتے ہیں تمام مختلف اقوال پر غور کرنے
سے جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ گز (۲۴) انگل کا ہے اسوقت مصر کے مزارعین
اسکو استعمال کرتے ہیں اور قضاۃ اسلام کے ہاں غالب مولد شرعیہ میں یہی متعلیٰ ہے۔ تمام
زمینات عشرہ یمن اور پانی کے دہ دروہ ناپنے اور تیم کے جواز کے لیے پانی کا بعد قرار دینے میں
اور کنودن اور چشمون کا حرم قرار دینے وغیرہ وغیرہ میں اسی گز پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔
اہل ہیئت نے مساحت قطر زمین اور کو اکب میں اور کو اکب کے باہمی بعد میں اور افلاک کی جہامت
میں اسی گز کا استعمال کیا ہے (محیط المحيط) جزیرہ عرب میں اس وقت اس گز کو ذراع اور باقی
دوسرے گزوں کو بموہا اندازہ کہتے ہیں۔

گڑ مساحت

- (۳۶) مقدیر شرعیہ میں یہ دوسری قسم ہے گڑ کی اسکے اوزان حسب ذیل ہیں۔
- ۲۔ ذراع الملک۔ (ملک) شاہان اکاسو میں ایک پادشاہ کا نام ہے اسکے طرف
منسوب کر کے ذراع ملک کہتے ہیں۔
 - ۳۔ ذراع کسرے۔

۴۔ ذراع زیادہ۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۷) مُٹھی کے

یا ایضاً (۲۸) اُنکھ کے

یا ایضاً (۲۱۷۳۴) انچ کے

اس کی مقدار طول میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ ذراع مساحہ (۷) مُٹھی کا ہوتا ہے ہر مُٹھی ارتفاع ابہام کے ساتھ۔ اس حساب سے یہ گز مساوی دیرہ گز شرعی (۲۸) انگشتی کے یا مساوی (۳۶) اُنکھ کے ہوا۔ (طحاوی)۔

اور بعضوں نے لکھا ہے کہ مُٹھی کا ہوتا ہے اور ساتویں مُٹھی ارتفاع ابہام کے ساتھ ہے (دائرة المعارف المصریہ) لیکن اکثر اقوال اس طرف ہیں کہ فقط ۷ مُٹھی کا ہوتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ (ابو السعد)۔

فقہائے اسلام نے ذراع مساحہ کا استعمال غیر عشری زمینات کی لگان اور سپر خراج باندھنے میں اور نہر اور کنودن کا حرم قرار دینے میں کیا ہے۔

اور اکثر فقہانے اس کی شان میں کہا ہے کہ ذراع المساحۃ الیقُ بالمسوحات علامۃ عینی نے شرح ہایہ میں لکھا ہے کہ ہارون رشید عباسی نے اسی گز سے زمینات کی پیمائش کرائی تھی۔

گز ہاشمی

— ❦ —

(۳۷) شرعی مقادیر میں یہ تیسری قسم کا گز ہے تصانیف اہل عرب میں اسکے مختلف اہمیت

نام ہین از انجملہ زیادہ مشہور نام یہ ہیں۔

۲۔ ذراع عتیق۔

۳۔ ذراع ہنداسہ۔

۴۔ ذراع العمل۔

۵۔ ذراع التجار۔

یہ گز مساوی ہوتا ہے (۸) مٹھی کے

یا = (۳۲) انگل کے

یا = ایک ذراع بلدی اور ۱۱ کے

یا = ایک ذراع مقیاس الزوضہ اور ۱۰ کے

یا = ایک ذراع عبرانی اور ۱۱ کے

یا = دو قدم مصری کے

یا = (۰.۶۱۶) متر کے

یا = (۲۵.۲۰) انچ کے

یہ گز بہت قدیم ہے۔ اس لیے اس کا نام ہی عتیق (پرانا) رکھا گیا ہے گو پہلے گز شرعی یعنی ذراع الکرباس کو قدیم تسلیم کیا ہے لیکن اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ گز ہاشمی قدیم نہیں ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ (۲۴) انگل والا گز ہاشمی سے زیادہ قدیم ہے۔

ہیروڈن اسکندرانی اور بعض قدمائے مولفین نے اس گز ہاشمی کا ذکر کیا ہے مصر کے جمیع

شہرون میں اب بھی متعمل ہے وہاں ہنداسہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔
فقداء نے اس کو گز ہاشمی کے نام سے یاد کیا ہے۔

علامہ ابوالسعود نے اپنے حاشیہ فتح المعین علی ملامسکین میں جہان دہ درودہ کی پیمائش سے بحث کی ہے۔ حموی سے نقل کیا ہے کہ اصحاب مساحتہ کی تصانیف میں گز (۸) مٹھی کا ہوتا ہے اس سے یہی گز مراد ہے اور دوسری جگہ کتاب احیاء الموات میں کنوؤن کے حرم کے باب میں لکھا ہے کہ گز مساحتہ سے مراد گز ہاشمی (۳۲) انگشتی ہے۔ (ابوالسعود)۔

شیخ ابوالفضل نے امین الکبریٰ میں ہاشمیہ صغریٰ کی مقدار طول (۲۸) انگل اور ہاشمیہ کبریٰ کی مقدار (۲۹) انگل لکھی ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے اور اس روایت کی تصدیق کسی اور کتاب سے نہیں ہوتی

گز سے بڑے پیمانے

میل شرعی

(۳۸) میل لغت عرب میں شتے مدبصارت کو کہتے ہیں اور جو عمارات بطور نشان کے مسافروں کی ہدایت کے لیے مکہ کی راہ میں بنی ہوئی ہیں ان کو بھی میل کہتے ہیں اور اصطلاح میں ایک مسافت میں کا نام ہے جو کجا بیان آگے آتا ہے۔ (اسکی جمع امیال و میل ہے)۔

اسکو کبھی میل عرب اور کبھی میل شرعی کہتے ہیں میل ہاشمی کی مقدار بھی

لغزیل بنی یعلیٰ بنی مصری وغیرہ کا بیان دیکھو نمبر (۱۵۲ و ۱۵۳) اور ذیل انگریزی نمبر (۱۱۱)۔

یہی ہے (محیط المحيط)

میل شرعی مساوی ہوتا ہے (۱۰۰۰) بام کے	
یا = (۴۰۰۰) گز شرعی کے	
یا = (۶۰۰۰) قدم مصری کے	
یا = (۱۰) غلوہ کے جو (۲۰۰۰) گز کا ہوتا ہے	
یا = (۱۸۴۷) متر کے	

اسکی مقدار میں فقہاء کو اختلاف ہے۔ شرح عینی اور سکین اور بحر اور ینا بیع میں ہے کہ میل (۴) ہزار خطوہ کا ہوتا ہے اور خطوہ ڈیڑھ گز کا اس جماعت سے (۶) ہزار گز کا ایک میل ہو لیکن یہ قول رد کیا گیا ہے اور میل کی مقدار (شامی و زیلعی و نہر و جوہرہ وغیرہ) نے ۴ ہزار گز شرعی ثابت کی ہے اور یہی قول مشہور ہے۔ بعضوں نے کہا کہ میل ہزار قدم ہے قدم چل سے اور بعضوں نے اس طرح پر تفسیر کی کہ میل اُس قدر بعد کا نام ہے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھے اور دیکھنے والے کو معلوم نہ ہو سکے کہ وہ آ رہا ہے یا جا رہا ہے اور مرد یا عورت (عینی علی الہادیہ) بہر علمائے ہنیتہ و تجرانیہ میں بھی میل کے باب میں اختلاف ہے۔

قدما کے نزدیک ۳ ہزار گز اور متاخرین کے نزدیک ۴ ہزار گز بعد کا نام میل ہے اس خلاف کو علامہ ابو الفداء نے اپنی کتاب تقویم البلدان میں غلطی کے ساتھ رفع کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ یہ خلاف حقیقی نہیں ہے صرف لفظی ہے مقدار میل کی دونوں فریق کے نزدیک شے واحد ہے۔ گو بظاہر گزوں کی تعداد میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ہزار دو و نون مذاہب کے

میل کی مقدار (۹۶) ہزار انگل ہے اگر اسکو (۳۲) پر تقسیم کرو (قدما کے نزدیک گز (۳۲) انگل کا ہے) تو حاصل ۳ ہزار گز ہوتا ہے۔ اور اگر اسکو (۲۴) پر تقسیم کرو (متاخرین کے نزدیک گز (۲۴) انگل کا ہے) تو خارج قسمت ۴ ہزار گز نکلتا ہے اس صورت میں اختلاف رفع ہو گیا

مرحلہ

— ۱۰۴۱۵ —

(۳۹) دوسرا نام اسکا منہزل ہے۔ مسافر کے اترنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اور عموماً اس مقدار بعد مسافت کا نام ہے کہ آدمی ایک دن میں چل سکے فقہا میں بعضوں نے (۱۶) میل کو مرحلہ کہا بعضوں نے ۴ فرسخ کو۔

اور بر بنا و قول ادیبی اور ابو الفدا کے مرحلہ مساوی ہوتا ہے (۲۴) میل ہاشمی کے

یا (۸) فرسخ مصری کے =

یا (۳۵) میل رومی کے =

یا (۱۰) فرسخ فارسی کے =

یا (۴۴۳۳۳) متر کے =

فسخ

(۴۰) فرنگ کا معرب ہے۔ بالاتفاق فقہا کے نزدیک تین میل کا ایک فسخ ہوتا ہے۔

۱۵ فرسخ مصری غیر دیکھو فرسخ فارسی دیکھو فقرہ (۱۵۶۸۵۶۸) فقرہ (۱۷۶) اور کھانیون کا

پارسنگ فقرہ (۱۳۷)۔

بعضون نے برید کی چوتھائی کو فرسخ کہا۔ اور آل ابن دونون اقوال کا واحد ہے۔
 علماء ہنیتہ و جعفریہ میں قدامت اور متاخرین دونوں فریق کے نزدیک فرسخ ۳ میل کا ہوتا ہے۔
 لیکن گزرن میں اختلاف ہے قدامت کے نزدیک ۹ ہزار گز کا فرسخ ہے گز قدیم سے اور متاخرین کے
 نزدیک (۱۲) ہزار گز کا فرسخ ہوتا ہے گز جدید سے۔

برید

(۴۱) ۴ فرسخ کا ایک برید ہوتا ہے۔ یا ۱۲ میل کا۔

غلوہ

(۴۲) اسکو غلوہ عربیہ بھی کہتے ہیں کتب فقہیہ میں (۳۰۰) گز شرعی کا ایک غلوہ ہوتا ہے
 بعضون نے (۴۰۰) گز کا بھی لکھا ہے۔ (شامی)
 بعضون نے اسکی تفسیر اسطرح کی ہے کہ اس مقدار طول کا نام غلوہ ہے جو ایک تیر کے پینکنے سے
 ہوتا ہے۔ (ابو السعود)

علی پاشا مبارک المصری نے اسکو (۳۰۰) گز ہاشمی کا لکھا ہے اور بحساب متر فرانسیسی (۲۲۱)
 متر اور (۷۰) سنیتر کا ایک غلوہ ہوتا ہے مصری جسکو استادہ کہتے ہیں اور غلوہ

۱۵ گز قدیم (۳۲) انگشتی اور جدید (۲۴) انگشتی کو کہتے ہیں۔ مولف

۱۵ غلوہ مصریہ دیکھو فقرہ (۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲) اور استادہ مصریہ دیکھو (۱۶۲)

درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور یہ غلوہ وہی ہے جسکو بطلمیوس نے استعمال کیا تھا اُس سے عربی نے لیا اس غلوہ کو درجہ ارضیہ کے ساتھ منطبق کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (۵۰۰) غلوہ کا ایک درجہ ارضی ہوتا ہے۔ (علم الدین)۔

متفرق پیمانے

۱۰۱۰

(۲۳) فتر | بکسر فاء سکون تا اس کشادگی اور وسعت کا نام ہے جو انگشت سبابہ و ابهام کے درمیان میں ہوتی ہے اردو میں اسکو جُٹ کہتے ہیں۔

(۲۴) شبر۔ بالکسر | فارسی میں پِدِ شِست اور اردو میں اسکو بالشت کہتے ہیں اُس وَجِبُ بفتحین مسافت کا نام ہے جو انگشت خنصر کے سرناخن سے سرانگشت کے سرناخن تک ہوتی ہے۔

(۲۵) خطوہ | بالضم فارسی میں اسکو گام کہتے ہیں اُس مسافت کا نام ہے جو آدمی کی رفتار کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان پیرا ہوتی ہے۔ فقہانے ڈیڑھ گز کو ذراع عامہ سے خطوہ کہا ہے۔ (کنز۔ ابوالسعود)

(۲۶) قدم | قدم اصطلاح فقہ میں ہر چیز کے ساتوین حصہ کو کہتے ہیں۔

(۲۷) قامت | اصطلاح فقہ میں ہر انسان کا قامت اسکے قدم سے ساڑھے چھ قدم کا

ہوتا ہے اور دوسرے حساب سے سات قدم کا مثلاً ایک شخص بائیں قدم پر کھڑا رہا پھر سیدھا پاؤں اٹھا کر اڑیسی کو بائیں قدم کے انگوٹھے کی طرف رکھا۔ پھر بائیں قدم کو رکھا اور اسی طرح

رکھنا چاہا گیا تو یہ ساڑھے چھ قدم ہوگا۔ اگر اس نے انگوٹھے کی طرف سے ابتداء کی ہو اور اگر ایڑی کی طرف سے اعتبار کیا تو ۷ قدم ہوگا۔ کیونکہ مطلوب طول ارتفاع قامة کا ہے۔ اور طول قامة کا مبداء سامنے کے رُخ مُنہ کی طرف سے نصف قدم تک ہے۔ اور پیچھے کے رُخ پیٹھ کی طرف سے ایڑی تک۔ اس لیے جس نے مُنہ کی طرف سے اعتبار کیا اور نصف قدم تک شمار کیا تو ساڑھے چھ قدم ہو اور جس نے پیٹھ کی طرف سے اعتبار کیا اور قدم کو تباہما شمار کیا تو ۷ قدم پورا ہوا نتیجہ دونوں کا واحد ہے۔ (شامی)

(۲۸) باع فارسی میں قولاج اور اردو میں بام کہتے ہیں اُس مقدار طول کا نام ہے جو دونوں ہاتھوں کی کشادگی کے درمیان ہوتا ہے۔

فقہاء گز شرعی کو ایک باع کہتے ہیں۔ (طحاوی)
(۲۹) سہولت یادداشت کے لیے مقادیر خطیہ شرعیہ کو کسی نے نظم کیا ہے بعضوں نے کہا کہ اس کا نظم ابن حاجب ہے۔

وہی مذہب

وَلِفَرْسَخٍ فِشْلَاتُ امِيَالٍ ضَعُوا اَوْ فَرْسَخِ تَمِينَ مِيلٍ كَاثِمًا كَالْيَا سَعِي وَالْبَاعُ اَرْبَعُ اَذْرَعٍ تَتَّبِعُ اَوْ بَاعٍ چَارْگَزْ كَا مَسْتَبْطَعٍ ہوتا ہے	اِنَّ الْبَرِيْدَ مِنَ الْفَرَسِ اَرْبَعُ چَارْ فَرْسَخِ کا ایک برید ہوتا ہے وَالْمِيلُ الْفَأَى مِنَ الْبَاعَاتِ قُل اور مِیل ہزار بام کا ہوتا ہے
--	---

لے حیدر آباد کن کی دفتری اصطلاح میں بام (۱۸۰) گر کا ہوتا ہے اور ایسا ہی پانچویں (۱۸۹) فقرہ

<p>شم الذراع من الاصابع اربع پرگز حساب انگل کے چوبیس ست شعيرات فطر شعيرة چمے جو کا ہوتا ہوا سطح پر کہ ایک جو کی پٹیمہ شم الشعيرة ست شعيرات فقل پرہ چمے بالون کا ہوتا ہے</p>	<p>من بعدها العشر من ثم الاصبع انگل کا ہوتا ہے۔ پر انگل منہا الی بطن لاخری تو وضع دوسرے کی پٹ کے ساتھ ملا کر کہی جاوے من شعر بغل لیس فیہا مدفع نچر کے بالونے سین کوئی اعتراض نہیں</p>
--	--



فصل دوسری

سطحی پیمانوں کے بیان میں

جریب

(۵۰) فقہائے نزدیک اُس مقدار رقبہ کو جو ساٹھ گز کو ساٹھ گز میں ضرب دینے سے حاصل ہو جریب کہتے ہیں۔ جریب میں گز سے مراد گز مساحت ہے جو (۲۸) اُگل کا ہوتا ہے اس حساب سے (۳۶۰۰) مکسر گز مساحتی (۲۸) انگشتی کا ایک جریب ہوا۔

بعضوں نے کہا کہ جریب اُس قدر زمین کا نام ہے جس میں تنور طل اناج بویا جائے اور بعضوں نے کہا کہ جس میں گیہوں ساٹھ من بڑے جاویں بعضوں نے کہا جس میں چکاس من گیہوں بڑے جائیں (ابو السعد) لیکن یہ اقوال مقبول نہیں ہیں جریب کی مقدار (۳۶۰۰) مکسر گز جیسا کہ اوپر بیان ہوا ثابت ہے۔

فقہائے اسلام کے نزدیک زمینات خراجی کا لگان اسی جریب پر مقرر ہے۔ صاحب فتاویٰ کافی اور بعضوں کی یہ رائے ہے کہ اس جریب کا معین کرنا ضرور نہیں ہے ہر ملک میں وہاں کے متعارف جریب پر خراج باندھنا چاہیے۔ لیکن دوسرے بہت سے فقہائے اس قول کو

رہا کیا ہے اس لیے کہ جریب کی مقدار ہر ملک میں مختلف ہے۔ پس باوجود اختلاف مقادیر کے سب پر خراج بمقدار واحد مقرر کرنا قرین انصاف نہیں ہے۔

ملک مصر میں جریب کا نام قدان ہے اور زمان قدیم میں اور ور کہتے تھے۔ ہند میں اسکو بیگمہ کہتے ہیں۔

بیگمہ کی مقدار مطابق ہے جریب کے ساتھ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانان ہند نے اسکو کتب مذہب سے اخذ کیا ہے۔ لیکن بعد کو گزوں کا فرق اس میں پیدا ہو گیا یعنی کتب اسلامیہ میں جریب (۳۶۰۰) مربع گز مساحتی کا نام ہے۔ اور ہند میں (۳۶۰۰) مربع گز زمینی کا ہوتا ہے۔ گز زمینی ہر زمانے کے مروجہ گز کو کہتے ہیں۔ (دیکھو فقرہ ۴۲-۴۳)

تیسرا باب

مسلمانان ہند کے مقادیر

فصل پہلی

خطی پیمانے

گز سے چھوٹے پیمانے

(۵۱) عمدہ حکومت مسلمانان ہند میں گز کے تقاسیم حسب ذیل پائے جاتے ہیں۔

ہر گز کے بنیل مساوی حصے کیے گئے ہیں اور ہر ایک حصہ کا نام بسوہ لکھا گیا ہے یعنی بیسوان حصہ گز کا۔

کبھی گز کو چوبیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو طسوج یا تسو کہتے ہیں پیر

طسوج کو چوبیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

طسوانسہ کہتے ہیں۔ پھر طسوانسہ کو چوبیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کا نام

خام کہتے ہیں۔ پھر خام کو چوبیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کا نام درہ رکھتے ہیں۔

(۵۲) بعضوں نے گز کی تقسیم اس طرح کی ہے ایک گز کو چوبیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کا نام

طسوج رکھتے ہیں ہر طسوج کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

حبہ کہتے ہیں ہر حبہ کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

جو کہتے ہیں ہر جو کو چھ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

خردل کہتے ہیں۔ پھر خردل کو بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

فلس کہتے ہیں۔ پھر فلس کو چارہ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

فتیلہ کہتے ہیں۔ پھر فتیلہ کے چھ مساوی حصے فرض کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

نقییر کہتے ہیں۔ پھر نقییر کو آٹھ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

قطمیر کہتے ہیں۔ پھر قطمیر کو بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

درہ کہتے ہیں۔ پھر درہ کو آٹھ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

ہبہ کہتے ہیں۔ پھر ہبہ کو دو مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

ہیمہ کہتے ہیں۔

مسلمانان ہر کے گز

(۵۳) ہندوستان میں مسلمانوں کی تاریخ پہلی صدی ہجری سے شروع ہوتی ہے ۹۳ھ میں محمد قاسم چچا زاد بھائی اور داماد حجاج ابن یوسف کا ہند پر حملہ کر کے سندھ، بلتان، گجرات پر قابض ہو گیا تھا لیکن یہ قبضہ ہند کے ایک چھوٹے حصہ تک محدود رہا اس لیے اسکو سلطنت ہند کا لقب نہیں مل سکتا۔

اُس کے بعد ناصر الدین سبکتگین اور اُس کے بیٹے محمود کے متواتر حملوں نے سلطنت ہند کی بنیاد کو ہلادیا اس طرح کہ سلطنت ہندو کے ہر ایک حصے میں اُس کا زلزلہ محسوس ہونے لگا آخر کار انہوں نے لاہور میں شان و شوکت کے ساتھ اپنا دار السلطنت قائم کیا۔
اس لیے سلطنت اسلام کی تاریخ ہند میں ۳۲۰ھ ہجری سے شروع ہوتی ہے۔

(۵۴) ۳۶۷ھ ہجری سے یعنی خاندان غزنویہ کی حکومت سے لیکر خاندان تغلقیہ کے اختتام بلکہ خاندان لودھیہ کے اوایل یعنی ۸۹۴ھ ہجری مطابق ۱۴۸۵ء تک ہند میں شرعی گزوں اور نیز دیگر شرعی مقادیر کا استعمال رہا ہے۔

میرے نزدیک اس دعوے پر جو دلائل وجود ہیں انکو میں آئندہ فقرہ (۷۹) میں تحت بیان بیگم بیان کروں گا۔ علاوہ ان دلائل کے خاص گزوں کی نسبت حسب ذیل دلائل پیش کرتا ہوں۔
شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ زمانہ قدیم میں ملک ہند میں تین قسم کے گز مروج

تھے۔ دراز۔ میانہ۔ کوتاہ۔

(۱) دراز مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۸ جو معتدل کا۔

(۲) میانہ۔ مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۷ جو معتدل کا

(۳) کوتاہ۔ مساوی تھا ۲۴ طسوج کے ہر طسوج ۶ جو معتدل کا

ان گزروں کا مقابلہ شرعی گزروں کے ساتھ کر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں گزروں کی حقیقت شرعی گزروں سے بالکل الگ ہیں۔ مثلاً پہلا گز ۲۴ طسوج کا ہے ہر طسوج ۸ جو کہ اس لیے ۲۴ کو ۸ میں ضرب دینے سے (۱۹۲) جو ہوئے۔ اور مفاد شرعیہ میں یہ تسلیم قوم بلا اختلاف ثابت ہو چکا ہے کہ ایک انگل ہوتا ہے ۶ جو کہ اس لیے (۱۹۲) جو کہ ۶ پر تقسیم کرنے سے خارج قسمت (۳۲) نکلا اس سے معلوم ہوا کہ پہلا گز (۳۲) انگل کا تھا۔ یہ وہی گز ہے جس کو فقہائے اسلام نے ذراع ہاشمی یا ذراع عتیق کے نام سے یاد کیا ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۷)

اب یہی عمل دوسرے گز کے ساتھ کروا سکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسرا گز (۲۸) انگل کا تھا پس یہ گز وہی ہے جس کو فقہانے ذراع ملک۔ ذراع ماحت۔ ذراع کسرے کے نام سے مواد شرعیہ میں استعمال کیا ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۷)

بہر ہی حال تیسرے گز کے ساتھ کروا سکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تیسرا گز (۲۴) انگل کا تھا یہ گز وہی ہے جس کو فقہائے اسلام نے ذراع شرعی۔ ذراع عامہ۔ ذراع کاسر۔ ذراع کرباس۔ کو نام سے تعبیر کیا ہے اور ذراع شرعیہ میں زیادہ تر اس کا استعمال ہے۔ دیکھو فقرہ (۳۷)

علاوہ ان دلائل کے متصفنا اقیاس کا بھی یہی ہے کہ مسلمانوں نے بالضرورت اپنے حکومت

میں اپنے علمی بیان استعمال کیے ہو گئے جنکو مذہب اسلام کے ساتھ وہ ہندوین لائے تھے۔
اب ان گزروں کے طریق استعمال پر غور کرنا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا جس گز کو جس موقع
میں فقہانے استعمال کیا ہے اسی طرح ہر مسلمان ہندو نے بھی استعمال کیا ہے یا نہیں۔

شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے۔ کہ گز دراز یعنی (۳۲) انگشتی سے کشت زار اور شہر و قلعہ و دیوار
کی پیمائش ہوتی تھی۔ دیکھو فقہائے اسلام نے بھی گز (۳۲) انگشتی سے کشت زار پر لگان
باندھا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ گز دراصل شرعی ہے۔

شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ گز میانہ یعنی (۲۸) انگشتی سے پتھر اور کچری عمارت اور کنوئیں
اور باغ و ناپے جاتے تھے۔ فقہاء کا طریق استعمال بھی اس گز میں قریباً وہی ہے چنانچہ ہم نے
فقہ (۳۶) میں بیان کیا ہے فقہانے گز (۲۸) انگشتی کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ دراع المحت
البق بالممسوحات۔

اسی طرح گز کوتاہ (۲۴) انگشتی کی نسبت شیخ ابو الفضل نے لکھا ہے کہ اس گز سے کپڑا بانگ و رابہ
اور مانند اس کے ناپے جاتے تھے۔ یہ تو بالکل صحافت ہے کہ فقہانے اسلام نے گز (۲۴) انگشتی کا
نام ہی ذراع الکرباس رکھ دیا ہے یعنی کپڑے ناپنے کا گز۔

ان دلائل پر غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ گز بیشک شرعی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔

۱۵۔ اس سے یہ گمان نہ کیا جائے کہ مذہبی بیانیے اب تک ہو گئے ہیں۔ چونکہ میں اب یہ وہ بیان کرتا ہوں جو
انشاء اللہ تعالیٰ قیام قیامت تک مذہب اسلام کے ساتھ ان کا عمل جاری رہے گا لیکن انکا استعمال آفتاب کو
کے مطابق ہوا شرعیہ میں اپنے اپنے موقع پر ہوتا ہے۔ ۱۲ ملاحظہ۔

علاوہ ان دلائل کے فیروز تغلق کے دونوں لایق مورخ شمس سراج عقیف اور ضیا برنی اور تیز نازا سم فرشتہ اور تیز ناز کا مورخ ملا شرف الدین یزدی یہ سب مابہ البحث زمانے میں گز شرعی کا ذکر کرتے ہیں غرض ان سب دلائل پر غور کرنے سے کوئی شبہ باقی نہ رہے گا کہ ۹۶ھ ہجری سے ۹۹ھ ہجری تک ہند میں مینون شرعی گز مروج رہا ہے۔

گز سکندری

(۵۵) اوایل ۹۵ھ ہجری سلطان سکندر لودھی جس نے ۹۷ھ ہجری میں ہند کے تخت سلطنت پر سے ۹۹۳ھ ہجری تک قدم رکھا اس گز کا موہد ہے۔ اپنی خدا داریاقت سے اس بادشاہ نے جو انتظامات ملکی و مالی خصوصاً دہست اراضی اور قوانین مالگذاری میں کیے ہیں۔ گز سکندری کے ساتھ اسکے یادگار ہیں اس نے گز کے سارے اکتالیس حصے فرض کیے تھے۔ شیر شاہ التوقی ۹۵۲ھ ہجری اور سلیم شاہ التوقی ۹۶۰ھ ہجری مطابق ۱۵۵۳ء کے عہد میں بھی یہی گز مروج رہا۔

جنت آشیانی (رہایون) نے سارے اکتالیس حصوں کی جگہ بیالیس حصے اس گز کے فرض کیے اس گز کا مقدار طول (۳۲) اکل تھا اس گز کا رواج عرش آشیانی (اکبر) کے زمانہ میں بھی پایا جاتا ہے چنانچہ خافینان نظام الملکی قلعہ اگرہ کے ذکر میں لکھتا ہے۔

”عرش آشیانی در سال یازدہ جلوس کہ ۹۶۳ھ ہجری باشد (فرشتہ ۹۶۲ھ لکھتا ہے)

۱۔ فیروز شاہی شمس سراج عقیف۔ فیروز شاہی ضیا برنی غفر نامہ ملا شرف الدین یزدی۔

شرعیہ بنائے قلعہ از سنگ صخرہ مسجد عالی از سنگ مرمر و عمارت دلنشین دیگر نمود و در سن ۹۸ھ
رو با تمام آورد و یادگار خود گذاشتند۔ استلک اروپہ چرخ آن درآمد و سہ ہزار درعہ دورہ قلعہ و ارتفاع
نئی درعہ و عرض دیوار حصار دہ درعہ و عرض خندق نئی درعہ عمیق دوازده درعہ سکندری دان
شدہ (غافقانی)۔

اور شیخ ابوالفضل نے تو صاف صاف تسلیم کیا ہے کہ گز سکندری بادشاہ اکبر کے زمانہ میں
سال (۳۱) آئی تک مروج رہا لیکن اکبر کے حکم سے اسکا استعمال صرف زراعت اور عمارت میں
باقی رکھا گیا تھما سال (۳۱) آئی میں گز آئی جاری ہو نیکی بعد اس کی موقوفی کا حکم دیا گیا۔
دکن میں بھی یہ گز مروج رہا ہے۔ دیکھو لائیل صاحب کی تحقیقات مندرجہ فقرہ (۸۰) رسالہ ہذا

گزبیری

(۵۶) ادایل تہتیری یہ گز ظہیر الدین محمد بابر (فردوس مکانی) المتوفی ۹۳۷ھ کی ایجاد ہے
سے ۱۲۰۰ھ ہجری تک
عمد جہانگیر بادشاہ تک (جو ۱۲۰۰ھ ہجری مطابق ۱۵۸۵ء عین تخت نشین ہوا) بیع قلم و ہندین
میں رہا۔ گزبیری کی مقدار طول (۹) میٹھی یعنی (۳۶) انگل تھی۔ فرشتہ کی عبارت اس گز کے
باب میں یہ ہے۔

طنباب پیمائش کہ در سفر باوشکارا از عقب زمین لایمودہ می بردند و ہندوستان از نخرعات
آن شہنشاہ بے نظیر (یعنی بابر) است صد طنباب رایک طنباب کردہ است و ہر طنبابے

پہلے گزاکر گز سے ۹۹۳ھ میں متبعی الخلقہ و گز سکندری کہ پیشتر درہند رواج داشت متروک
گشتہ گز بابری تا اول عہد نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ در جمیع قلمرو ہندوستان رواج بہم رسانید،
نانی نان بکلیان بھی قریب قریب ہی ہے اور اس نے ہی اس کی مقدار طول ۹۹۳ھ مٹھی لکھی جو
گز سکندری اور گز بابری معہ سر سے اور دونوں کا رواج زمانہ دواحدین پایا جاتا ہے لیکن گز
سکندری حکم شاہ اکبر ۳۱۰ھ الٰہی مطابق ۹۹۳ھ ہجری میں متروک کیا گیا۔ شیخ ابوالفضل نے
آئین اکبری میں گز سکندری اور اس کے ماقبل والے گز دن کا ذکر کیا ہے۔ لیکن عجب ہے کہ گز
بابری کا سراغ باوجود تلاش میں آئین اکبری میں نہیں پایا۔

گزاکر شاہی

(۵-۹۹۳) ۹۹۳ھ ہجری سے ۳۱۰ھ الٰہی
لگتا ہے یہ بادشاہ ۹۹۳ھ ہجری میں تخت نشین ہوا تھا
اس کے زمانہ میں ۳۱۰ھ الٰہی تک یہ گز مروج رہا لیکن صرف کپڑوں کے بازار میں اس کا
استعمال ثابت ہوتا ہے۔

اس گز کی مقدار طول (۴۶) انچل ہے۔ اکبر کے حکم سے ۳۱۰ھ الٰہی میں گز الٰہی جاری کیا گیا اور
گز اکبر شاہی اور گز سکندری جو اس وقت تک رواج عام رکھتے تھے دونوں موقوف کر دیے گئے
بعضوں نے لکھا ہے کہ گز الٰہی بعد حرف الٰہی یعنی بحساب ابجد (۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲)
(۴۶) انچل ہے یہ صحیح نہیں ہے اسکا کوئی ثبوت کافی اور لائق اطمینان نہیں ملتا بلکہ حق یہ ہے

کہ ان لوگوں نے گز اکبر شاہی اور گز آلہی میں فرق نہیں سمجھا ہے۔ گز آلہی (۴۱) اٹکل کا ثابت ہو تا ہے اور جو گز اکبر کے زمانے میں (۴۶) اٹکل کا پایا جاتا ہے وہ گز اکبر شاہی جو گز آلہی۔

گز آلہی

— ❦ —

(۵۸) سلسلہ آلہی مطابق دوسرا نام اس گز اکبر ہی ہے شہنشاہ اکبر نے گز سکندری (۲۲)

۹۹۲ ہجری سے اب تک انگشتی اور گز اکبر شاہی (۴۶) انگشتی کو موقوف کر کے سلسلہ آلہی میں

گز آلہی جاری کیا اور اس کی مقدار طول (۴۱) اٹکل قرار دی تھی اس گز کی مقدار طول میں مختلف

اقوال میں خصوصاً متاخرین نے آسین بڑی غلطیان کی ہیں اور ان غلطیوں کا سبب یہ ہے

کہ اخیر زمانہ تک بہت اسلامیہ گز شاہی (۴۱) انگشتی اور گز آلہی (۴۱) انگشتی دونوں برابر

جاری تھے بعض مقامات میں گز شاہی ہمانی پٹیل تھا بعض جگہ گز آلہی پر لیکن عوام دونوں میں

فرق اور تمیز نہیں کرتے تھے رفتہ رفتہ دونوں کو گز آلہی کہنے لگے اور دونوں کو (۴۲) انگشتی

سمجھنے لگے۔ دوسری خرابی یہ واقع ہوئی کہ اخیر زمانہ کے عمال مالگنداری نے اپنی ذاتی نفع کے لیے بیگ

کی متباد کو کم کر دیا تھا ہر بیگہ دو گٹھ یعنی دو سو دو تک کم ہو گیا تھا اور بجائے ۶۰ گز ضرب ۶۰ گز

کے ۵۲ ضرب ۵۲ گز بیگہ کی مقدار رہ گئی تھی یعنی بجائے (۳۶۰۰) مربع گز کے بیگہ کی مقدار

(۲۹۱۶) مربع گز رہ گئی تھی۔ اور یہ گز اور بیگہ آلہی کہلاتے تھے۔ اس کے بعد انگریزی مستحق کا

دور دورہ آیا اور انہوں نے دیکھا کہ ۶۰ گز ضرب ۶۰ گز کا بیگہ ہونا چاہیے اور اب ہر ۵۲ گز

مضروب ۵۲ گز کا اس لیے ۵۲ کو ۴ پر تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کا نام گز رکھا اس وجہ سے

گز آئی اور گز شاہجہانی دونوں کی مقدار طول کم ہو گئی۔ یہ تیسری خرابی گز آئی کے حق میں واقع ہوئی بعض مؤرخین نے گز آئی بہ عدد حروف آئی بحساب ایچہ (۴۶) انگل کا لکھا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اکبر کے ابتدائے عہد میں (۴۶) انگل کا گز مروج تھا تو سہی لیکن وہ گز آئی نہ تھا بلکہ اس کا نام گز اکبر شاہی تھا جو سال (۳۱) آئی میں بحکم شاہ اکبر موقوف کر دیا گیا۔

مولوی محمد علی صاحب (نواب محسن الملک بہادر) نے رسالہ مرآۃ القوانين حصہ اول میں گز آئی کی مقدار طول (۲۴) انچہ انگریزی اور احمد عبدالعزیز صاحب نے اعظم العطیات میں ساڑھے (۲۷) انچہ لکھی ہے۔ جہاں اور بہت سی غلطیوں کو گز آئی کے حق میں ہم نے تسلیم کیا ہے اسی فہرست میں انکو بھی جگہ دینا چاہیے جس طرح خدا کے حق میں ہر قوم دہر ماتہ کی خیالات اپنے اپنے مذاق کے مطابق مختلف ہیں یہی حال ہے گز آئی کا۔ اس کی نسبت ہی ہر ملک ہر مقام کا مذاق جدا ہے کہیں تو اسکو گھٹا کر (۲۴) انچہ تک پہنچا دیا ہے کہیں اسکو کیچہ (۴۱) انچہ

تک بڑھ دیا ہے غرض کہ اس باب میں جو خطا و لغزشیں ہوئی ہیں وہ بے حد و حد ہیں اور ہر سب کا بالائستیعاب بیان کرنا بے فائدہ ہے یہ صرف فرہمی اور خیالی ڈھکوسلے ہیں ان میں کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے لیکن عجب اسکا ہے کہ بہت سے ایسے گزینام نہاد گز آئی عمل میں ہی لائے گئے ہیں۔ مثلاً نمونہ از خردارے۔ چند ایسے گزوان کی فہرست بہان لکھی جاتی ہے جو عملی طور پر جاری تھے یا ہیں۔ اور سب گز آئی کہلاتے ہیں

(۱) بریلی۔ بلند شہر۔ اگرہ وغیرہ میں آئی گز = (۳۲۵۵) انچہ کا۔

(۲) بنارس گجرات وغیرہ میں آئی گز = (۳۳۶۶) انچہ کا

(۳) اورنگ آباد میں شاہ برہان الدین اولیا { الہی گز = (۴۱) انچہ کا
قدس سرہ کی درگاہ پر نقش کیا گیا ہے۔

(۴) ممالک مغربی اور دلی لودھیانہ فیروزپور { الہی گز = (۳۳) انچہ کا
اور رار کے ایک حصہ میں۔

اب میں ان اختلافات سے قطع نظر کر کے اس قول کی طرف رجوع کرتا ہوں جس کو گز الہی کی
اصلی اور صحیح پیمائش معلوم کرنے میں دست آویز بنانا چاہیے اور جو دست آویز بٹنے کی لیاقت
رکتا ہے وہ ہوتا۔

شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری میں لکھا ہے کہ۔ تاسال سی ویکم الہی اگر چہ در کرپاس گز اکبر شاہی
بود و چہل و شش انگشت برابر لیکن در زاعت و عمارت اسکندری بکار داشتے شہر یار دانش
پڑوہ در گز گونگی گز ہا را سرمایہ پر گندگی ولہا اندیشید و دست آویز نادرستان پنداشت ہمہ را
از میان برآورد و معتدل گزے را دلی بخشید و چہل یک انگشت و بیاد کرد و ایز دی الہی گز نام
نما و دوا و دوزیمہ کار دست آویز مردم است۔

اس قول کو دوسرے تمام اقوال پر ترجیح دینے کے وجہ یہ ہیں۔ کہ پہلے ابو الفضل معتبر
شخص ہے۔ دوسرے اکبر کے انتظامات کو اس سے بہتر کسی نے نہیں بیان کیا بلکہ خود اس کو
انتظامات میں شریک ہونے کی فضیلت حاصل تھی۔ تیسرے آئین اکبری الہی وقت میں تصنیف
ہوئی ہے جبکہ یہ انتظامات تجویز ہوئے تھے۔ پس اگر اس امر خاص میں بیہ قرار پانے کا

استحقاق ہے تو اسی ایک کتاب کو ہے اس قول پر کسی دوسرے قول کو ترجیح نہیں دینا
غرض کہ گز آئی کا اصلی اور صحیح طول (۴۱) انگل ہے۔ یا (۳۳) انچ انگریزی۔

سرسید احمد خان صاحب خرم السند نے آئین اکبری پر جو حاشیہ لکھا ہے اور آئی گز کی
تحقیق کی ہے انہوں نے بھی اسکو (۴۱) انگل کا تسلیم کیا ہے اس حاشیہ میں انہوں نے
گز آئی کی ایک چوتھائی کی تصدیق دی ہے اسکو میں یہاں نقل کرتا ہوں اس تصویرت
تمام شکلات رفع ہو جائے ہیں۔

متاخرین سے جن لوگوں نے گز آئی اور گز انگریزی کا مقابلہ کیا ہے انہوں نے بھی بڑی
غلطیان کی ہیں۔

شمس العلماء ذکا واللہ صاحب ترجمہ علم حساب بنارٹو استھ میں لکھا ہے کہ صحیح طول گز آئی کا
(۳۲۷) اور (۳۲۸) انچوں کے درمیان ہے۔ بریلی۔ بلند شہر۔ اگرہ وغیرہ (۳۲۷) انچ کا آئی گز ہوتا ہے۔ اور بنارس اور گجرات میں مسٹر کن صاحب نے جو گز بندوبست تیار
کے واسطے ۹۷ انچ مقرر کیا تھا (۳۳۷) انچ کا تھا۔

مسٹر کن صاحب کے گز کو موادی ذکا واللہ صاحب نے گز آئی سمجھا ہے لیکن اس گز کو گز
شاہجہانی کہنا زیادہ مزون ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اخیر زمانے میں گز آئی اور شاہجہانی
میں لوگ فرق نہیں کرتے تھے اور دونوں کو (۴۲) انگشتی سمجھتے تھے یہی مغالطہ مولوی
ذکا واللہ صاحب کو بھی ہوا ہے۔

شکل نمبر (۱) کو جو چوتھائی گز آئی کی ہے انگریزی گز سے مقابلہ کرنے سے صاف صاف

معلوم ہو جائیگا کہ اگر آئی کا معنی صبح طول (۳۳) انچ انگریزی کے برابر ہے یا یون کہو کہ اگر انگریزی (یا رڈ) اگر آئی سے (۳۱) انچ بڑا ہے۔ ممالک شمالی مغربی دلی مکھنڈ وغیرہ میں اگر آئی اب تک مروج ہوا ہے کہ ان ملکوں میں اب تک اپنے اصلی طول یعنی (۳۳) انچ پر استعمال کیا جاتا ہے (۵۹) شیخ ابوالفضل کے اس بیان سے کہ پادشاہ اکبر نے کل گزوں کو موقوف کر کے ایک ہفتہ گز کو رواج دیا مجھے اتفاق نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اگر آئی کو معتدل اور دوسرے تمام گزوں کو غیر معتدل قبول کر لیں۔ اگر آئی نہ تو کوئی اصول علمی پر جاری ہے جیسا کہ فرانسیسیوں کا معتبر اور انگریزوں کا یا رڈ نہ وہ مسافت درجہ بندی کے ساتھ منطبق کیا گیا ہے جیسے کہ مصر یون کے مقامات۔ سچ تو یہ ہے کہ پادشاہ اکبر کی متناہی میزان اور اہل جادوینہ طبیعت کے دلوں سے یہ بھی ایک دلولہ تھا۔ ملکی معاملات اور انتظامی ضرورتوں کا اقتضا ہی ہو تو ہو لیکن معاصر یہ ہوتا ہے کہ ہند کے اہل العزم اور عظیم الاقتصاد مسلمان پادشاہوں نے اس قسم کی ایجادات کو اپنی ناموری اور بقائے اثر کا ذریعہ سمجھا تھا۔

اکبر کے ایجادات سب انتہا میں گز۔ بیگمہ۔ اوزان۔ نکتے۔ سنہ۔ تاریخ۔ غرض ہر میدان ہر رنگ میں اکبر کی ایجادیں میچو دین اُس پڑ پڑ یہ ہوا کہ اُس بادشاہ کے لایق مورخ اور چالاک مسلمانوں نے جنہیں سے لیاقت و فضیلت علمی میں ہر ایک کے نظیر نہ تھا ایمان سلف و علو الدین غلجی شیر شاہ۔ سلیم شاہ وغیرہ کے اختراعات و انتظامات کو بھی کہنے چاہئے کہ اگر اکبر کے نامہ اعمال میں شریک کر دیا۔

اسی طرح پادشاہ جہانگیر کی ایجادیں بھی کم نہیں ہیں۔

گز جہانگیری کردہ جہانگیری۔ وزن جہانگیری۔ عطر جہانگیری وغیرہ وغیرہ سے اُس عمد کی تاریخین
مالا مال بین۔

علی بن القیاس شاہچہان کی ایجادات۔ گز بادشاہی۔ کردہ بادشاہی۔ من بادشاہی وغیرہ
سے اُس عمد کے موثر و رطب اللسان بین۔

بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے کسی ایجاد کو اپنے نام کے ساتھ شاید اس لیے مشہور نہیں کیا
کہ وہ ابتدا میں بریاست اپنے مقید باپ کے نام سے چلا تا رہا۔ الا ایک وزن عالمگیری تو
مشہور ہے۔ الحاصل غرض ان ایجادات سے کہہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ایجادات
اُن بادشاہوں کے نام کو صفحہ روزگار پر اب تک اپنے ساتھ لیے ہوئے ہیں۔

گز جہانگیری

(۱۶۴۰)

(۶۰) سنہ ۱۶۴۰ ہجری بادشاہ جہانگیر (جنت مکانی) جس نے سنہ ۱۶۴۰ ہجری مطابق سنہ ۱۶۴۰
مطابق سنہ ۱۶۴۰ ہجری میں تخت شاہی پر عبادت کیا اس گز کا موجد ہے۔

اس بادشاہ نے کوس کا طول وہی پانچہزار گز شمار کیا جیسا کہ اسکے باپ شاہ اکبر نے ضابطہ
بنایا تھا۔ لیکن گز میں تغیر دیا گیا یعنی بجائے گز الہی دو گز شرعی کا ایک گز جہانگیری مقرر ہوا۔
اس حساب سے گز جہانگیری (۴۸) انگل کا ہوتا ہے۔

شیخ ابو الفضل نے اکبر نامہ میں ملک کشمیر کا طول و عرض محض تخمین و قیاس پر بیان کیا
ہے۔ بادشاہ جہانگیر نے اپنے عہد میں چند متمدن کو اس کام پر مامور کیا تھا تاکہ کشمیر کے

طلول و عرض کی قرار واقعی پیمائش کریں ۔

معتمد خان بخشی اپنی تاریخ اقبال نامہ جہانگیری میں تحت سال ۱۰۲۰ ہجری میں لکھتا ہے کہ روپے کہ درین دوات حمل است موافق ہیشا بیضا است کہ مسرت عرش آشیانی را کہ بست اندر کہ روپے پنجر از فراغ است و یک فلج حال و ذراع شرعی می شود ہر جا کہ دیا گوئی کہ می گردد مراد از ان کردہ و گز معمول حال است ۔
یہی عبارت بعینہ بہت کم تغیر الفاظ کے ساتھ توڑک جہانگیری میں ہے اور اس میں بقدر زیادہ ہے کہ ”ہر کہ روپے پنجر از فراغ و یک ذراع شرعی می شود کہ ہر ذراع سے بست و چار انگشت باشد ۔“

معلوم ہوتا ہے کہ گز جہانگیری بادشاہ جہانگیر کے وقت سے ابتداء ہر ذراع میں مروج رہا ہے ۔ ہمارے شہر حیدر آباد دکن میں عموماً دو ہاتھ یعنی (۲۸) انگلی کو (درا) کہتے ہیں اور اسکا استعمال زیادہ تر کپڑے اور ماشاں اسکے آشیانہ میں ابتداء سے مروج ہے جو مساوی ہے دو گز شرعی کے ہے ۔

۱۰۲۰ ہجری مطابق کلکتہ صفحہ (۲۹۸) اور اقبال نامہ جہانگیری طبع کلکتہ صفحہ (۱۴۸) ۱۰۲۰ ہجری میں جو سلطنت نظام شاہی (احمد نگر) کا رکن اعظم تھا اسکے فروغ کا زمانہ بادشاہ جہانگیری مسند نشینی یعنی ۱۰۲۵ ہجری سے شروع اور ۱۰۲۶ ہجری تک ختم ہوتا ہے ۔ یہ شخص ملک دکن میں بندوبست و پیمائش الارضی اور نظام مالگزاری کا بانی ہوا ہے ۔ اسنے راجہ تودرمل کو آئین مالگزاری کو مالک احمد نگر اور گنگ آباد اور اکثر اضلاع برار و خاندیس میں رواج دیا تھا اور بالیق کا دستور مستاجر جی بالکل موقوف کر دیا تھا ۔ اس لائق منتظم نے حق ملکیت و قبضہ داری الارضی کو ہر جہاں کیا تھا ۔ مولف ۱۲

گز شاہجہانی

(۶۱) شمسہ مطابق اس گز کا دوسرا نام گز بادشاہی ہے شاہجہان کے مرنے کے بعد اس گز کو محمد باگڑ بادشاہی لکھتے ہیں۔

ملاء عبد الحمید لاہوری جس نے اپنی مہبوط تاریخ بادشاہ نامہ بفرمائش شاہجہان اکبر نامہ شیخ ابوالفضل کی طرز پر ہر سالہ واقعات کو تاریخ دار لکھا ہے اس میں جا بجا اس گز بادشاہی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ گز شاہجہان بادشاہ المنسوب شمسہ مطابق ۱۶۲۵ء کی ایجاد سے ہے۔

ملاء عبد الحمید لاہوری کے روایات اس گز کے طول میں مختلف ہیں واقعات سال بہ سال ہیں جہان کشمیر کے راستوں کی پیمائش کا ذکر کیا ہے یہ لکھتا ہے۔

”یکی راہ پکلی کہ سی و پنج منزل و یک صد و پنجاہ کروہ بادشاہی است کہ وہ ہے۔ دوم جریہ بہ جریہ بہست و پنج ذراع۔ ذراع چهل انگشت ہے“

دوسرے مقام پر واقعات سال دہم و اول میں عمارت دولت خانہ خاص کی پیمائش میں لکھتا ہے ”از جملہ مسابانی دولت خانہ خاص خانہ ایست بنی از سنگ مرمر بطول پانزہ گز و عرض نہ بدراء بادشاہی کہ درازی آن چهل انگشت است“

تیسرے مقام پر سال دہم و دوم کے واقعات میں جہان مملکت ہند کا طول و عرض بیان کیا ہے لکھتا ہے۔

طول این مملکت کہ از انہا ہوی بندر و اساط است قریب دو ہزار کردہ بادشاہی است۔ ہر کردہ ہے پنج ہزار ذراع ہر ذراع چوبیس دو انگشت مساوی الخاقیت۔

شاہجہان کے بعد والی سونچ بھی اس گز کا ذکر کرتے ہیں لیکن میری نظر سے نہیں گذرا کہ بعد والوں نے اس کے طول کی تصریح کی ہو۔

اورنگ زیب عالمگیر کی سلطنت ابتدا میں سلطنت شاہجہانی کے ایک ضمیمہ کی سی واقع ہوئی تھی اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہان کے ایجادات و خدوشیات بحال خود باقی رکھے گئے اور عالمگیر کی گورنمنٹ نے ان کو مستحضر کر کے نئے مضابطے بنانے کی کوشش نہیں کی۔

عالمگیر کے موقع منشی محمد کاظم ابن محمد امین نے اپنی مبسوط تاریخ عالمگیری نامہ میں گز شاہجہانی کا ذکر مستند و تمام پر کیا ہے۔ سال ششم جلس عالمگیری مطابق سنہ ہجری کے واقعات میں شاہجہان عالمگیر کے تشریف کا حال لکھا ہے اس کے تحت میں لکھتا ہے۔

راہ مذکور (یعنی پٹلی) سی پنج منزل دیکھند و پنجاہ و چہار کردہ بادشاہی است کہ کردہ ہر دو دست ہر ایک درجہ بیست و پنج ذراع بادشاہی باشد۔

لیکن عالمگیر نامہ میں کہیں میری نظر سے نہیں گذرا کہ اس موضع نے گز بادشاہی کی مقدار طول ہی بیان کی ہو۔ صرف گز بادشاہی کے لفظ پر اکتفا کرتا ہے اسکا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ

نے عالمگیر نامہ منشی محمد کاظم مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم ساجی بنی کوکس پانچہ ارگر کا جو ایسا کہ مقدمہ (۶۹) میں بیان کیا گیا ہے لیکن فرق اس قدر ہا کہ اگر ہی کردہ پانچہ ارگر آتی کا ہے اور جہانگیری کردہ پانچہ ارگر آتی کا ہے

اور شاہجہانی کردہ پانچہ ارگر بادشاہی کا۔ ۱۲ مولف

عالمگیر کے عہد میں گز بادشاہی کی مقدار مشہور اور خاص و عام کو معلوم تھی اس لیے اس لائق موعظ نے ایک ایسی چیز کی تعریف جو کم و بیش بدیہی خیال کرتا ہو ضروری نہیں خیال کی ہوگی علیٰ ہذا القیاس عالمگیر کے بعد واسے مورخوں کے نزدیک بھی گز بادشاہی کا طول بدیہی تہا چنانچہ خانیخان نظام الملکی جس نے اپنی بے نظیر تاریخ منتخب اللباب کو محمد شاہ بادشاہ ہند کے عہد میں تصنیف کیا ہے لکھتا ہے۔

مردان بیکہ خرد کہ رعایا سے پرگنت میان ہدیگر و با حکام و عمال داد و ستد دارند مرد و دو صد و دو شاہجہانی است

غرض کہ محمد شاہ بادشاہ ہر کے بعد بلکہ القراض سلطنت مغلیہ کے بعد بھی گز بادشاہی کا رواج زمانہ حال تک بندین پایا جاتا ہے۔

سر سید احمد خان بہادر نے جو ضخہ آئین اکبری کا اپنی تصنیف کے ساتھ چھپوایا ہے اس کے حواشے میں لکھا ہے کہ

آنچہ در بلاد ہندوستان بخت پیمائش زمین و عمارت مروج است گز شاہجہانی است و آن چیل و دو انگشتی است برابری و سہ اونچ و شش طشت انگریزی مگر بعضے انرا تخمیناً بقدر سی و سہ و نیم اونچ شماری کنند

اس بیان کو بیانات صدر کے ساتھ ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گز بادشاہی کا طول (۴۲) انکل صحیح ہے۔

اور ایک دلیل اس کی تائید میں یہ ہے کہ مصنف تاریخ تحفہ اکرام علی شیر قانع نام نے جس نے

احمد آباد کی یہ خطا تاریخ تین جلدوں میں مابین ۱۱۱۱ھ ہجری لکھی ہے جلد دوم کے خاتمہ پر دنیا کے مشہور مقامات یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر کی درمیانی مسافت کو شمار کیا ہے اور انجمن ہندوستان کے شہر کوئی فست کا حساب کر وہ شاہجہانی سے کیا ہے اور لکھتا ہے کہ۔

تیر کروہ بادشاہی پنجبزار فست است و ہر فرسخ چل دو گونگشت
ان شہادتوں کے پیش ہونے پر اب کوئی حدیث گز بادشاہی کی مقدار طول میں باقی نہ رہا اور اسکا طول (۴۲) انگلی ثابت ہو گیا۔

اس موقع پر سر سید احمد خان کے حاشیہ سے گز شاہجہانی کی ایک چوٹھالی کی شکل لکھی جاتی ہے۔

۱۱۱۱ھ شاہ جہان کے عہد میں مرہٹوں کی علاقہ دکن پر فوج کشی ہوئی تھی اس وقت عا اور ۲۰ مالک پرا انتظام ملک غیر پیش بقیہ صوبوں میں تو ڈیل کاٹیں مالگزاری جاری تھی اس زمانہ میں مرشد قلی خان خراسانی نے تقریر صوبہ داری دکن پر شاہجہان کی طرف سے ہوا تھا اور حکم شاہجہان سے تھا کہ شاہجہان کو ڈیل کاڈ تنو جاری کیا مرشد قلی خان نے اس کی کو انتظام مالی اور ہیا شرح بدو بسا اسی کی حالت صا۔ کیا لا اور مرشد قلی خان انتظام ملک نہ رہا و بسا کے ساتھ بیان کیے ہیں مرشد قلی خان کا انتظام دکن میں قیام (دہارہ مرشد قلی خان) مشہور ہے لکھا ہے کہ مرشد قلی خان اکثر اس خیال سے کہ رعایا پر ظلم زیادتی نہ ہو چاہتا ہے کیونکہ ایک سے اجرب کا خود اپنے ہاتھ سے تمامتا تھا۔ مولف ۱۲

شکل نمبر (۲۱) ایک گز شاہجہانی یعنی ہر طسوت

شکل ایضاً ایک گز شاہجہانی یعنی ہر طسوت

(۱۱۱۱ھ)

(۱۱۱۱ھ)

گزری

—*—

(۶۲) اسناد و فرامین شایان سلف میں گزری ہے۔ مراد اس زمانے کا مروجہ گزری ہے جس زمانے میں وہ سند یا فرمان لکھا گیا ہے ہم نے ہند کے ہر ایک گزری کی تاریخ معین کر کے میں ہی سعی کی ہے کہ جب ہر ایک گزری کا سنہ اجرام معلوم ہو جائے تو سنہ تحریر سند کے ساتھ ملانے سے آسانی معلوم ہو سکیگا کہ تحریر سند کے وقت میں کونسا گزری تھیں اس وقت کے مروجہ گزری سمجھنا چاہیے۔

اس طریقہ پر عمل کرنے سے ایک مشکل یہ پیش آئی کہ بعض اوقات دو دو تین تین گزری وقت واحد میں مروج رہے ہیں پس ایسی صورت میں گزری کس گزری کو قرار دینا چاہیے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ بادشاہ وقت کے خاص گزری سمجھنا چاہیے لیکن شاہ عالمگیر کے عہد میں گزری جہانی کہ۔

گزری بڑے پیمانے

جریب

—*—

(۶۳) جریب کو کبھی طناب کبھی باتس کبھی زنجیر کہتے ہیں۔ عموماً (۶۰) گز طول کا ہوتا ہے طناب یا بری (۴۰) گز یا بری طول کی اور طناب اکبری (۵۰) گز آٹھ طول کی ہے

اور انگریزی طناب کا طول (۲۲) گز انگریزی ہے ہندون کا دھرم تارا یعنی خیراتی
طناب (۱۵) گز طول کا ہے۔

کوس

کروہ مسکندری

(۶۴) شیرخان سورنے (۶۰) قریب کا ایک کوس مقرر کیا ہر جریب (۱۰) گز سکندری کا۔
اس حساب سے کروہ سکندری کا طول (۳۶۰۰) گز (۳۲) انگشتی سے متوازی وغیرہ
مین اکبر کے بعد بھی یہ کوس مروج رہا (آئین اکبری)۔

کروہ بابری

(۶۵) روایت فرشتہ و خافینان ثابہ ہے کہ بادشاہ بابر نے ایک طناب ایجاد کی تھی جسکو
طناب پیمائش کہتے تھے۔ بادشاہ کے سفر و لشکر میں بعد مسافت معلوم کرنے کے لیے لشکر کے
عقب میں جن جہان تگاش کے کہ اس سفر ہوتا یہ طناب کھینچتے چلتے جاتے۔ تھے۔

بادشاہ کے حکم سے چالیس گز بابری کی ایک طناب تھی اور ایسے سو طناب کا ایک کروہ مقرر ہوا تھا۔
اس طناب سن کی سی تھی گویا ایک آدھ پائش کا تھا اسکو دو ٹکڑیوں میں جریب ہی کہتے ہیں جیسا کہ یکے کو اکثر جریب کہتے
ہیں۔ اکبر نے بائیس اور سن کی طناب بنائی تھی اور اپنے لیے چار کے حلقے لگا دیے تھے تاکہ کیسچ تھان سے کم و بیش
نہوڑنے پائے۔ اسکا نام کہی طناب کہی تریب کہی بائیس شہر ہوا دلف۔

اس حساب سے چار ہزار گز با بری (۳۶) انگشتی کا ایک کردہ با بری ہوا۔ (فرشتہ اور خانیخان)

کردہ اکبری

(۶۶) شہنشاہ اکبر نے بھی وہی طریقہ با بری کی پیروی کی اور حکم دیا کہ جب لشکر کوچ کرے احتیاط کے ساتھ پیچھے پیچھے پیمائش کرتے چلیں (لیکن فرق اس قدر تھا کہ طناب با بری (۴۰) گزی تھی اور طناب اکبری (۵۰) گزی) اس کام کے لیے خاص اہتمام کیا گیا اور غنہ اور شرف مقرر ہوئے اور وہ طریقے پیمائش کے قرار دئے گئے۔

پہلا طریقہ طناب کی پیمائش کا تو طناب کا ایک کوس مقرر ہوا ہر طناب پچاس گز الہی کی اس حساب سے پانچ ہزار گز الہی (۲۱) انگشتی کا ایک کوس ہوا۔

دوسرا طریقہ بانس کی پیمائش کا۔ چار۔ بانس کا ایک کوس قرار پایا ہر بانس ساڑھے بارہ گز الہی کا اس حساب سے بھی وہی پانچ ہزار گز کا ایک کوس ہوا۔ (آمین اکبری)

کردہ جہانگیری

(۶۷) اکبر کے زمانہ میں ملک کشمیر کی پیمائش اندازہ اور تخمینے کے طور پر ہوئی تھی بادشاہ جہانگیر نے اپنے عہد میں اسکی واقعی پیمائش حاصل تمام سے کرائی تھی۔ اور وہی پیمائش بادشاہ کوس کا یعنی پانچ ہزار گز جہانگیر نے بھی اختیار کیا لیکن کردہ جہانگیری کا حساب گز جہانگیری سے جو مساوی تھا درگوشہ یعنی (۴۸) انگل کے کیا گیا۔ معتمد خان بخشی لائق موصح جہانگیر کا اپنی تاریخ اقبال امیر جہانگیری

مین لکھتا ہے۔

ملک کشمیر بلول از کتل پھول باس تا قنبر دیر پنجاہ و شش کردہ جہانگیر است و در عرض از بست و
 میفت کردہ زیادہ نیست و از وہ کم نے۔ شیخ ابوالفضل در کتب نامہ تبخین و قیاس نوشتہ کہ طول
 ملک کشمیر از دریائے کشن گنگ تا قنبر دیر یک صد و بست کردہ است و عرض از وہ کم نیست از
 بست پنج زیادہ نے حضرت شاہنشاہی (جہانگیر) بخت احتیاط جمعی از مردم معتمد کار دان مقرر
 فرمودہ کہ طول و عرض را طناب بکشند تا حقیقت از ذرا واقع نوشتہ شود و چون قرار داد است
 کہ حد ہر ملکہ تا جاسے است کہ مردم بزبان آن ملک شکلم باشند بنا بران از پھول باس کہ یازدہ کردہ
 آن طرف کشن گنگ است سر حد کشمیر قرار شد و با بن حساب پنجاہ و شش کردہ بر آمد و در عرض دو کردہ
 بیش تفاوت ظاہر نگشت و کردہ کہ درین دولت معمول است موافق بنا باطلہ ایست کہ حضرت
 عرش آشیانی (اکبر) بستہ اند ہر کردہ ہے پنج ہزار ذراع است و یک ذراع حال دو ذرعہ شرعی
 می شود۔ (اقبال نامہ جہانگیری)

کردہ شاہجہانی

یا

بادشاہی

(۶۸) بادشاہ نامہ ملا عبد الحمید لاہوری۔ اور عالمگیر نامہ منشی محمد کاظم۔ اور تجلہ الکرامہ تاریخ اظہار
 یہ سب متفق ہیں کہ کردہ شاہجہانی پانچ ہزار گز بادشاہی (۲۲) انگشتی کا ہے۔

۱۵ بادشاہ نامہ ملا عبد الحمید لاہوری۔ عالمگیر نامہ۔ تاریخ تحفۃ الکرامہ ۱۲

کروہ بختہ

یا کروہ جبری

(۶۹) کروہ بابری اور یہ کروہ باہم سادی ہیں پنا بختہ خافغان نے لکھا ہے۔ مراد از کروہ

جبریتہ کہ کروہ بختہ در بند زبان زد گردیدہ یک صد جریب است و ہر جریب چهل گز است و ہر گز نہشت مستوی القامتہ۔ خافغان کے بعض نسخوں میں بجائے یک صد جریب دو صد جریب لکھا ہے لیکن یہ نقل کی غلطی معلوم ہوتی ہے یک صد جریب صحیح معلوم ہوتا ہے اس حساب سے یہ کروہ چار گز ہر گز۔ گز بابری کے برابر ہوا۔

کروہ عرفی

(۷۰) ہر شہر و ہر ملک میں اس کی مقدار مختلف ہے خافغان نے اس کی نسبت لکھا ہے

کہ کروہ عرفی در ہندوستان مختلف موافق ہر شہر و مکان شہتہ وارد۔

کروہ مالوہ

(۷۱) مالوہ اور راجپوتوں کی سرحد میں نود و نصاب کا ایک کوس اور سہ نصاب ۶۰ گز کا ہوتا ہے

اس حساب سے (۵۴۰۰) گز کا ایک کوس ہوا۔ (ایٹین اکیری)

کروہ گجرات کروہ گاؤ

(۷۲) بعضوں نے ۵۰ جریب ہر جریب ۴۰ گز کا کہا ہے اس کے دو ہزار گز ہوتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ کروہ گجرات اُس قدر مسافت کا نام ہے جس قدر کہ ایک ترگاؤ ایک دن میں چل سکے اس لیے اُس کا نام کروہ گاؤ رکھا گیا ہے۔

کروہ جنگالہ کروہ دہلیہ

(۷۳) اُس قدر مسافت کا نام ہے کہ تیرہ روایک دم میں چل سکے۔ بعضوں نے کہا کہ اُس قدر مسافت کا نام ہے کہ سبز پتہ کسی درخت کا سر پر کہہ کر دوڑیں جب تک کہ نہ شک ہو جائے (آئین الہری)

کروہ دکن

(۷۴) خانیچن نے اس کی نسبت اپنا ذاتی تجربہ مکر کیا ہے اور اس طرح لکھتا ہے کہ۔

”کروہ ملک دکن تا برہمان پورہ احسا آباد و اگرہ تا علاقہ پنجاب بلکہ سرحد کابل سے صد و چار دہ جریب
است کسرے کم و زیادہ پاؤ کم دو کروہ ہندی ایک کروہ جریبی باشند سو دو اوراق مکر بشمار قدم و
ریسمان چیدو“ (خافینخان)

کروہ ہندوانی

(۷۵) زمان قدیم میں ہندوؤں کے نزدیک (۲۴) انگل کو ایک ہاتھ چار ہاتھ کو ٹونڈیا
دھنک اور دو ہزار ٹونڈ کو ایک کوس اور چار کوس کو ایک جو جن کہتے تھے (آئین اکبری)
دوسرا طریقہ ہندوؤں کے نزدیک کوس کی مقدار طول دریافت کرنیکا یہ تھا کہ پہلے ایک
تھوڑے سے پونہ پانی کا اور اس کی گود میں بچہ دیکر اس کے ایک قدم کا اندازہ لیتے تھے
پھر ویسے ہزار قدم کو ایک کوس قرار دیتے تھے (آئین اکبری)

فصل دوسری

مسلمانان ہر کے سطحی پیمانے

بیگہ سے چھوٹے پیمانے

(۷۶) مسلمانان ہر کے عہد میں بیگہ کے تقاسیم حسب ذیل پائے جاتے ہیں۔

بیگہ یعنی (۳۶۰۰) مربع گز کو بیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو بسوہ کہتے ہیں بسوہ باو سکون سین وفتح واو و ہائے مخفی پھر ہر ایک بسوہ کو بیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو بسوانسہ کہتے ہیں بسوہ باو سکون سین و واو و الف و نون و خفی و فتح سین و ہائے مکتوب۔

پھر ایک بسوانسہ کو بیس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو تسوانسہ کہتے ہیں بفتح تاء و فوقانی۔ پھر ایک تسوانسہ کے بیس مساوی حصہ بناتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو تپوانسہ کہتے ہیں بتقدیم تاء و فوقانی و سکون بائے فارسی۔ پھر تپوانسہ کے بیس مساوی حصہ فرض کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو

انسوالنسہ کہتے ہیں بفتح ہمزہ دنون خفی وسین دواو کوالف دنون خفی۔

بیگمہ سے بڑے پیمانے

(۷۷) معمولی چار بیگمے کا ایک

پیرتن ہوتا ہے اور میں پرتن کا جس کے اسی بیگمہ ہوتے ہیں ایک آوت ہوتا ہے
صوبہ برار اور اس کے اطراف میں

آٹھ بیگمہ کو ایک منتن کہتے ہیں اور دس منتن کو ایک آوت کہتے ہیں پھر لفظ آوت کا اطلاق
مطلقاً قلبہ پر بھی ہوتا ہے اور ایک قلبہ یعنی ایک جوڑی ہیل سے جس قدر زمین جوتی جائے
اسکو بھی آوت کہتے ہیں (تافین خان)۔

اس وقت ملک حیدر آباد دکن میں منتن ۹ بیگمہ کو اور ناگر ۱۸ بیگمہ کو اور چا اور (۱۲) بیگمہ
کہہ کہتے ہیں۔

بیگمہ

(۷۸) اس امر کے باور کرنے کے لیے بہت دلائل ہیں کہ مسلمان بننے سے بیگمہ کی مقدار قبیہ
کو فقہ اسلام سے اخذ کیا ہے۔

فقہائے اسلام کے نزدیک زکوٰۃ الزرع کا حساب بریب پر مقرر ہے۔ اور جریب (۶۰) گز

۱۵ پرتن و آوت کی نسبت تافین خان نے لکھا ہے کہ یہ دکن کی اصطلاح ہے خاندانیں وغیرہ مالک میں اسی پر حساب ہوتا ہے مولف

مضروب (۶۰) گز کا ہوتا ہے۔ گز مساحتی (۲۸) انگشتی سے جس کے (۳۶۰۰) مربع گز ہوتے ہیں اس طرح مسلمانان پہنچنے باشتنا بعض صورت ہائے خاص کے بموجباً (۳۶۰۰) لکسر گز کا ایک بیگمہ شمار کیا۔ ابتداء حکومت ہند میں تو نام کا بھی فرق نہ تھا لیکن بعد کو صرف نام کا فرق پیدا ہو گیا یعنی بجائے جریب بیگمہ بولنے لگے۔ اس کے بعد جبکہ شاہان ہند نے اپنے اپنے عہد میں گز ایجاد کیے تو بیگیوں میں گز دن کا فرق پیدا ہو گیا۔ لیکن بیگمہ میں مجموعی مقدار گزوں کی وہی رہی۔ مثلاً بیگمہ الہی (۳۶۰۰) گز الہی کا مقرر ہوا۔ اور بیگمہ شاہجہانی (۳۶۰۰) گز شاہجہانی کا تو بیگمہ میں گزوں کی تعداد (۳۶۰۰) یکسان ہر زمانے میں قائم ہی لیکن چونکہ گزوں کا طول باہم مختلف تھا اس لیے مجموعی رقبہ بیگمہ کا باہم مختلف ہو گیا۔ مثلاً گز الہی (۳۶۰۰) انگل کا ہے اور گز شاہجہانی (۳۶۰۰) انگل کا اس لیے بیگمہ الہی اور بیگمہ شاہجہانی میں (۳۶۰۰) انگل کا فرق پیدا ہو گیا۔ ورس علیٰ ہذا۔

(۷۹) ۱۰۰۰ ہجری سے ۱۰۰۰ ہجری ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ اوائل سلطنت مسلمانان ہند تک بیگمہ کی تاریخ۔

دیکھو فقرہ (۵۴) اب یہاں اس امر کا ثبوت دیا جاتا ہے کہ مذکور الصدر زمانے میں بیگمہ بھی شرعی مروج تھے اس کے دلائل حسب ذیل ہیں۔

(۱) مذکور الصدر زمانے میں موغ جہان بیگمہ کا ذکر آتا ہے اس کا نام جریب لیتے ہیں مثلاً ملا قاسم فرشتہ نے فیروز تغلق شاہ کے حالات میں تحت انتظام ولایت سنبل و کھڑک لکھا ہے کہ خود نیز شاہ ۱۰۰۰ ہر سال از دہلی جانب سنبل لشکار رفتہ اپنے داد و دھان (حاکم بخا) نکاردہ بود

اسی طرح شمس راج عقیق اپنی تین بیویاں شاہی مین جہان اُس نے تحصیل مالگڑاری کا ذکر کیا ہے لکھتا ہے کہ انچنا مشرعات بود تمام دور گردانیدہ و ہر چہ مشرعوں بود از ان ہم خفت کردہ ہے پھر ہی مورخ دو سکے مقام پر جہان اُسے بنا کے شہر حصار فیروزہ کا ذکر کیا ہے لکھتا ہے کہ فیروز شاہ نے اُس جدید شہر کے لیے دہلی میں تیار کرائی تھیں اور اُس میں اپنا ذاتی روپیہ صرف کیا تھا اور یہ مہرین اسی انٹی نووی نووی کوس سے لائی گئی تھیں۔ درمیانی مسافت میں جتنے قصبے اور دیہات تھے سب کو اس پانی سے بے شمار نفع حاصل ہوا اُس موقع پر سلطان فیروز شاہ نے علمائے اسلام کو جمع کیا اور اُن سے فتوے پوچھا کہ جب ایسی مہرین سے زمینات سیراب کی جائیں تو جو شخص اپنا ذاتی روپیہ صرف کر کے نہر لایا ہو اُس کو شہر بنا کوئی حق دیا جائیگا یا نہیں۔ علمائے اُس نے اس کے جواب میں فقہ اسلام کی رو سے یہ جواب دیا کہ ایسی مہرین میں نہر بنانے والے کو حق شرب دیا جائے گا یعنی اُس پانی سے جو زمینات آباد ہوں اُن میں دسواں حصہ صاحب نہر کو دیا جائے گا چنانچہ اس فتوے پر عمل کیا گیا اور اُن زمینات سے بادشاہ نے وہ ایکٹ وصول کیا۔

ان امور پر غور کرنے سے صاف صاف معلوم ہو جائیگا کہ اُس زمانہ میں لگان مالگڑاری بروجہ شرعی وصول کیا جاتا تھا جب یہ ثابت ہو گیا تو اُس کے ساتھ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ زمینات کے پیمانے اُس وقت شرعی تھے۔ کیونکہ لگان کا حساب بروجہ شرعی اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے جبکہ پیمانہ بھی شرعی ہو۔

پس ان بیانات سے نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۳۶۶ء میں سے لیکر یہی جب تک کہ ہند میں مسلمانوں کی

حکومت شروع ہوئی ۵۹۲ھ ہجری تک شرعی بیگہ یعنی (۳۶۰۰) مگر گز مساحتی (۲۸) انگشتی کا

مروج رہا۔

بیگہ سکندری

(۸۰) اوایل ۹۰۰ھ ہجری عام قاعدہ کے بموجب بیگہ سکندری (۳۶۰۰) مگر گز سکندری (۳۲) سے ۹۹۳ھ ہجری تک۔ انگشتی کا تھا۔ اوایل ۹۰۰ھ ہجری میں گز سکندری کا ایجاد ہوا ہوا اسکے

ساتھی اس بیگہ کو بھی شمار کرنا چاہیے۔ ملک براہ اور اس کے قرب و نواح میں لائیل صاحب کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ بیگہ سکندری زمینات باغات میں (۵۵۰۰) گز سکندری

۱۵ سلطان محمد تغلق المنصوب ۲۵۰ھ ہجری مطابق ۱۲۲۵ء نے ایک عجیب بیان اپنی طبیعت کا کیا کہ تا فرشتہ کہتا ہے کہ ”از جنہ خیرات و این بود کہ سی کردہ دسی کردہ مسافت را دائرہ فرض کردہ بخشے رجوع کر د کہ ہر قدر زمین کہ دران مسافت است اگر نامزد و باد مزرع سازد و اگر مزرع باشد سعی کند تا با عیال مرتبہ رسد“ الخ لیکن یہ انتظام شمل اس کے ادا انتظامات کے چل نہ سکا بہت لوگ تقاوی کے بہانے سے روپیہ لیکر لکھا بیٹھے ۷ لاکھ تنکہ سرکاری خزانہ سے خارج ہو گیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ۳۰ کو سو کو سو کو سو میں ضرب دینے سے ۹۰ کو سو کو سو کو سو کا بیگہ لکھا جائیاد اترے یہ صرف سلطان محمد تغلق کی ایجاد تھی اسکے بعد نہ یہ بیگہ مروج رہا نہ اسکا دستور العمل ۱۲ مولف

۱۵ لائیل صاحب کی تحقیقات مندرجہ اسلئے ناظم ہند دیست ملک سرکار عالی نشان (۳۹۴) مورخہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۲۹۵ھ

۱۵ لفظ باغات و کن کی اصطلاح ہجرت خافغان نے اس طرح لکھا ہے ”قابل محصول زراعت محصول باغات می نامند یعنی ہر خطہ زمین کہ حاصل آنجا از آب چاہ ہم رود خواہ جنس غلہ باشد خواہ تیشکرو غیرہ آنرا باغات می نامند (خافغان)“

کا اور عام زراعت مین (۲۲۰۶) گز سکندری کا تھا۔

بیگمہ باری

(۸۱) اوائل سنہ ۹۹۳ ہجری عام قاعدہ کے مطابق بیگمہ باری (۳۶۰۰) مکر گز باری (۳۶) سے سنہ ۹۹۳ ہجری تک انگشتی کا تھا گز باری اوائل سنہ ۹۹۳ میں ایجاد ہوا ہر ایسے اس بیگمہ

کی تاریخ ایجاد بھی وہی سمجھنا چاہیے۔ بادشاہ باری نے اپنے عہد میں ایک طناب ایجاد کی تھی اُس کا نام طناب باری یا طناب پیمائش تھا بادشاہ کے سفر اور شکار میں لشکر کے عقب اُس طناب کے زمین پائی جاتی تھی تاکہ بقید مسافت اور سفر کی مقدار طول معلوم رہے۔ سو طناب کی ایک طناب بنائی گئی تھی ہر طناب چالیس گز کی ہر گز نہ مٹھی مستوی الخلقہ کا تھا جسکے (۳۶) انگل ہوتے ہیں۔

بیگمہ آلی

(۸۲) سنہ ۹۹۳ ہجری سے اب تک سال (۳۱) آلی یعنی سنہ ۹۹۳ ہجری میں گز آلی (۴۱) انگشتی کا

یہ ایجاد ہوا شیخ ابو الفضل نے امین اکبری میں لکھا ہے کہ اُس کے ساتھ بیگمہ آلی کا بھی ایجاد ہوا اور وہی پچھلا شمارہ بیگمہ کا یعنی (۶۰) گز مسند ب (۶۰) گز قرار پایا اور پچھلے گز سب منہ کر دیے گئے اور بیگمہ آلی بحساب گز آلی قرار پایا یعنی (۳۶۰۰) مکر گز آلی (۴۱) انگشتی کا بیگمہ آلی مقرر ہوا۔

شہنشاہ اکبر کے اوائل عہد میں بیگمہ کے پیمانے دو قسم کے تھے ایک سن کی رتی کا پیمانہ بیگمہ ناپنے کا بنایا گیا تھا یہ پیمانہ گرمی کے وقت میں دراز اور سردی کے اثر سے چھوٹا ہو جاتا تھا۔ اس لیے سال (۱۹) الہی میں حکم شاہ اکبر دوسرا بانس کا پیمانہ تیار کیا گیا اور آہنی حلقے اُس پر نصب کیے گئے۔ رتی کا پیمانہ فی بیگمہ بانس کے پیمانہ سے دو سو سو (۱۲) سو اسی کم ہو گیا اگرچہ سن کی رتی بھی (۲۰) گزی تھی لیکن رتی کے بل سے بعض اوقات بجائے ۶۰ گز (۵۶) گز رہ جاتے تھے۔

بیگمہ الہی کا رواج اکبر کے بعد بھی ہر زمانے میں پایا جاتا ہے خاتمہ سلطنت دہلی تک بلکہ اوایل حکومت سرکار انگریزی میں بھی بیگمہ الہی کا عمل پایا جاتا ہے۔ لیکن اخیر میں بہت سی غلطیاں اس میں پیدا ہو گئیں۔ اخیر زمانے میں گز الہی (۴۱) انگشتی اور گز شاہجہانی (۴۲) انگشتی دونوں کا رواج زمان و احید میں عام تھا بعض مقامات میں گز الہی پر اور بعض جگہ گز شاہجہانی پر حساب لگایا جاتا تھا لیکن عوام دونوں گزوں میں فرق نہیں کرتے تھے اور دونوں کو (۴۲) انگشتی سمجھتے اور گز الہی کے نام سے پکارتے تھے بعض مقامات میں نظام عامل نے اپنے نفع کے لیے بیگمہ کے رتبہ کو گھٹا دیا یعنی کم دیش دو سو سو طول میں کم کر دیا تھا اسی سبب سے اس بیگمہ کا نام بیگمہ گھٹہ عوام میں مشہور ہو گیا۔ اور بیگمہ گھٹہ کا رقبہ بجائے (۶۰) مضروب (۶۰) گز کے (۵۲) مضروب (۵۲) گز رہ گیا۔ اس کے بعد انگریزی متاع آئے اور انہوں نے گز ہای بیگمہ کی نفاذ کے لیے بیگمہ گھٹہ یعنی (۵۲) گز کو (۶۰) تقسیم کر کے اُس میں سے ایک حصہ کو گز قرار دیا اس وجہ سے یہ دوسری خرابی پیدا ہوئی کہ گز الہی اور گز شاہجہانی دونوں کی مقدار طول کم ہو گئی اور اس پر

طرہ یہ ہوا کہ گزوں کی کمی ہر شہر میں مختلف طور پر جاری ہوئی اس اختلاف کی وجہ سے بیامیش اور بندوبست کے حساب خراب ہونے لگے۔ ان خرابیوں کا دفع کرنا ضرورت تھا اس لیے سرکار انگریزی نے بیگمہ انگریزی کو جس کا نام ایکڑ ہے ہند میں جاری کیا۔ ایکڑ (۲۸۴۰) مکس گز انگریزی کا ہوتا ہے۔ غرض کہ ایکڑ کے جاری ہونے سے ہر مقام کی بیامیش کا حساب باہم مطابق ہو گیا اور پچھلے اختلافات جو عامیوں کی جمالت و نادانی سے پیدا ہو گئے تھے شاہان ہسکے گزوں کے ساتھ ہندوستان سے رخصت ہو گئے۔

بیگمہ انعام داران

معروف بہ بیگمہ الہی

(۸۳۶) اس بیگمہ اور بیگمہ الہی میں ٹھیک ڈیوڑ ہے کی نسبت ہے اکبر کے بعد والیاد شاہوں کی اسناد میں بیگمہ الہی سے یہی بیگمہ ملا ہے اور یہ خاص ہے یومیہ اور انعام داروں کے ساتھ اس بیگمہ کا رقبہ پانچہزار چار سو مکس گز الہی ہے۔ چونکہ فرامین شاہان ہند میں انعامی زمینات کا حساب اسی بیگمہ پر ہوا کرتا ہے اس لیے ہم نے اس کا نام (بیگمہ انعام داران) رکھا ہے۔ اگرچہ موجود گز الہی (پادشاہ اکبر) نے بیگمہ الہی کا رقبہ عام قاعدہ کے مطابق (۶۰) گز مضروب (۶۰) گز یعنی (۳۶۰۰) مکس گز قرار دیا تھا لیکن بعد اسے پادشاہوں نے اصلی مقدار بیگمہ کا ڈیوڑ (یعنی ۵۴۰۰) مکس گز کا بیگمہ الہی قرار دیا اور انعام داروں کی سندوں میں اسی کا استعمال کیا۔

بیگم کو ڈیوٹا کرانے کا سبب یہ ذہن میں آتا ہے کہ شاہان ہند فیاضی اور ناموری میں مشہور
آفاق ہیں ان کے بلند جوصلے ہمیشہ اس امر کے متقاضی رہے کہ داد و بخش میں گزشتہ زمانوں پر
اُن کو ترجیح حاصل ہو۔ علی الخصوص درویشوں اور باخدا لوگوں کے ساتھ جو اُن کے اعتقاد کے
بموجب ان لوگوں کا لشکر و عاشا ہی لشکر و غنا کے آگے آگے سینہ سپر ہا کرتا ہے خاص رعایت
مرعی ہا کرتی تھی۔

اور میری رائے میں اگر کہا جائے کہ یہ بیگم (۵۴۰۰) لکھ گز کا مسلمانان ہند نے قوم ہندو سے
اخذ کیا ہے تو بعید نہیں ہے بلکہ یہی توجیہ میرے نزدیک معتقے بہا ہے۔ ہندوؤں کے ہاں
۴۰۰۰ گز کا ہرم تاڑم اور ۴۰۰۰ گز کا ہرم تاڑم عرض کا بیگم ہوتا ہے دیکھو فقرہ (۱۰۲) اور
اُس کا نتیجہ یہی ہے کہ ہندوؤں کا بیگم بھی (۵۴۰۰) گز کا ہوتا ہے اور لطف خاص یہ ہے
کہ ہرم تاڑم کے لفظی معنی خیرانی طناب ہے اس سے اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ
ہندوؤں کے ہاں بھی یہ بیگم انعام داروں اور دعا گو یوں کے لیے مخصوص ہے علاقہ سرکار
نظام میں ملک تلنگانہ کے اکثر اضلاع میں ہرم تاڑم مشہور اور معروف اور فی الحال معمول و
مروج ہے۔

اس امر کے ثبوت کے لیے کہ انعام داروں کی سندوں میں بیگم الہی (۵۴۰۰) گز کا ہوتا ہے۔
خافینان نظام الملکی کی مندرجہ ذیل شہادت کافی ہے اور نہایت عمدہ الفاظ میں اس مورخ
نے اس کا ثبوت دیا ہے۔ یہ لائق مورخ و قالیع عمدہ شاہان ۱۶۵۵ء ہجری میں جہاں اُس نے
مرشد قلی خان دیوان چار صوبہ دکن کے حالات میں اُس کے انتظام مالگزاری و پیمائش و

بند و بست کا ذکر کیا ہے یہ لکھتا ہے۔

”بیگمہ کہ بائیمہ داران از طرف پادشاہی در فرامین و جرمی گرد و دوا ترا بیگمہ الہی خوانند پنہزار و چار صد

درعہ کسرے بالائی شود و ہر بیگمہ را بست حصہ نمودہ ہر حصہ آترایسودہ خوانند و تمام مدارک شکار

و حساب سرزمین اطراف صوبجات توابع شاہجہان آباد بر بیگمہ است الخ (جسد اول

منتخب الباب خافخانی صفحہ (۳۵)۔

سرکار نظام حیدر آباد و خداوند ملکہ کی ریاست میں جیسے کہ انعامی زمینات کی جانچ شروع ہوئی

ہے اور انعام داروں کے دعاوے کے بموجب انکی زمینات کی پیمائش کی گئی تو معلوم ہوا

کہ جہان ایک بیگمہ کا دعوے ہر دہان ڈیڑھ بیگمہ یا اس سے زائد زمین برآمد ہوتی ہے

اس کا سبب دراصل یہی ہے کہ اسناد سلف میں بیگمہ الہی سے مراد (۵۴۰۰) گز الہی ہے

اور اس وقت ہم پیمائش میں بیگمہ (۳۶۰۰) گز کا شمار کر رہے ہیں پھر تطبیق کیونکر ہو سکتی ہے

بعدہ داران سرکار عالی پر یہ مزائبک نہیں کھلا اور وہ سب متفقاً یہ تسلیم کرتے ہیں کہ

گزوں اور بیگمون کی مقدار معلوم و مشخص نہیں ہے۔

چنانچہ حال میں ایک جنرل کمیٹی اعلیٰ عہدہ داران مالگزارسی سے تشکیل ہوئی تھی اسکی رپورٹ

مندرجہ جریڈہ اعلامیہ مطبوعہ ۲۵۔ آبان ۱۳۰۲ ف جلد ۴ صفحہ ۷۰۰ میں تحریر ہے کہ۔

مسٹر وٹنلاپ انکپٹر جنرل مال نے فرمایا کہ اگر شرعی و گز رسمی و گز الہی جو اسناد میں لکے جاتے

ہیں اس سے بہت دشواری لاحق ہوتی ہے گزوں کی برابر پیمائش اب تک اچھی طرح معلوم

نہیں ہوئی اور نواب رفعت یار جنگ بہادر سابق کپشنر انعام حال صوبہ ورنگل نے فرمایا کہ

جس قدر زمین کا دعویٰ پیش ہوتا ہے سررشتہ انعام سے اسکا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً سو بیگمہ کا دعویٰ ہو اور سو بیگمہ کا فیصلہ کیا گیا اور پیمائش کے وقت ڈیڑھ سو بیگمہ نکلتے ہیں جس سے زمین معلوم ہو کہ اس زمانے کے بیگمہ کی مقدار کیا تھی۔

میری رائے میں اس قسم کے فیصلے لکھنے سے پہلے گزروں اور بیگمون کے مقادیر بوجہ کافی معین کر لینا ضرور تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو فیصلوں کی تعمیل بآسانی اور صحیح طور پر ہوتی۔ اب اس حالت میں جبکہ خود عمدہ داران سرکار تسلیم کر رہے ہیں کہ پیمانوں کی مقدار غیر معلوم ہے تو نہ ایسی غیر معین شے پر فیصلہ لکھنا صحیح ہے نہ ایسے فیصلہ کی تعمیل صحیح طور پر ہو سکتی ہے نہ سرکار کو اطمینان ہو سکتا ہے نہ دعوے داروں کی شکایت دفع ہو سکتی ہے۔

محکمہ مالگزاری سرکار عالی کی گشتی نشان رقمزدہ۔ ۱۷ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ ہجری میں گزروں اور بیگمون کے جو مقادیر بیان ہوئے ہیں صرف ناکافی ہی نہیں بلکہ اس قدر غلط ہیں کہ انکو بیان کرنا اور ان پر جرح کرنا میں پسند نہیں کرتا۔

غرض کہ مقتضائے عدالت و انصاف یہ ہے کہ پہلے گزروں اور بیگمون کی مقدار کی نسبت اطمینان کر لیا جائے۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے اس رسالہ کے مضامین میں حق و غیر حق ہے۔ قوی دلائل اور کافی براہین سے جس امر کا ثبوت ملے وہی حق ہے اور وہی واجب العمل ہے۔ چونکہ یہ امر حقوق عامہ پر مؤثر ہے لہذا سرکار کو اس طرف نظر غائر توجہ فرمانی چاہیے۔ اگرچہ سرکار نے عمدہ داران و عمدہ دار کے بیانات پر اکتفا کر کے بذریعہ گشتی نشان ۳۶ بابت ۱۲۹۶ء یہ قاعدہ ٹھہرایا ہے کہ جو زمینات انعام داروں پر بحال کیے جاتے ہیں اگر

پیمائش کے وقت فی صدی میں بگیمہ تک زائد برآمد ہوں تو بدستور انعام داروں کے قبضے میں چھوڑ دیے جائیں اور اگر فی صدی میں بگیمہ سے زائد برآمد ہو تو اُس پر سرکار کی طرف سے لگان قائم کیا جائے۔ اب تک اس گشتی کے بموجب عمل ہوتا رہا حال میں بذریعہ رزولوشن نمبر (۳۲) بابت ۱۹۳۸ء فمبوعہ جریدہ ۲۵۔ خورداد سلسلہ ۱۱ جلد ۲ صفحہ (۸۰) اُس گشتی کو منسوخ کر کے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب کسی سند انعامی میں گزائی لکے ہوں تو جتنے بگیمے ہوں اُس قدر بجائے فی بگیمہ ایک ایک سمجھا جائے اور ایک روپے سے پیمائش کر کے زمین دی جاوے اگرچہ قاعدہ ماقبل سے قاعدہ مابعد انعام داروں کے حق میں زیادہ مفید ہے کیونکہ پہلے فی صدی میں بگیمہ کی رعایت ہوتی تھی اور قاعدہ مابعد کی رو سے بقدر ثلث حصہ انعام داروں کو زیادہ مل جائیگا اس واسطے کہ بگیمہ رسمی زبان (۳۰۰) مکسر گز کا ہے اور ایک یعنی بگیمہ انگریزی (۲۸۴۰) مکسر گز کا ہوتا ہے اس حساب سے فی بگیمہ (۱۲۴۰) مکسر گز انعام داروں کو زیادہ مل جائیگا۔ گو یہ دونوں قاعدے یہ نسبت قاعدہ سرکار انگریزی کے جو احاطہ میں ہیں جاری ہے زیادہ نرم اور فیاضی اور ترجم کا پہلو لیے ہوئے ہیں کیونکہ وہاں صرف فیصدی دس بگیمہ کی رعایت ہوتی ہے۔

لیکن میں یہ کہنے کی معافی چاہتا ہوں کہ سرکار سے جو یہ رعایت ہوئی ہے اسکی بنیاد منصفانہ اصول پر مبنی نہیں ہے یہ صرف ایک ترجم اور روتے کے آنسو پوچنا ہے۔ ہم بذریعہ اس کے کسی مستغنی کو قائل اور ساکت نہیں کر سکتے۔ میری رائے میں اس طریقہ سے سرکار اپنی رعایت کو جس قدر وسیع کرتی جائے اور انعام داروں کو زمین کا حصہ بڑھائی جائے اس کے

کہ وہ قانع اور ساکت ہوں، اس عقیدہ زیادہ شور و غل مچاتے رہیں گے۔

اس لیے چارہ کاری یہ ہے کہ سرکار اُس تاریخی شہادت پر جو اوپر ہم نے بیان کی ہے غل کرے یعنی بیگمہ آلمی حسب بیان خانیخان (۵۴۰۰) گز کا قمار اور۔۔۔ اور اُس تاریخی دلیل سے اُن کو قائل اور ساکت کر دے۔

خانیخان نے صرف (۵۴۰۰) گز کا بیگمہ آلمی کہہ دیا اور نہیں بیان کیا کہ اس کے گز آلمی میں یکوئی اور میری رائے میں اس بیگمہ کا ماخذ ہندوؤں کا دھرم تارک ہے جیسا کہ میں نے اوائل فقرہ ہذا میں بیان کیا ہے پس اس کے گز بھی وہی ہونگے جو ہندوؤں کے دھرم تارک کے ہیں یعنی دو ہاتھ کا ایک گز جو مساوی انگریزی گز کے ہے۔

گز آلمی اور بیگمہ آلمی کی کیفیت اندھوں کے ہتھیاری سی ہر کوئی کچھ بیان کرتا ہے کہ کوئی کچھ۔ اُن تمام مختلف روایات کا استقرار کرنا دشوار ہے۔ بلکہ ایک خطہ و کس میں جو اختلاف اُسکی نسبت ہیں اُن کا بالاستیعاب بیان کرنا مشکل ہے۔ اور یہ اختلافات محض فلسفی قیاسات کے مانند بانی جمع خراج نہیں ہیں بلکہ خراج میں موجود ہیں اور عملی طور پر جاری رہ چکے ہیں۔

اوزنگ آباد میں حضرت شاہ برہان الدین اولیا قدس سرہ کی دکان پر ایک گز نہ نقوش ہوا اور شہور گز آلمی نام سے اُسکی مقدار طول مولوی مہدی علی صاحب (محسن الملک بہادر) نے ماسد نفیست بندوبست نشان رقم ۲۹۲ - ذیحجہ ۱۲۹۳ ہجری میں (۴۱) انچ انگریزی لکھی ہے اور اُسی

* بغرض مزید تحقیق میں نے بذریعہ مجلس مالگاری سرکار عالی حضرت شاہ برہان الدین اولیا قدس سرہ کی درگاہ واقع خلد آباد ضلع اوزنگ آباد سے اُس گز کا پیمانہ طلب کیا۔ اول تعلقہ صاحب (دیکھو حاشیہ صفحہ ۷۵)

مراسلہ میں لائیں صاحب کی تحقیقات سے ایسی اقسام کے
سیگمہ کا رقبہ ۲۲۵ مربع گز کا قتل کیا ہے۔

اگر اسکو مربع گز انگریزی (۳۶) انچی کے ساتھ مقابلہ
کیا جائے تو یہ میگمہ (۲۵۹۹ - ۵۳۷۱) مربع گز انگریزی کا
ہو گا۔ یہ میگمہ ملکہ دکن میں مرفی رہا تھیں اور طوطہ

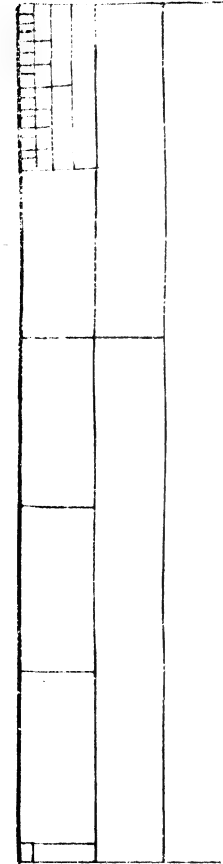
(رقبہ ہاشیہ صفحہ ۴۷) ضلع اورنگ آباد کے موجس نامی ایس
اورنگ آباد کے قتل کیا گیا تھا۔ یہ قتل کیا گیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے
کہ اگر وہ موجود کے دروازہ گدہ کی سرسری سیڑی کے ایک پتھر پر
صاف دو جانب ایک ایک لکیر ہے جس کا درمیانی فاصلہ (۲۰ فٹ ۴۰ اینچ)
ہے اس سیڑی کے باشندے اسکو گز الٹی کا پیمانہ بتاتے ہیں۔

پتھر ایک چوٹی گز دیر نہ کون تیار کر کے بھیجا ہے جو بے پائش
انگریزی پائش اور نصف انچ کا ہے شکل نمبر (۱۶) اس گز کے ٹمن یعنی
نصف ہشتم کے طول کو ظاہر کرتی ہے اور یہ آٹھواں حصہ مساوی ہے
نمبر (۱۵) انچ کے ۱۲ مولف

۴۷۔ شاہ الکر کے آذربائین صوبہ براہمنی سلطنت میں شامل ہوا تھا۔

چنانچہ اس وقت براہمن پائش اور بند دست ہی بکر شاہ الکر جاری ہوا تھا اور تو چول کا
مقابلہ لاگوا رہی جاری کیا گیا تھا۔ مولف ۱۲

شکل نمبر (۱۴) حصہ ہشتم کا الٹی جو گز حضرت شاہ بہان الدین قدس سرہ واقع خلد آباد ضلع اورنگ آباد پر منقوش ہے



۱۲ = ۱۲

یہ ہے کہ یہ بھی مخصوص تھا انعام داروں کے ساتھ (دیکھو مراسلہ ناظم بندوبست نشان ^{۳۹})
بابت ۲۹۳ (۱۷۳۳ء)

ان سب بیانات کا باہم مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ متدرجہ ذیل بیگمہ انعام داروں کے حق میں مروج رہے ہیں۔

- | | |
|--|---------------------------------------|
| (۱) مروجہ بیگمہ (۳۶۰۰) مربع گز کا | (۴) لائیل صاحب کا بیگمہ سب بیان مولوی |
| (۲) خانیخان کا بیگمہ (۵۴۰۰) مربع گز کا | محمد علی صاحب (۱۷۳۷ء) مربع گز اور |
| (۳) ایکرانگریزی (۲۸۴۰) مربع گز کا | کسرے زائد کا۔ |

ان چاروں بیگمہوں کا اوسط $\frac{۳۲۹۷}{۵۱۸۴}$ (۵۸۰۲) ہوتا ہے جو قریب قریب خانیخان کے بیگمہ کے ہے۔ یہ حساب اوسط کا اُس میں ہے جبکہ خانیخان کے بیگمہ کے گز کو (۳۶) انچ کے مساوی خیال کریں۔ اگر یہ کہا جائے کہ چونکہ یہ بیگمہ الہی کے نام سے مشہور ہے اس لیے اُس کے گز بھی الہی ہونگے یعنی ہر ایک گز (۳۳) انچ کے مساوی تو اس حالت میں خانیخان کا بیگمہ $\frac{۳۲۹۷}{۵۱۸۴}$ مربع گز انگریزی کا ہوگا اور اس صورت میں چاروں بیگمہوں کا اوسط $\frac{۳۲۹۷}{۵۱۸۴}$ ہوگا جو کہ خانیخان کے بیگمہ سے صرف (۱۸۷) مربع گز زیادہ ہے اس لیے بلا زیادہ فرق کے کہا جاسکتا ہے کہ یہ خاندان اوسط بیگمہ خانیخان کے مساوی ہے۔

بنظر ان وجوہات کے میری رائے میں انعام داروں کو جنگی زمین بوقت پیمائش زائد برآمد ہو بجائے بیگمہ مروجہ یعنی (۳۶۰۰) مربع گز کے (۵۴۰۰) مربع گز انگریزی دینا چاہیے۔

اس حساب سے فی بیگمہ مروجہ (۱۸۰۰) مکس گز انعام داروں کو زیادہ دینا پڑیگا اور بحساب فیصلہ اخیر

کے جو سرکار نے بجائے بیگمہ ایکر دینے کے لیے کیا ہے (۵۶۰) مکسرگز زیادہ دینا پڑیگا۔
اس کے بعد اور کسی رعایت کی حاجت نہ رہی نہ فیصد ہی میں بیگمہ چوڑا ہوگا نہ بجائے بیگمہ
ایکڑ دینا نہ ہمارے فیصلے ایک غیر متین اندازہ و تخمینے پر مبنی رہیں گے نہ سرکار کو بے اطمینانی
رہیگی نہ دعوے داروں کو شکایت کا موقع ملے گا۔

اس سے میری غرض یہ نہیں ہے کہ جس مقدار زمین پر انعام دار کا قبضہ قدیم سے چلا آتا ہے اس بیگمہ
کے حساب سے اُس میں اضافہ کیا جائے اور اُس کو اس کے قبضہ سے زیادہ زمین دیکھا نہیں نہیں
بلکہ غرض یہ ہے کہ جو قبضہ پشت پاشت سے چلا آتا ہے منصفانہ اصول پر اس کی حفاظت کی جائے
اور بلا وجہ کافی اُس کو کم کر نیکی کو شش نہ کیجئے۔

علی الخصوص جبکہ علاقہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو زمینات اب تک انعام داروں کے قبضے سے
نکال لی گئیں ان سے کوئی معتد بہ فائدہ سرکار کو حاصل نہیں ہوا اگر رقبہ دیکھا جائے تو بیشک
معلوم ہوتا ہے کہ کثیر المقدار زمین سرکار میں داخل ہوئی لیکن اس سے واقعی فائدہ بہت کم ہوا
ان زمینات کو جو طرح انعام داروں نے اپنی ملک بمحکم آباد کیا تھا سرکار آباد نہ کر سکے اور انعام دار
جس قدر اس سے نفع حاصل کرتے تھے اُس کا عشر بھی سرکار کو حاصل نہوا۔

فقہ اسلام کی رو سے قبضہ سب سے زیادہ قوی دلیل ملک کی ہے جیسے کہ علامہ ابن
عابدین شافعی نے اس کی تصریح کی ہے وہ کہتے ہیں۔ وقد قالوا ان وضع الید والتصرف
من اقوی ما یستدل به علی المملک فان استمر الید علیہا والتصرف فیہا تصرف
المملک فی املاکہم واللہ اعلم فیما تحت یدہم لانہما ان المتطاولۃ فی الید

طاهرۃ او قطعیۃ علیہا المفیدة لعدم التعرض لمن ھی تحت یدہ وعدہ
انتزاعہا منه۔ قال السبکی ولو جوزنا الحكم برفع الوجود المذموم ان وهو اید
بیر بدینہ بل بحجہ داصل مستحب لزم تسلیط الظلمۃ علی مافی ایدی الناس
(ترجمہ فقہائے کرام ہے کہ قبضہ اور قبضہ کرنا قوی ترین امور سے ہے جس کے ذریعہ
سے مالک پر اس لال کر سکتے ہیں ہمیشہ سے قبضہ میں چلا آنا اس زمین کا اور قبضہ کرنا اس
زمین میں جس طرح کہ مالکان اراضی اپنے املاک میں یا ناظر اپنے مقبوضہ اراضی میں کرتے ہیں
زمانہ دار تک قرین ظاہرہ ہیں یا قطعیہ انکے قبضہ پر جبکہ فائدہ یہ ہے کہ معارضہ نہ کیا جا
اس شخص سے جس کے ہاتھ میں وہ زمین ہے اور جہین نہ لیجائے وہ زمین اس سے۔
علامہ سبکی نے کہا ہے کہ اگر ہم حکم دین موجود محقق کے اٹھا دینے کا یعنی قبضہ کا بغیر پتہ کے
صرف ایک اصل مستحب پر تو لازم آتا ہے مسلط کرنا ظالمون کا ان اشیاء پر جو لوگوں کے
ہاتھوں میں ہیں)۔

علاوہ اسکے عطیات کے واپس لینے میں سہل انکاری بدنامی ہے پہلے تو عقلاً سرکار بادشاہ کو
زیبا نہیں کہ شاہان سلف کے عطیات محتاجین و مساکین سے بلاوجہ موجدہ واپس کرالیں
لہٰذا مصحاب۔ یہ اصطلاح اصول فقہ کی ہے اسکے معنی ہیں باقی رکھنا کسی شے کا اپنی حالت سابقہ پر۔ یہاں اس سے
یہ مراد ہے کہ اگر ہم صرف اس دلیل سے کہ کل زینات دراصل سرکاری ہیں لوگوں کا قبضہ اٹھا دین اور قبضہ جو موجود
اثبات ہے اس کا کچھ لحاظ کریں تو ایسے فتوے سے لازم آئے گا کہ گویا ہم ظالمون کو ان اشیاء پر جو لوگوں کے
ہاتھ میں ہیں مسلط کرتے ہیں۔ مولف ۱۲

دوسرے حضرت شافع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطیات کے واپس لینے والوں کی شان
تین بڑی کراہت ظاہر فرمائی ہے۔ حدیث صحیح میں ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثل الذی یعطی العطیۃ ثم یرجع فیہا
لمثل الکلب اکل حتی اذا شبع قاء ثم عاد فی قبضۃ (ترجمہ) مثال اس شخص کی جو
غیر مناسب چیز کا مجبوراً لینا پس پھر اسی چیز کو اٹھائے کہتے ہیں۔ یہ جس سنہ پڑھ کر کتابا یہ سنہ
کہ پھر اس کے لئے کہ سنہ پڑھ کر

اس حدیث کا ترجمہ فرمایا کہ جو شخص کسی عطا کی بات میں لیکن علی الخصوص میں نہایت غریب و مساکین
کو دے والوں کو کہے۔ یہ راویہ حضرت وغیرہ فرمائی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس سے
پایا جاتا ہے۔ یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے۔ من ظلم من الارض شیئاً طوّقه من سبع ارضین۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ۔ من اخذ من الارض شیئاً بغیر حقّہ خسف
یوم القیامۃ الی سبع ارضین سداۃ البخاری۔

بنظران وجوہات کے سنہ رو ہے کہ سرکار اس اہم مسئلہ پر جو اس وقت گزروں اور بیگمہوں کے
مقادیر معین و مقرر ہو جانے سے صاف ہو گیا ہے التفات فرماوے۔

بیگمہ حجاب گیری

(۸۲) امام قاعدہ کے بموجب بیگمہ جہانگیری (۳۶۰۰) کمسر گڑھ کا ہر گز جہانگیری (۴۰۰) انگشتی سر

بیگمہ شاہجہانی

(۸۵) بیگمہ شاہجہانی (یا بیگمہ بادشاہی) گزٹہ شاہجہانی (۴۲) انگشتی سی (۳۶۰۰) مکسر گزٹہ کا ہوتا ہے۔

بیگمہ رعیتی

(یا بیگمہ خرد)

(۸۶) اطراف ملک دہلی و اکبر آباد میں یہ بیگمہ زیادہ مشہور ہے۔ اسکو بیگمہ رعیتی اور کبھی بیگمہ خرد کہتے ہیں اس کی مقدار بارہ سو مکسر گزٹہ ہوتی ہے گزٹہ شاہجہانی سے۔ رعایا سے پرگنت آپس میں اور نیز حکام و عمال کے ساتھ اس حساب سے داد و ستد رکھتے ہیں (خافنجان)

بیگمہ دفتری

(۸۷) بیگمہ دفتری عام رقبہ بیگمہ کے مطابق (۳۶۰۰) مکسر گزٹہ کا ہوتا ہے اور نیز بیگمہ رعیتی کا ایک بیگمہ دفتری ہوتا ہے۔ (خافنجان)

بیگمہ گھٹہ

(۸۸) اوائل سلطنت دہلی اور اوائل سلطنت انگریزی میں ظالم عمال نے اپنے نفع کے لیے بیگمہ کے رقبہ کو گزٹہ کم گھٹا دیا تھا اور بجائے عام مقدار بیگمہ یعنی بجائے (۴۰ در ۴۰) گزٹہ کے اس کا رقبہ (۵۴ در ۵۴) گزٹہ یعنی (۲۹۱۶) مکسر گزٹہ کیا تھا اسی وجہ سے اس بیگمہ کا نام بیگمہ گھٹہ عوام میں مشہور ہو گیا۔ دیکھو فقرہ (۵۸) رسالہ ہذا۔

چوتھا باب

ہر کے بعض مختص المقام مقادیر

(۸۹) علاوہ اُن مقادیر کے جو شاہان اسلام نے ہند میں ایجاد کیے اور جن کا بیان باب
گزشتہ میں ہوا چند مقادیر ملک ہند کے بعض مقامات میں قدیم الایام سے بطور خاص جاری
رہے اور اب تک جاری ہیں ان کا بیان بیان مناسب معلوم ہوتا ہے۔
اگرچہ شاہان اسلام کے مقادیر کا اثر اُن کے زیر فرمان ہر ایک ملک میں عام تھا اور فرامین
شاہی میں جو مقدار لکھی جاتی تھی وہ وہی ہوتی تھی جو پادشاہ وقت کے نام سے پکاری جاتی تھی لیکن
یہ مقادیر جو اس باب میں بیان کیے جاتے ہیں وہ اُس مقام خاص کی مروجہ مقدار ہے
جو اُس ملک اور خطہ کے نام سے پکاری جاتی ہے۔

فصل پہلی

بنگال کے طولانی پیمانے

۱۔ انگل	=	۳ سو (۹۰)
۲۔ انگل	=	۱۔ مشت
۳۔ مشت	=	۱۔ بیگیت
۲۔ بیگیت	=	۱۔ ہاتھ یا ۱۸۔ انچ انگریزی
۴۔ ہاتھ	=	۱۔ دہانو
۲۰۰۰ دہانو	=	۱۔ کروس (یعنی کوس)
۴ کروس	=	۱۔ جوجن

فصل دوسری

بنگال کے سطحی پیمانے

(۹۱) ۱۔ مربع کیوبٹ (یعنی ہات) = ۱۔ کانچما

۴ کانچا	=	۱۔ چٹاک
۴ چٹاک	=	۱۔ پوٹا
۴ پوٹا	=	۱۔ کوٹھہ
۲۰ کوٹھہ	=	۱۔ بیگہ

یہ بیگہ برابر ہے $\frac{۴}{۱۲۱}$ یعنی ۸۵۔۵۰۳۰۳۰۳۰ ایکڑ کے یا یون کہو کہ ۳۱۶ بیگہ مساوی ہیں ایک ایکڑ کے۔

فصل تیسری

ممالک مغربی کے طولانی پیمانے

۱۔ الٹی گز	=	۳۳۔ اینچ انگریزی کے
۳۔ الٹی گز	=	۱۔ بانس
۲۰۔ بانس	=	۱۔ جریب

اوٹریسہ میں پودیکا ۵۵۳۵۴۱۰ فٹ کا ہوتا ہے اور ترمپٹ میں لاچی ۲۹ فٹ کا ہوتا ہے اور بعض مقامات میں ۱۶۔ ہاتھ کا ایک تل ہوتا ہے۔

فصل چوتھی

ممالک مغربی کے سطحی پیمانے

(۹۳) ممالک مغربی دلی پیمانہ شاد آباد - سارن - بیجا گلیپور اور سیکر میں -

$$\left. \begin{array}{l} ۳۶۰۰ \text{ مربع الی گزیہ} \\ ۳۰۲۵ \text{ مربع انگریزی گز} \end{array} \right\} = \text{بیگہ}$$

اور اس کی تقسیم اس طرح ہے -

$$\left. \begin{array}{l} \text{ایک سسوانسی یا} \\ (۲۲۶۵۰۰۲۵) \text{ مربع انچ کے} \end{array} \right\} = ۲۰ \text{ سسوانسی}$$

$$\left. \begin{array}{l} \text{ایک کچوانسی یا} \\ (۳۶۴۰۰۳۱۲) \text{ مربع فٹ کے} \end{array} \right\} = ۲۰ \text{ سسوانسی}$$

$$\left. \begin{array}{l} \text{۱ - بسوانسی یا} \\ (۷۵۹۱۲۵) \text{ مربع گز انگریزی} \end{array} \right\} = ۲۰ \text{ کچوانسی}$$

$$\left. \begin{array}{l} \text{۱ - بیگہ الی یا} \\ (۳۰۲۵) \text{ مربع گز انگریزی کے} \end{array} \right\} = ۲۰ \text{ بسوانسی}$$

فصل پانچوین

پنجاب کے طولانی پیمانے

(۹۴) ۲۰ پیسے = ایک ہاتھ

۱۰ کرم = ایک جریب

۱۳ جریب = ایک کوس

فصل چھٹی

پنجاب کے سطحی پیمانے

(۹۵) ۲۰ مربع کرم = مرلہ

۲۰ مرلہ = کنال

۴ کنال = بیگہ

۲ بیگہ = گھمان

فصل ساتوین

بیٹی کے طولانی پیمانے

(۹۶) ۱۔ ونت = نصف ہاتھ دیا

= ۹۔ انچ

۱۔ کاٹھی = ۹۶۴ فیٹ

بجرات میں کاٹھی ۵ ہاتھ کی ہوتی ہے۔

فصل آٹھوین

بیٹی کے سطحی پیمانے

(۹۷) ۱۔ کاٹھی مربع = (۸۸۶۳۴) مربع فیٹ یا

= ۱۳۹ کیوبٹ کے

۲۰ کاٹھی	=	۱- پنڈ
۲۰ پنڈ	=	۱- بیگہ
۶ بیگہ	=	۱- روکھ
۲۰ روکھ	=	۱- چوہر

فصل نویں

مدراس کے سطحی پیمانے

۱- کانیا	=	(۹۵) ۲۲ سونی یا ۱۰۰ گلی
(۶۴۰۰) مربع انگریزی گزیا	=	
۳- بنگالی بیگہ	=	

تنبیہ - حیدرآباد کے مختص المقام مقادیر کا ذکر باب (۹) میں آگے آویگا انشاء اللہ تعالیٰ

پانچواں باب قدمائے ہنود کے مقادیر فصل پہلی خطی پیمانے

—*—

گز سے چھوٹے پیمانے

(۹۹) سب سے بہتر اور قابل قدر تحقیق قدمائے ہنود کے مقادیر مین علامہ ابو رحمان محمد ابن احمد البیرونی کی ہے یہ مشہور عالم نبی تصنیف (کتاب تحقیق ما لہند) مین برہمہ نام کلیم ہندی کی کتاب سے تحقیق کرتا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے۔
قدیم حکمائے ہنود کے نزدیک
دنیل رین کا ایک رچ ہوتا ہے
رین کو عربی زبان مین ہیا کہتے ہیں یعنی وہ باریک گرد کا ذرہ جو روزن مین آفتاب کی روشنی سے
دکھائی دیتا ہے اور

لہ اور یحان بیرزکی کتاب الهند بمقام لندن عربی زبان مین چھپی ہے۔

اسٹمریج کا ایک بالاک

بالاک ہندو ہی زبان میں بال کے سرے کو کہتے ہیں۔ اور آٹھ بالاک کا ایک لیک
 لیک کو مروجہ اردو زبان میں لیکہ کہتے ہیں۔ سر کے بالوں میں جن کے اندے ہوتے ہیں اسکا
 نام لیکہ ہے اور عربی میں اسکا نام صوابہ ہے اور آٹھ لیک کا ایک ٹروک
 ہندی زبان میں جن کو ٹروک کہتے ہیں اور آٹھ ٹروک کا ایک جوڑ اور آٹھ جوڑا ہم ملے
 ہوئے کا ایک انگل

علمائے ہند اور فقہائے اسلام کے نزدیک ۶ جو کا ایک انگل ہوتا ہے لیکن شیخ ابو الفضل کے
 بیان کے مطابق حکمائے ہندو کے نزدیک ۸ جو پست کندہ کا ایک انگل ہوتا ہے اور دوسرے
 نزدیک ۶ جو پست واکا اس طرح ان اقوال میں تطبیق ہوتی ہے اور مال ان دونوں مذاہب کا واحد ہے۔
 چار انگل کا ایک رام

رام ہندو ہی زبان میں مٹھی کو کہتے ہیں عربی میں اسکا نام قبضہ ہے۔ اور چوبیس انگل کا ایک ہت
 ہت یعنی ہاتھ۔ اور یہ مساوی ہے ایک گز شرعی کے۔

گز سے بڑے پیمانے

(۱۰۰) ۴ ہت کا ایک دھن

دھن کا لفظی ترجمہ توس ہے شیخ ابو الفضل نے آئین اکبری میں اسکو دھنک کہا ہے۔
 علامہ بیرونی کی تحقیق میں دھن مساوی ہے باغ یعنی بام کے اور بام گز شرعی کا ہوتا ہے۔

اور چالیس دھن کا ایک نل اور

پچیس نل کا ایک کروش

کروش کی مقدار طول مساوی ہوتی ہے میل شرعی یعنی ۴ ہزار گز کے ۔ اور

اتمہ کروش کا ایک جوثرن ہوتا ہے۔ جوثرن کی تحقیق میں علامہ میر ذوق نے ایک

طویل بحث کی ہے اور اسکی بابتہ مختلف اقوال کتب معتبرہ ہنود میں پڑھیں اور آد تیران اور پانچ پان

برہمکوپت اور آجہمد سے نقل کیے ہیں۔

(۱۰۱) قدماے ہنود کے نزدیک زیادہ تر رواج ہاتھ کی انگلیوں سے مقیاس بنانے کا

ہے اسکو شنک کہتے ہیں اور اسکا طریقہ یہ ہے

تست یا۔ انگوٹھے سے انگشت بنصر یعنی چھوٹی انگلی تک کی مسافت کا نام ہے

کشک { اسطرح پیکہ ہتھیلی اور انگلیاں جہاں تک ممکن ہو دراز کی جائیں۔

گو کرن۔ انگوٹھے سے انگشت بنصر یعنی چھوٹی انگلی کے بعد والی انگلی تک کی

مسافت کا نام ہے۔ اور ایضاً ایضاً

تال۔ انگوٹھے سے انگشت وسطی یعنی بیچ کی انگلی تک کی مسافت کا نام ہے۔

اور ایضاً ایضاً

کرب۔ انگوٹھے سے سبابہ یعنی انگشت شہادت تک کی مسافت کا نام ہے

اور ایضاً ایضاً

فصل دوسری

سطحی پیمانے

(۱۲) قدمائے ہندو کے سطحی پیمانے باوجود تلاش محبکہ نہیں ملے لیکن ان حال میں جو سطحی پیمانے ہندوؤں کے ہاں مروج ہیں اور جدید آباد کن کے بعض انشالیج میں اُس کا عمل درآمد پایا جاتا ہے حسب ذیل بیان کرتا ہوں۔

۲ ہاتھ = ۱۔ گز کے

۳ گز = ۱۔ کٹہ

۵ کٹہ = ۱۔ دھرم تار

یہاں تک طولانی پیمانے نہیں۔ حقیقت جیسا کہ اوپر کی فصل میں گز اقدامائے ہندو کے پاس ایک ہاتھ کا ایک گز ہے اور دنیا کی تمام قدیم قوموں میں ہی نیچرل (طبیعی) گز ثابت ہوتا ہے میرے اعتقاد میں لمبا غا گروں کی تاریخ کے یہی نیچرل گز تمام دنیا کے طولانی پیمانوں کی اکائی ہے۔ قدیم اقوام۔ بابلی۔ عبرانی۔ فراعنہ۔ مصری۔ کلدانی۔ رومانی۔ عربی۔ ہندی۔ انگی۔ وغیرہ۔ جس کُل مشہور اقوام کا ماخذ یہی نیچرل گز ہے۔

لیکن بعض مواقع میں نیچل گز کو مضاعف کر کے ایک گز قرار دیا گیا ہے دیکھو فقرہ (۱۰۳) و (۱۴۷)۔

غرض کہ اسی قیاس پر معلوم ہوتا ہے کہ متاخرین ہندو نے اپنے قد بالی گز کے ضعف یعنی ۲ ہاتھ کو ایک گز قرار دیا ہے۔

الحاصل سطحی پیمانہ اس زمانہ کے ہندو اس طرح بناتے ہیں۔

۶ دہرم تاڑ یعنی ۹۰ گز کو

۴ دہرم تاڑ یعنی ۶۰ گز میں

ضرب دینے سے ایک ہندوانی بیگمہ بنتا ہے۔

اس لیے یہ بیگمہ پانچہزار چار سو گز مربع کا ہوتا ہے۔ گز (۴۸) انگشتی سے

۱۵ اس بیگمہ کو ہنر جناب مولانا ملا عبد القیوم صاحب ڈپٹی کمشنر انعام سرکار نظام کی تحقیق سے نقل کیا ہے

وہ فرماتے ہیں کہ سرکار عالی کے اضلاع ملنگانہ میں اس بیگمہ کا رواج اس وقت موجود ہے۔ مولف



پچھٹا باب

انگریزی مقادیر

فصل پہلی

قدیم تاریخ

(۱۰۳) پروفیسر جے ہولم۔ انگریزی گز کی قدیم تاریخ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انگلنڈ میں بادشاہ ہنری اول کے ہاتھ کناپ لیا گیا تھا اور اُسکو یارڈ کہا گیا۔ انگلنڈ میں جو پیمانے اور اوزان اور سکنے اس وقت مروج ہیں وہ قوم سیکزین سے لیے گئے ہیں جو پہلے انگلنڈ میں فرمانروا تھے لیکن مقابلہ کرنے سے کیسے قدر فرق پایا جاتا ہے سیکزین کے بعد نارمن قوم آئی اور اُسے بھی اُس کو بحال رکھا بادشاہ ولیم کانکر (فاتح) نے اشتہار دیا تھا کہ پیمانوں۔ سنگوں اور موازین پر مہر لگائی جائے۔

قوم سیکزین کے زمانہ میں بادشاہ (دبچسٹر) کے کمر بند کناپ لیا گیا تھا اور اُس کو گز کہتے تھے اُس کے بعد اوگر بادشاہ نے ایک مجلس منعقد کی اور قرار دیا کہ اُسی کمر بند کو طول

ناپنے کی اکائی مقرر کی جائے۔

اُس وقت یارڈ اور ایل مساوی تھے

اڈگر سے چرڈووم کے زمانہ تک وہاں کی زبان لاطینی اور نارمن فریچ تھی اُس زبان میں یارڈ کو ورگا اور ایل کو الٹا کہتے تھے

میگنا چارٹا کے عہد نامہ میں یہ قرار پایا کہ کپڑا ناپنے کے پیمانے کا نام التا اور زمین ناپنے کے پیمانے کا نام ورگ کھیا رکھا جائے اور نیز یہ قرار پایا کہ ایک انچ ۳ جو کو طول کا قرار دیا جائے (جو مع پوست کے ہوا و طول میں رکھا چوڑے جائیں) ایسے (۱۲) انچ کا ایک فوٹ اور ۴ فوٹ کا ایک التا یا ایل قرار دیا جائے۔

۵۔ التا یا ایل کا ایک پرچ یا پول اور ایسے چالینز پول طول میں اور چار پول عرض میں مساوی سمجھے جائیں ایک ایک کر کے اس وقت جو یارڈ اور انچ مربع ہیں وہ وہی ہیں جو ہنری ہفتم کے وقت میں اور ملکہ الزبتھ کے وقت میں تھے اور اسکے علاوہ ایک گز کپڑا ناپنے کا تھا جو مساوی (۲۵) انچ کے تھا۔ لیکن کسی کتاب میں اسکا ذکر نہیں ہے البتہ لندن کے عجائب خانہ میں یہ گز رکھا ہوا ہے۔ ملکہ الزبتھ کے وقت میں ایک اور گز تھا جو زمان حال کے گز سے ۱/۲ انچ زیادہ تھا۔ ہنری ہفتم کا گز اور ملکہ الزبتھ کا یہ گز اور زمان حال کا مروجہ گز قریب قریب ایک ہی ہیں۔

۶۔ ایل ویکو فقرہ (۱۱۳)

بہت انا ہتمہ کی ساق کی ڈھکی کا نام ہے جو کہ عربی میں کو ع کہتے ہیں ویکو فقرہ (۱۳)

اور نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ قدیم قوم سیکیزین کے وقت کا گزروہ ماٹہ حال کامر و جہ کہ قریباً ایک سو بیس ہے اس کے سوائے اور کوئی حال انگریزی گز کا کہ کسی کتاب میں نہیں ہے۔ لیکن موجودہ انگلش گز مصر اور عبرانی گزون کا مضاعف ہے اور انگلش فوٹ مصر اور عبرانی گزون کے $\frac{1}{2}$ کا مساوی ہے اس واسطے یقین کیا جاتا ہے کہ انگلش گز اور فوٹ اور پانچ سب مصری اور عبرانی گزون سے ناخود بہین اور پرانی تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصری اور عبرانی لوگ کپڑا اپنے کے لیے اپنے گز کا مضاعف بھی استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ ایسا مضاعف گز شہر کار تاک کے کھنڈر سے ملا سیتہ اور وہ اس وقت لندن کے عجائب خانے میں رکھا ہوا ہے۔

اور پرانی تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قوم روماء عبرانی اور مصری گزون کا مضاعف استعمال کرتی تھی جس کا نام التایا ایل رکھتی تھی پیروفیسر پلینی - الناک تحقیق اس طرح کرتا ہے کہ قوم رومائین آدمی کے دونوں ہاتھ پھیلائے سے جو مسافت پیدا ہوتی ہے یعنی (ابع) اس کا نصف مساوی ہوتا ہے الناکا۔

الحاصل مصری اور عبرانی مضاعف گز یا سٹیف کا نام ایل یا یارڈ رکھا گیا اور زمانہ قدیم میں ایل انگلٹنڈ نے اسی کو استعمال کیا چنانچہ اب بھی طول کی اکائی انگلٹنڈ میں وہی ہے (پروفیسر جیوگرافک) (۱۰۴) پارلیمنٹ انگلستان نے ۱۸۲۶ء میں ایک قانون جاری کیا تھا جس کا شمار یہ تھا کہ اوزان اور پیمانے ہمیشہ یکساں اور درست رہیں اس کا مضمون یہ تھا۔

”سٹیمین جو پیتل کا گز پادشاہ کی طرف سے مرفی تھا اور کامن ہوس کے کلرک کی

حفاظت میں تھا وہ بادشاہی گز قرار دیا جائے (یہ پیتل کا تاپ درجہ حرارت ۶۲ فہرین ہٹ تھرمنو میٹر میں بنایا گیا تھا) اور صرف یہی بادشاہی گز تمام طولوں اور وسعتوں کی پیمائش میں مروج رہے اور اس کے سوا کوئی گز کام میں نہ لایا جائے اور اسی گز سے طول اور سطح اور جسمات کی تقسیم اور مساحت کی جائے اور اسپر حساب کیا جائے۔ اس گز کا چننہ سولن حصہ اینچ کہلایا جائے۔“

(۱۰۵) ۱۸۳۸ء میں ایک کمیٹی انگلستان میں پیمانے اور اوزان کی تحقیق کے لیے منعقد ہوئی لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

۱۸۳۳ء میں ایک اور کمیٹی مقرر ہوئی اور اس کے ممبر وہی تھے جو پہلی کمیٹی کے تھے۔ اس کمیٹی نے قاعدہ ٹھہرایا کہ جب کبھی یارڈ کسی آفت سے تلف ہو جائے تو بذریعہ قاعدہ پنڈولم کے نیا گز تیار کر لیا جائے۔

پنڈولم کا قاعدہ یہ ہے

(۱۰۶) لندن کے عرض بلد پر دبشہ طیکہ اس وقت کوئی تیز ہوا وغیرہ نہوا اور بالکل خلا کی حالت ہو) ہوا کی سطح سمندر پر ایک ڈوری میں تھہرے یا کوئی وزنی چیز مثل گھڑیال کے لٹکن یا شاقول کے اٹکائی جائے اور اس کو حرکت دی جائے جس طرح گھڑیال کا لٹکن حرکت کرتا ہے اور ڈوری کو کم دراز کرتے جائیں تا بحدیکہ وہ لٹکن اپنی حرکت کو ایک طرف سے دوسری طرف تک ٹھیک ایک سکند کے عرصہ میں پوری کرے اس طرح جو لٹکن ایک سکند میں حرکت پوری کر نیو لاس ہو گا اس کی ڈوری کا طول بالضرور (۳۹۳، ۳۹۴) اینچ ہو گا یعنی

۱۰۴ الفیس اینج اور تیرہ سو ترانوے ہزار دین حصہ سے اینج کے ہونگے۔

جب یہ متحقق ہو گیا تو اس دوری سے (۳۳) ایچ علیہ ذکر ایسے جانینگے اور اسکو یا تو (رگز
انگریزی کہیں گے۔

(۷۱) اُس کے بعد از بہت کمیٹیاں ہوئیں لیکن کوئی نتیجہ ان سے نہیں نکلا۔

۲۱۔ دسمبر ۱۸۴۱ء میں ایک کمیٹی مقرر ہوئی اور اُس نے قرارداد کیا کہ پندرہ لاکھ کا قاعدہ ایسا نہیں ہے جس پر بالکل اطمینان ہو سکے اس کے بعد متواتر کمیٹیاں ہوتی رہیں اور شہر پر دھیسوں میں اس مسئلہ پر اسے زنی جاتی رہی تا کہ ۱۸۴۲ء تک ان کمیٹیوں سے کوئی نتیجہ نہیں نکلا کسی کی کچھ رائے ہوئی کسی کی کچھ نہ ۱۸۴۳ء کی کمیٹی اخیر تھی اور بغلبہ آرا پر دھیسیر پڑ گئی یہ رائے منظور ہوئی کہ اگر (۲۵۔۳۴۔۳۵) انچ کا قرار دیا جائے۔

فصل دوسری

خطی پیمانے

انگریزی کو یعنی (یارڈ) اور اس سے چھوٹے پیمانے

(۱۰۸) ایک گز کو تین سو اوبیس حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو فوٹ کہتے ہیں۔
یہ فوٹ کے علاوہ مسابیح حصے بناتے ہیں اور ہر حصہ کو رائج کہتے ہیں۔

کبھی انچ کو بارہ مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ کبھی کسوراً عشریہ میں حسب ضرورت الی غیر النہایتہ تقسیم کرتے جاتے ہیں۔

کبھی گز کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے

(۱۰۹) ۳ جو طول میں ملا کر جوڑے جائیں اور مع پوست ہوں وہ مساوی ہوتے ہیں انچ کے

۱۲۔ انچ = ۱۔ فٹ

۳۔ فیت = ۱۔ گز

گز سے بڑے پیمانے

(۱۱۰) ۴ فیت = ۱۔ فیٹم

۵۱ گز = ۱۔ رڈ یا پول یا برج

۴۰ پول = ۱۔ فرلانگ

۸ فرلانگ = ۱۔ میل

۳ میل = ۱۔ لیگ (فرسنگ)

(۱۱۱) دوسرا طریقہ میل کی پیمائش کا یہ ہے۔

۱۔ جریب = ۲۲ گز = ۶۶ فیت

۸۰۔ جریب = ۱۔ میل

ان دونوں طریقوں سے انگریزی میل (۱۷۰۰) گز طبعی انگریزی کا۔

(۱۱۲) ۴۔ انچ کا ایک ہاتھ ہوتا ہے اور وہ گھوڑے ناپنے کا پیمانہ ہے۔

پام یعنی پتیل	=	۳۔ انچ
سپن یعنی بانسٹ	=	۹۔ انچ
کیوبیٹ یعنی ہاتھ	=	۱۸۔ انچ
پیس یعنی قسم	=	۵۔ فیت
جغرافیہ کا میل	=	۱/۴ حصہ درجہ کے
لائین	=	۱/۴ انچ

کپڑا ناپنے کے پیمانے

۱۱۳ (۲ ۱/۴ انچ)	=	۱۔ نیل
۳ نیل	=	۱۔ کوارٹر
۳ کوارٹر	=	۱۔ گز
۵ کوارٹر	=	۱۔ انگریزی ایل
۶ کوارٹر	=	۱۔ فرانسیسی ایل
۳ کوارٹر	=	۱/۲ فیت

فصل تیسری

سطحی پیمانے

انگریزی بیگہ یعنی ایکڑ اور اس سے چھوٹے پیمانے

(۱۱۴) چار ہزار اٹھ سو چالیس درعہ مربع انگریزی کا ایک ایکڑ ہوتا ہے۔ ایکڑ کو چار سو اسی

حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر حصہ کو

روڈ بواؤ معروف کتے میں پھر روڈ کو چالیس سو اسی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور

ہر حصہ کو

پول یا برج کتے ہیں۔

دو — ا طریقہ انگریزی بیگہ کی پیمائش کا

(۱۱۵) ۲۲ درعہ انگریزی یعنی ۴۶ فیٹ خطی کی ایک طناب ہوتی ہے اور وہ مرکب ہوتی

ہے سلاخ آہنی کے تنوٹوں سے بڑھ کر طے کو کرطی کتے میں پس ہر ایک کرطی سات پنج

بیانوں سے دسل کی ہوتی ایسے دسل طناب مربع کا ایک ایکڑ یعنی انگریزی بیگہ ہوتا ہے یا بیون کہہ کر

ایسی ایک لاکھ مربع کرطی کا ایک ایکڑ ہوتا ہے ان دونوں طریقوں کو ایک کا رقبہ (۴۰۴۰) مربع گز

انگریزی کا ہوا

(۱۱) اوپر کے بیانات پر غور کرئیے ان امور کی تصدیق ہوتی ہے کہ

۱۵۴ مربع انچ	==	ایک مربع فٹ
۹ مربع فٹ	==	ایک مربع گز
۳۰ مربع گز	==	ایک مربع پول
۴۰ مربع پول	==	ایک مربع روڈ
۴۰ روڈ	==	ایک ایکڑ
۵۰۰ مربع کڑی	==	ایک روڈ
۱۰۰۰۰ مربع کڑی	==	ایک ایکڑ
۱۰ مربع جریب	==	ایک ایکڑ

یہ پیمانے زمین کے کام میں آتے ہیں

۱۱) یارڈ آف لینڈ (یعنی زمین کا گز)	==	(۳۰) ایکڑ
ہائیڈ آف لینڈ (یعنی زمین کا ہائیڈ)	==	(۱۰۰) ایکڑ

ساتواں باب

فرانسسی مقادیر

فصل پہلی

مترک سٹم یعنی قاعدہ مترک کی تاریخ

(۱۱۸) ملک فرانس میں طول ناپنے کی اکائی کا نام متر ہے اور یہ فرانسسی زبان کا لفظ ہے اور مشتق ہے اُس متر سے جو بمعنی ایک طول کے ہے اور قاعدہ متر یہ کی اصطلاح میں متر عبارت ہے ایک جزو سے منجملہ دس ملین یعنی ایک کروڑ اجزا کے جو درمیان قطب اور خط استوا کے ہیں۔ جیسا کہ آئندہ بیان سے معلوم ہوگا۔

(۱۱۹) قاعدہ متر یہ کو اور قواعد پر ترجیح ہونیکا سبب یہ ہے کہ متر کم سے کم حصص میں تقسیم کیا گیا ہے اور چونکہ ہر ایک حصہ اُسکا اعدادیہ ہے اس لیے اُسکا سمجھنا آسان ہے اور کتنا ہی بڑا حساب کیوں نہ ہو اُسکو زبانی جوڑ لے سکتے ہیں۔

اسکو سب سے پہلے فرانس نے جاری کیا اور سب اقوام نے وہاں سے اخذ کیا۔ یہاں تک کہ اقرباً تمام اقوام متحدہ اور علمی دنیا کے ناپ اور تول میں اسکا رواج ہو گیا۔

(۱۲۰) متر سے پہلے فرانس میں ناپ اور اوزان دوسرے تھے اُس کی تصحیح کے لیے ایک قومی کمیٹی ۱۷۹۰ء میں منعقد ہوئی پروفیسر (دم) ٹلے رنڈر (اُس کمیٹی کا پیشوا اور بانی تھا اُس وقت فرانس میں ایک دوسری کمیٹی حکماء و محققین کی موسوم بہ شاہی کمیٹی تھی قومی کمیٹی نے شاہی کمیٹی میں یہ مسئلہ پیش کیا کہ قدیم پیمانے اور اوزان بدلنا چاہیے۔ اس وقت انگریز گورنمنٹ میں بھی ایک شاہی کمیٹی تھی فرانس کی قومی کمیٹی نے انگلنڈ کی شاہی کمیٹی کو بھی لکھا کہ شاہی کمیٹی فرانس کے ساتھ شامل ہو کر اس تجویز کو جاری کرنا چاہیے اس وقت چونکہ فرانس میں بغاوت تھی انگلش کمیٹی نے فرنج کمیٹی کی اس درخواست کو منظور نہیں کیا۔ آخر کار فرانس کی قومی کمیٹی نے شاہی کمیٹی فرانس کے پروفیسر جن میں سے پانچ ممبروں کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور اپنے مشورہ میں انکو شریک کر کے مترک سٹم تیار کیا اور شاہی کمیٹی کے سامنے ۱۹ مارچ ۱۷۹۰ء کو پیش کیا۔

شاہی کمیٹی کے ممبروں نے اس امر میں اختلاف کیا کہ ترکی اکائی کا حساب خط استوا پر کرنا چاہیے یا قاعدہ پنڈولم پر لیکن شاہی کمیٹی نے ان دونوں تجاویز کو نا منظور کیا۔ اس وجہ سے کہ پنڈولم کے قاعدہ میں خود پروفیسر جن کے مابین اختلاف ہوا اسکا قاعدہ ایسا نہیں ہے جو بالکل اطمینان کے لائق ہو اور خط استوا کا گزر چونکہ بہت کم ملکوں پر سے ہوتا ہے یہ نسبت خط نصف النہار کے اس لیے قرار دیا کہ خط نصف النہار یعنی (طول بلد) پر متر کا حساب کرنا چاہیے۔

اس لیے انہوں نے متر کی تعریف اس طرح پر کی کہ دائرہ نصف النہار کی ایک چوتھائی مساوی

ہوتی ہے دس ملین متر کے۔ یا یون کما جاسکتا ہے کہ مٹر ایک جزو۔ پہنچے دس ملین جزو کے جو ریل وارڈ نصف النامین ہوتے ہیں الغرض شاہی کمیٹی نے ۲۶ مارچ ۱۹۷۵ء کو اس اکائی پر مٹر کے تیار کر دینا حکم دیا اور یہ کام اُس کمیٹی کے دو ممبروں کے سپرد ہوا جن کے نام

مٹر کی تیاری

۱۔ پروفیسر محمد

۲۔ پروفیسر سب

تھے یہ دونوں ممبر ۱۹۷۹ء سے ۱۹۸۰ء تک مٹر بنانے کے لیے برابر ہی کرتے رہے اور اس سلسلے میں کی مدت میں انکو بہت آفات کا سامنا ہوا۔

مٹر سے پہلے فرانس میں طول ناپنے کا آلہ (ٹوٹیس ڈی پرو) تھا اور یہ مسادی تھا ۶ فریج فیٹ کے اور ہر ایک فیٹ (۱۲) انچ کا تھا۔ اور ہر ایک انچ (۱۲) ٹینس (خطوط) کا اور یہ آلہ لوہے کا مستطیل تھا جس کا عرض (۱۷) ٹینس کا اور اسکی جسامت (۴) ٹینس کی تھی۔ اور اس ٹوٹیس کے دونوں سروں پر دو دھڑے تھے جن کو پکڑ کر ناپتے تھے لیکن وہ دھڑے مقیاس میں شریک نہیں تھے۔ اس ٹوٹیس کا طول (ریو موٹر ٹھوسٹر) کے (۱۳) درجہ حرارت یا سنٹی گریٹ تھرمو میٹر کے (۱۶۷۲۵) درجہ حرارت یا فاہرین ہیت تھرمو میٹر کے (۶۱۷۲۵) درجہ حرارت میں لیا گیا تھا جو مسادی ہوتا ہے

مٹر سے پہلے کے مقادیر

(۱۶۹۴۹.۰۳۶) متر کے

(۷۷۷۳۵.۰۸۷) انگشٹریٹ کے

یا

اس ٹوٹیس کو ناک پیر میں نصف النہار کا ایک حصہ ناپنے کے لیے اکائی قرار دیا تھا

پیرس کے نصف النہار کا مقابلہ ملک پیرس کے نصف النہار کے ساتھ ۱۷۹۲ء میں کیا گیا۔ اور ۱۷۹۳ء فرانس میں بھی اسکا مقابلہ کیا گیا۔

فرانس کا پڑاٹوٹیس قاعدہ علمی کے مطابق نہ تھا اور یہ ٹوٹیس ۱۷۹۸ء کا تھا۔ اور ایک ٹوٹیس اس سے پہلے فرانس میں تاجس سے ۱۷۹۸ء کا ٹوٹیس (۵۰) لیس کم تھا۔ اس کمی کا سبب کسی تاریخ میں دریافت نہیں ہوتا۔

الغرض مٹرک سٹم کا موجودہ ردیف سر (مردویر) تھا یہ ردیف سر ۱۷۹۲ء میں مرگیا اور اپنی مرتے دم تک مٹرک سٹم جاری کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس نے چار مٹر تیار کیے تھے چاروں پلاٹم کے تھے اور اس کا طول دو ٹائیس کے برابر یا (۱۲) فرنج فٹ کا تھا اور اس کا عرض نصف انچ کا تھا اور اس کی جسامت ۱/۲ انچ کی تھی اور ہر ایک ایسے پلاٹم کے مٹرک کے ساتھ ایک سیخ نیٹل کی بقدر (۱۱) ۱/۲ انچ طول میں ملا کر جوڑ دی گئی تھی۔ اور (۶) انچ کو بحال خود چوڑ دیا تھا۔ تاکہ معلوم ہو کہ گزائی سردی سے اس میں کوئی کمی بیشی پیدا ہوتی ہے یا نہیں۔

یہ چار دن ٹوٹیس تمام میں ایک دوسرے کے برابر رکھ دئے تھے تاکہ انکا امتحان کیا جائے لیکن اس سے کوئی کمی بیشی کا فرق معلوم نہیں ہوا۔

بالآخر کمی نے ۳۰۔ اپریل ۱۷۹۹ء کو اپنی رپورٹ پیش کی اور قرار دیا کہ

(۱) (۱۲) شمعہ ڈکرتے شہر بارسلو نائک طول بلد کا درجہ (۹۶ ۴۳) ۱/۲ اور ٹوٹیس (۵۵ ۱۵ ۴۷) ۱/۲

(۲) سابق میں جو یہ مالش فرانس اور پیرس میں ہوتی تھی اس سے یہ فرض کر کے کہ

۳ پلاٹم ذہب الایض کو کہتے ہیں۔

علمی قرار داد
مٹرک نہت

اسی قلیات ناقصہ بقدر اوسط $\frac{1}{3}$ ہے اس سورج دائرہ نصف النہار کا طول (۵۱۳۰۰) ٹوئیس (۳) طول کی اکائی (یعنی میٹر چوٹ بنایا گیا ہے) سے ربع دائرہ نصف النہار کا طول دنل بین میٹر ہے اور میٹر مساوی ہے (۴۰۰۰۰۰۰۰۰) ٹوئیس کے یا ۳ فٹ اور (۱۱۱۲۹۶) لینس (خطوط) کے۔

(۴) پیرس کے طول بلد پر (خدا کی حالت میں) ہماری سطح سمندر پر اس درجہ حرارت میں کہ برف پگھل جاتی ہے اور جبکہ صفحہ دگر کی ہندی گریڈ تھرمو میٹر کی کتنے ہیں جو پندرہ گرام ایک سکین میں حرکت کرتا ہے اس کی دوری کا طول (۰.۹۹۳۸۵) متر کا ہوتا ہے۔

(۱۲۲) کمیٹی نے اس قرارداد کے مطابق نیا متر بنانے کا کام ایک مشین ساز کے سپرد کیا جس کا نام (لٹائر تھا)

اسے چار میٹر پتل کے تیار کیے جو باہم طول میں مختلف تھے لیکن یہ اختلاف بہت باریک اور نازک تھا اور یہ میٹر (ٹوئیس ڈی پرو) کے (۲۲۳۵۲۲۲) لینس کے قریب قریب طول میں تھے منجملہ ان چاروں میٹر کے نمبر (۲) قریب قریب اس میٹر کے تھا جس کا بنانا علمی قرارداد کے بموجب منظور تھا۔ اس لیے اسکو میٹر کی اکائی قرار دینا منظور کیا گیا۔ اس کے بعد اسی مشین ساز (لٹائر) نے صحیح پیمانہ بنانے کی غرض سے دو میٹر پلانٹم کے اور بارہ میٹر لوہے کے تیار کیے اس کے پاس آلات نہایت عمدہ اور باریک تھے تاکہ یہ یکہ (۰.۰۱) لینس (یعنی

متر کی تباہی علمی
تیار کرنے کا

۴۰ قلیات ناقصہ وہ کسیر ہے جو اس نسبت کو ظاہر کرتی ہے جو شکل بیضی اور دائرہ میں ہوتی ہے ۱۲ منہ

بخار ہندو کا قاعدہ دیکھو فقرہ (۱۰۶)

خط کا فرق ان آلات سے بتا سکتا تھا۔

باد جو اس کے ان سب تیار شدہ ٹھروں سے کوئی ایک مٹر بالکل مقدار مطلوبہ کے مطابق نہ ہو سکا پروڈیسر (بورڈ) اسے تحقیق کیا ہے کہ تو ہائیٹیل پلانٹم درجہ حرارت کے اختلاف سے حسب ذیل مختلف ہو جاتے ہیں۔

جبکہ درجہ حرارت صفر (۰) ہو یعنی جس درجہ حرارت میں برف گل جاتا ہے اس درجہ حرارت ۳۲ درجہ
سک سنٹی گریڈ کے تخمینہ میٹر میں

ہائیٹیل کا میٹر

لوہے کا میٹر

فی ایک درجہ

فی ایک درجہ

۰.۰۰۰۰۱۷۵۶

۰.۰۰۰۰۱۱۵۶

یا

یا

۰.۰۰۹۲ - میل میٹر

۰.۰۰۶۲ - میل میٹر

زیادہ ہوتا ہے

زیادہ ہوتا ہے

پلانٹم کا میٹر

۰.۰۰۰۰۰۸۵۶

یا

۰.۰۰۳۱ - میل میٹر

زیادہ ہوتا ہے

غرض کہ کمیٹی نے اوربیت سے مٹرون سے مقابلہ کر کے نہایت باریک بینی سے اس کا فرق
 (.....) ٹوئیس یا (۱۰۰) میلیمٹر تک دریافت کیا ہے اور چونکہ یہ فرق بہت دقیق ہے
 حتیٰ کہ خردبین سے بھی اس کا معلوم کرنا دشوار ہے لہذا انہوں نے اس فرق کو کاغذ پر فرادیا
 اور تسایم کیا کہ (انایر) کے میٹر صحیح ہیں۔

ان مین سے ایک پلانٹم کا میٹر جس کا نام (میٹر ڈس آرکیوس) ہے یعنی اس مقام کے
 نام سے اسکو نامزد کیا ہے اس کمیٹی مین رکھا گیا اور دوسرا میٹر پلانٹم کا پیرس کے انجینئر ڈیٹری
 (رصد گھر) مین رکھا۔ اور بوسے کے بارہ میٹرون مین سے ایک ایک میٹر فرانس کے
 علاقوں اور صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

(میٹر ڈس آرکیوس) مستطیل شکل کا پلانٹم سے بنا ہوا ہے اس پر کچھ کندہ نہیں ہے اس کا
 عرض ۲۵ میلیمٹر یا (۰.۹۸۴) انچ ہے اور اس کی جسامت ۵ میلیمٹر یا (۰.۱۳۸) انچ ہے

متر یعنی فرانسیسی گز کا اجرا انگلنڈ مین اور اس کا مقابلہ انگریزی گز کے ساتھ
 (۱۲۳) متر تک سٹم جبکہ فرانس میں جاری ہو گیا فرانس کی بغاوت کے بعد گورنمنٹ انگریزی نے
 اس کے جاری کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں گفتگو کی ۱۵ مارچ ۱۸۶۰ء کو پروفیسر ڈیوس گلبرٹ
 نے ہوس آف کانٹرین میں مسئلہ پیش کیا کہ انگلنڈ کے شاہی گز کو میٹر کے ساتھ مقابلہ کر کے
 دیکھنا چاہیے۔

گورنمنٹ نے اس کام کو اٹل سوسائٹی کے سپرد کیا اس کمیٹی نے پیرس سے دو میٹر پلانٹم

کے طالب کیے اور اسے دونوں میٹروں کو پروفیسر ایم اے کو نے جانچا ایک اسیم (میٹر) اور ایکس کے شاہ تہا لیکن جسامت میں اس سے مضاعف تھا۔

یعنی ۳۰ میٹر کی جسامت تھی۔ اس کے ایک طرف لفظ (میٹر) کندہ تھا اور دوسری طرف (فارٹن اسے پیرس) اور (رائل سوسائٹی ۱۸۸۹) کندہ تھا۔

دوسرا بھی پلانٹم کا تھا اور اس کا عرض اسی قدر اور جسامت ۳۰ میٹر کی تھی اور طول میں چار میٹر زیادہ تھا اس کے ایک طرف (رائل سوسائٹی ۱۸۸۹) کندہ تھا اور اس کے عرض میں بہت سے باریک خطوط تھے جو کا دیکھنا بجز خوردبین کے مشکل تھا۔

اور اس کے دونوں اخیر کے خطوط پرنٹل تیر کے سرے کے خطوط تھے جسکی شکل یہ ہے۔



ان تیروں کے دونوں طرف دو دو سنتی میٹر چھوڑے گئے تھے یعنی خطوط کے اندر کا طول تین میٹر تھا۔ اور وہ میٹر کے برابر تھا۔

یہ میٹر بہ نسبت میٹر اول کے نصف ڈگری حرارت میں ۱۷۵۹۔۳۰ میٹر کم تھا۔ کپٹن کیس نے خیال کیا کہ طول ناپنے کا آلہ یعنی (شک بگ اسکیل) جسکو انہوں نے انکھتات کا عمومی پیمانہ سمجھا تھا اور جو انگلینڈ میں پہلے سے (۱۸۸۹) انچ کا موجود تھا یہ بھی وہی ہوگا اس لیے اس کے ساتھ نہایت دقت نظر سے مقابلہ کر کے دیکھا۔ کپٹن مذکور نے جو کچھ تحقیق خوردبین وغیرہ

نہیں کہ ہر طرح سے کہ ہے اسکا کافی بیان علیحدہ رسالہ فلسفی کل زبان زکشنس باب نمبر ۱۵۷ میں تحریر ہے۔

اور اس باریک فرق کو معلوم کر نیکیے لہذا نے جو آلات نہایت نازک استعمال کیے تھے اسکی اور اس کے مقابلہ کی بھی پوری کیفیت رسالہ مذکور میں چھپی ہے۔

اُس کے بعد پلانٹم کا میٹر جہاں طول ۳۲ درجہ فہرین ہیٹ تھر مو میٹر مین لیا گیا تھا اور انگریزی یارڈ (۳۶) انچ والا جسکا طول ۶۲ درجہ فہرین ہیٹ تھر مو میٹر مین لیا گیا تھا ان دونوں کے مقابلہ کرنے کی ضرورت ہوئی۔

اور چونکہ پلانٹم کا بڑا ہند درجہ حرارت مین اور پتیل کا بڑا ہند ہا ہم مختلف ہے اس لیے مقابلہ کی بوقت اس اختلاف کا بھی خیال مد نظر رکھا گیا۔ بڑا صاحب کی تحقیق کے بموجب ایک ڈگری فہرین ہیٹ کے لیے پلانٹم کی طولی اکائی کا بڑا ہڈ (۴۷۰۰۰۰۰۰) اور کیپٹن کیٹر کی تحقیق کے بموجب پتیل کی طولی اکائی کا بڑا ہڈ (۱۰۰۰۰۰۰) ہے۔

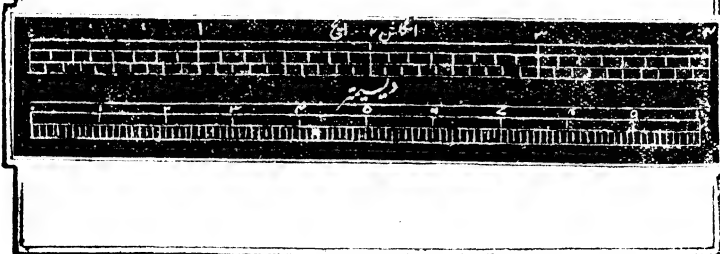
میٹر کا طول (۳۲) ڈگری فہرین ہیٹ مین مساوی پایا گیا (۸۶-۳۷۰۰۰۰۰۰) انچ شک برگ اسکیل کے ۶۲ ڈگری فہرین ہیٹ مین۔ یہ طول میٹر (ابو کا تھا) (مٹر ابو وہ مٹر ہے جو ابتدا میں پہلے پہل بناتا تھا)

اُس کے بعد جو میٹر اُس سے نقل کیا گیا اُس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے (۸۶-۳۷۰۰۰۰۰۰) انچ ہو اسکی غلطی بقدر (۶۹-۰۰۰۰۰) منہا کر نیکیے بعد (۸۶-۳۷۰۰۰۰۰۰) انچ ثابت ہوا اس واسطے مٹر کا واسطہ طول (۸۴-۳۷۰۰۰۰۰۰) انچ شک برگ اسکیل سے قرار پایا۔ چونکہ شک برگ اسکیل

بہ نسبت اُس اسکیل کے جس کو پارلیمنٹ نے بطور قانون جاری کیا ہے (۲۰۰۰) اینچ پُر
 ہے اس واسطے مٹر کا صحیح طول جو کپٹن کلیر نے تحقیق کیا ہے (۳۸، ۳۷-۳۵) اینچ کو
 برابر ہونا ہے اس کے بعد انگریزی گورنمنٹ نے بھی اس کو صحیح تسلیم کیا۔ چونکہ اب مٹر کا صحیح طول
 ثابت ہو گیا تھا لہذا ۱۸۶۲ء میں پارلیمنٹ نے یہ تسلیم کیا اور قرار دیا کہ انگلستان میں جو مٹر
 و پیمان ہوئے ہیں اُس کا مٹر کے سٹم میں استعمال کرنا قانونی طور پر جائز سمجھا جائے۔

یہ ہو کہ یہ تحقیقات کی گئی وہ علمی طور پر نہایت دقت نظر سے تھی لیکن تجارتی ممانہ میں عمدہ ماسٹر
 اور یارڈ کو ۲۲ درجہ فارین ہیٹ میں مقابلہ کرنا چاہیے اس درجہ میں پتیل کا مٹر مساوی ہوتا
 ہے (۳۸، ۳۸۲) انگلش اینچ کے لہذا علمی تحقیق اور اس میں (ننٹ) اینچ کا فرق رہ جاتا ہے
 تجارتی طریقے میں چونکہ چوٹی چوٹی چیزوں کی پیمائش ہوا کرتی ہے لہذا یہ فرق بہت کم ہے
 عام طور پر ایک مٹر کو ۳۹- اینچ اگر مان لیا جائے اور ڈیسمیٹر کو ۳۹-۵۴ (اینچ تو بغیر زیادہ
 غلطی کے مان لیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ نیچے کی شکل میں دکھایا گیا ہے۔

شکل نمبر ۲



فصل دوسری

متر کے خطی مقادیر

متر کے چھوٹے حصے

(۱۲۴) متر کو دس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو دسویں متر کہتے ہیں
یعنی $\frac{1}{10}$ متر

بھر دیے ہیں تو دس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو سیمتہ متر کہتے ہیں یعنی $\frac{1}{100}$ متر
پھر سیمتہ متر کو دس مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک حصہ کو میلمیٹر کہتے ہیں
یعنی $\frac{1}{1000}$ متر

جب اس سے بھی چھوٹے حصے بنانا چاہتے ہیں تو میلمیٹر کے دس حصے تلو حصے ہزار حصے
کرتے جاتے ہیں اور ان تقاسیم کا شمار یہ کہ لیے کوئی مخصوص نام نہیں وضع کیا گیا ہے اور
ان چھوٹے حصوں کا دیکھنا بغیر خردین کے ممکن بھی نہیں ہے تاہم یکہ میلمیٹر یعنی میٹر کے
ہزار دین حصہ کو ایک ہزار مساوی حصوں تک تقسیم کر دیا گیا ہے۔

متر کے بڑے حصے

(۱۲۵) جس طرح متر سے چھوٹے پیمانے تقسیم اعشاریہ سے بناتے ہیں اسی طرح اس سے

بڑے پیمانے اضعاف اعشاریہ سے بناتے ہیں۔ مثلاً

دس متر کا ایک دیکھا متر ہوتا ہے اور

تسوا متر کا ایک ہیکٹو متر ہوتا ہے اور

ہزار متر کا ایک کیلو متر ہوتا ہے اور

دس ہزار متر کا ایک میسیریا متر ہوتا ہے

غرض کہ متر کے حصے علمی اصول پر رکھے گئے ہیں اور اس سے فائدہ یہ ہے کہ چھوٹے

حصے کو اعشاریہ سے حسب ضرورت الی غیر النہایت فرض کر لیا جاسکتے ہیں اور یہی حال بڑی

حصوں کا ہے جس قدر بڑا حصہ چاہو اضعاف اعشاریہ کے ساتھ بنا لو۔

(۱۲۶) تحریر میں متر کے کو اعشاریہ بلحاظ اپنے مقامی مراتب کے عدد صحیح کے دہنہ طرف

لکھ جاتے ہیں یعنی پہلے مرتبہ میں اکائی دوسرے مرتبہ میں دہائی تیسرے مرتبہ میں سیکڑا اور

علمی بذالقیاس اس طرح متر کے اضعاف اعشاریہ بائیں طرف اپنے مراتب کے ساتھ لکھ جاتے

ہیں اور ان کے اور عدد صحیح کے درمیان فصل کے لیے ایک علامت لکھی جاتی ہے۔ مثلاً

۶ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱

لفظ دہیسی ہستی ہیللی لغت لاطینی سے اور لفظ دیکھا کیلو میٹر یا لغت یونانی سے مشتق ہیں۔

(۱۲۷) استعمال کی آسانی کے لیے اقسام کے متر بنائے گئے ہیں۔ کڑوسی کے تو بے کے

دانت کے عریض اور مدور اور حیب میں رکھنے کے لیے ایک متر کے دس جزو اور دس جزو کی

دش گھریان بنا لیتے ہیں اس طرح پانچ جزو کی پانچ گھریان راستوں اور زمینات کی پیمائش کے لیے تانبے اور پیتل کی طولانی زنجیر بنائی گئی ہیں ہر ایک جزو اس کا دس ستر کے برابر ہوتا ہے اور طولانی ڈوریان بنائی جاتی ہیں ایسے کپڑے کی جبین پانی اثر نہ کر سکے اور اس پر دس ستر کے تقایم نقش کیے جاتے ہیں اور یہ ڈوری ایک محور پر لپیٹی جاتی ہے جس کے پٹینے کے لیے ایک دستہ اور پرانگایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور عام چورسوں میں لکڑی کا ایک ستون کھدایا جاتا ہے اور اس پر مقدار کیا جاتا ہے اور اس کے اجزائی لکڑی جاتی ہے تاکہ اس مقام پر قریب کے شجر یا کانوں کا بعد نظر نہ ہو۔

(۱۲۸) از روئے قانون جو ستر تجارت میں استعمال کیے جاتے ہیں ان کا کس قدر کم ہونا چاہیے نہیں ہے ہاں اگر کسی قدر طول میں بڑھ جائیں تو جواز سمجھا جاتا ہے بشرطیکہ ایک ملیٹر سے متجاوز نہ ہو۔ اس لیے جو ستر تجارت میں استعمال کیے جاتے ہیں وہ معیار بنائے گئے ہیں قابلیت میں کچھ اصل معیار ستر کا جو (کتب محارہ) میں رکھا ہوا ہے وہ بلا غم کا بنا ہوا ہے۔ اور کچھ ستر فولاد اور تانبے وغیرہ کے اسی معیار پر تیار کیے جاتے ہیں۔

(۱۲۹) اور کہا گیا ہے کہ ایک دس ستر سا وی ہوتا ہے تقریباً انسان کی ہتھیلی کی چوڑائی کا یا مساوی ہوتا ہے پانچ انگل کے یعنی ایک انگل کی چوڑائی سا وی ہوتی ہے دو ستر کے یا مساوی ہوتی ہے بیڑ ملیٹر کے۔

لے پلانٹم ایک فنر ہے جو کہ عرب لوگ ذہب الابيض یا بلاتین۔ اور اہل ہند پلاطینا کہتے ہیں یہ فنر سوینسے ڈیڑھ فی قیمت رکھتا ہے اور نہایت سخت اور محفوظ طبعی التحصان ہوتا ہے۔ مولف ۱۲ منہ

اس قیاس پر ہر ایک متر پچاس انچل کا ہوا اور نیز کہا گیا ہے کہ انسان اپنی معمولی رفتار سے ایک ساعت میں سارے چار کیلو متر یا (۴) ہیکٹو متر چلتا ہے۔

اور علی العموم

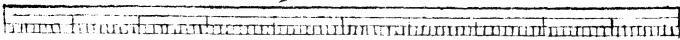
۴ متر مساوی ہوتے ہیں (۴) قدم معمولی کے اور
ہیکٹو متر مساوی ہوتا ہے (۱۳۳) قدم معمولی کے اور
کیلو متر = (۱۳۳۳) قدم معمولی کے اور
میرا متر = (۱۳۳۳۳) قدم معمولی کے اور

فرسخ معمولی یا ارضی جیسا کہ انسان اپنی معمولی رفتار سے چل سکتا ہے = (۴۴۴۴) متر کو اور
فرسخ بحری = (۵۵۵۵) متر کے ہر

لیکن یہ قیاسات ایسے نہیں ہیں جو قطعاً صحیح کہے جاسکیں اس لیے یہاں ایک دوسرے کی شکل بنائی جاتی ہے یہ دسواں حصہ متر کا ہے ایسے دس جزو باہم جو ٹرنسے ایک متر بنتا ہے۔

شکل نمبر ۵

دس متر



نقصیت متر
ملی متر

(۱۳۰) ماہین خط استوا اور قطب زمین کو جو بڑے مسافت ہے وہ نوے مساوی حصوں پر تقسیم

کی گئی ہے اور ہر ایک حصہ کا نام درجہ (دگریہ) رکھا گیا ہے اور اوپر بیان ہوا کہ ماہرین قطب اور
نظامت واسکے دس ملین متر کا ہی حصہ اس حساب سے ایک درجہ ارضیہ (۱۱۱۱۱۱) متر کا ہوا۔
(۱۳۱) فرانسیسی خطی مساویہ انگلش خطی مقادیر کے ساتھ اس طرح منطبق ہوتے ہیں۔

۱ متر = (۳۹۳۷۰۰۰۰۰) انچ

دیسیمتر = (۳۹۳۷۰۰) انچ

سنتیمتر = (۳۹۳۷) انچ

ملیمتر = (۳۹۳) انچ

دیکامتر = (۳۹۳۷۰۰۰۰) انچ

ہیکٹومتر = (۳۹۳۷۰۰۰۰) انچ

کیلومتر = (۳۹۳۷۰۰۰۰۰) انچ

فصل تیسری

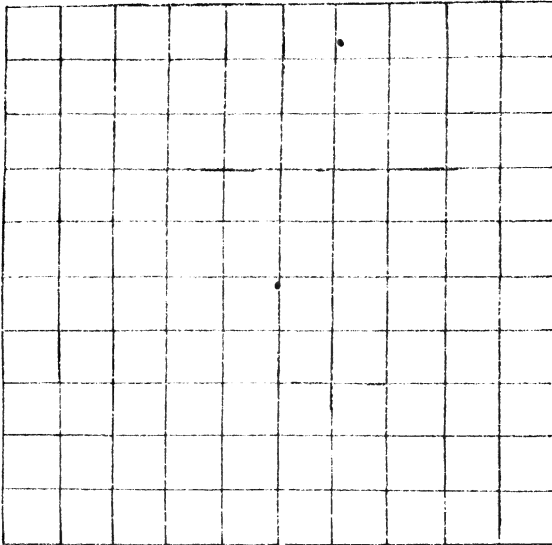
متر کے سطحی مقادیر

(۱۳۲) ایک متر مربع وہ مربع ہے جس کا ہر ایک ضلع ایک متر ہو۔ جب مربع متر کا ہر ایک ضلع
دس مساوی جزو تقسیم کیا جائے تو ہر ایک جزو اس کا ایک دسیمتر کے برابر ہوگا اور اس سے
نتوا چھوٹے مربعے پیدا ہونگے اور ایسے ہر ایک چھوٹے مربعے کا ہر ایک ضلع ایک دسیمتر

کے برابر ہوگا۔

اس لیے ایک متر میں شامل ہوگا ایک سو دس میٹر میں پر جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہوتا ہے۔

شکل نمبر ۶



فرض کرو اس پورے مربع کا ہر ایک ضلع ایک میٹر ہے تو یہ پوری شکل مربع مساوی ایک مربع میٹر کے ہر اس کے اندر ہر ایک ضلع اس کا دہل مساوی جزو پر تقسیم کیا گیا ہے اس لیے سوچو چھوٹے مربع اس کے اندر پیدا ہوئے ہیں اور اس کے ہر ایک چھوٹے مربع کا ہر ایک ضلع ایک دس میٹر کے مساوی ہے۔ لہذا ہر ایک چھوٹا مربع اس کے اندر کا ایک دس میٹر مربع ہے۔

علیٰ بذالقیاس اس دس میٹر مربع کو جب دہل مساوی جزو پر تقسیم کریں تو اس کے اندر بھی اس سے

چوتھے تنو مربع پیدا ہونگے اور ہر ایک مربع اسکا ایک ستیمتر مربع ہوگا اس لیے ایک سیستمر مربع شامل ہوتا ہے سو ستیمتر مربع پر۔ اور ستیمتر مربع کو جب دنس مساوی جز پر تقسیم کریں تو اس کے اندر تنو مربع پیدا ہونگے اور ہر ایک ایسا مربع مساوی ہوگا ایک ملیہ متر مربع کے۔ دس علی ہذا (۱۳۳) جب ہم بڑے مربع سے بنا نا چاہیں تو تنو متر مربع کو لینگے اور انکی دنس صفین بنا لینگے ہر ایک صف دنس متر مربع کی تو اس سے ایک بڑا مربع پیدا ہوگا جسکا ہر ایک ضلع ایک دیکامتر کے برابر ہوگا۔ اور ایسے پورے مربع کی مساحت مساوی تنو متر کے ہوگی (اور ایک دیکامتر مربع کہلائیگی) اس سطح تنو دیکامتر مربع مساوی ہونگے ایک ہیکٹو متر مربع کے اور تنو ہیکٹو متر مربع مساوی ہونگے ایک کیلو متر مربع کے۔ ان بیانات سے معلوم ہوا کہ متر کے مربع سے سو دفعہ بڑھتے جاتے ہیں اور سو دفعہ کم ہوتے جاتے ہیں جبکہ ان کے اضلاع میں عشرت بڑھا یا گھٹاے جائیں۔

(۱۳۴) سطح میں ضرور زمین ہے کہ ہمیشہ چاروں ضلع اس کے مساوی طول رکھتے ہوں مثلاً کوئی شکل مستطیل ہو اور اسکا طول ۱۰ متر اور عرض ۳ متر ہو تو ایسی صورت میں طول و عرض کو آپس میں ضرب دیکر ۵۰ متر مربع کہیں گے اور یہ بھی ضرور زمین ہے کہ وہ ذرا بڑا اضلاع ہوں تو کسی شکل کا ہو مگر ضرور یہ ہے کہ اسکا مجموعی رقبہ مطلوبہ رقبہ کا مساوی ہو جیسا کہ فقرہ (۲۳) میں اسکا بیان گذرا۔

(۱۳۵) مساحت اراضی زراعت کی اکائی کا نام آر ہے اور وہ دیکامتر مربع ہوتا ہے یعنی ہر ایک وہ قطعہ زمین کا جسکی شکل مربع ہو اور ہر ایک ضلع اسکا دنس متر ہو اسکا نام آر ہے اگر اس

قطعہ کی شکل مربع ہو بلکہ اس کی مساحت بقدر آر کے ہو اسکو بھی آر کہیں گے جس طرح ہندوستان میں مساحت اراضی کی اکائی کو میگمہ کہتے ہیں اسی اکائی کا نام فرانس میں آر ہے جس طرح ہم نے فقرہ مابقی میں بیان کیا۔ اسی قیاس پر آری یعنی دیکھتا متر مربع سو متر مربع میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ہر ایک کا نام

سنٹی متر رکھا جاتا ہے یعنی ایک ہزار و چھ سو اجزا کے آر سے اس طرح ایک سو آر سے ایک ہکتار بنتا ہے یعنی مربع ہیکٹو متر۔

(۱۳۶) مزید سہولت کے لیے آلات پیمائش اور زنجیر وغیرہ بھی اسی حساب پر بنائے گئے ہیں۔ مثلاً دس متر طول کی ایک زنجیر ہوتی ہے یعنی ایک دیکھتا متر کی۔ اس سے آر کی مساحت معلوم کرنے کے لیے یہ آسانی ہو گئی کہ جس مربع کے اضلاع کا طول ایک زنجیر ہو وہ آر ہے اور جس مربع کے اضلاع کا طول دس زنجیر ہو وہ ہکتار ہے۔ نو ہیکٹار جڑا۔



آٹھواں باب

دنیا کے قدیم مقامات

فصل پہلی

اہل بابل کے پیمانے

(۱۳۷) دینامین طوفان نوح کے بعد علمی ترقیوں کی تاریخ پہلے پہل اہل بابل سے شروع ہوتی ہے بابلیوں کو کلانی اور سریانی بھی کہتے ہیں۔

بابل ایک مشہور قدیم شہر کا نام ہے جس کی بنا حام ابن نوح کے پوتے ٹمرووک کے ہاتھ پر سنہ ۲۲ قبل تولد مسیح علی نبینا وعلیہ السلام کے ہوئی تھی یہ شہر دیا سے فرات و کنارسے واقع تھا اگرچہ بموجب اسے علامہ ابن خلدون اس میں اختلاف ہے کہ آیا دنیامین سب سے پہلے اہل مصر نے علمی ترقیوں کے زینے پر قدم رکھا یا اہل بابل نے لیکن یہ اختلاف اس طرح پر رفع ہو جاتا ہے کہ اہل بابل اہل مصر کے قبائل سے ایک قبیلہ میں شمار کیے جاتے تھے۔

سنہ ۲۲ قبل مسیلا مسیح کے جبکہ بابل کا حاکم نخت نصر تھا بابل میں علمی ترقی اس درجہ کمال پر پہنچی تھی کہ یہ شہر دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا۔

یونانیوں نے انہیں کلانیوں سے علم آغا کیا۔ حکیم بدر و سوس پہلا شخص ہے جس نے
 سائنس قبل مسیح میں علوم کلانیہ کو یہ نامیہ بین نقل کیا اور اس طرح ہندوؤں نے بھی کلانیوں
 سے علوم آغا کیے اس لیے میں ایل بائبل کے بیانوں کو سب سے مقدم ذکر کرتا ہوں۔

کلانیوں کا علمی ضابطہ اُنکے طولی اکائی معلوم کرنے کا

سطح آسمان پر ایک مقام سے دوسرے مقام کا فاصلہ دریافت کرنے کے لیے قرص آفتاب کو
 اکائی فرض کیا گیا اعتدال ربعی کی صبح کو ٹھیک اس وقت جبکہ آفتاب کے بالائی حصہ فر خط شمالی
 کا تقاطع کیا ایک پانی کے ٹوٹے کی ٹونٹی کھولی گئی اور پانی کو برابر بنجو دیا یہاں تک کہ پوری قرص
 نمودار ہو گئی۔ جس قدر پانی کہ ہوا اسکی مقدار کو نہایت احتیاط سے معلوم کر لیا گیا اور جب قدر پانی
 کہ اُسی ٹونٹی سے دوسرے روز طلوع آفتاب تک ہوا اسکی مقدار کو بھی دریافت کیا گیا اور
 دونوں کی مقدار کے مقابلہ سے معلوم ہوا کہ پہلی مقدار کو دوسری مقدار کے ساتھ $\frac{1}{2}$ کی نسبت
 ہے اور اُسی سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ آفتاب کی پوری گردش کی وسعت اُسکے قرص کی وسعت کو
 سات سو بیس گنی ہے یعنی اگر قرص کے طول کو (۷۲۰) سے ضرب دی جائے تو گردش آفتاب کا
 طول معلوم ہو گا۔ اس طریقہ دریافت سے جس سے اعلیٰ درجہ کی ذہانت ٹپکتی ہے دو قسم کی
 اکائیاں مشخص کی گئیں ایک تو زمانہ کی اور ایک طول کی۔ طول کی اکائی - نصف درجہ
 قرطبائی اور زمانہ کی اکائی دو منٹ یا ایک گھنٹہ کا تیسواں حصہ۔ جو فاصلہ کہ ایک پیدل
 ۱۵ میل میں شہر بابل کے گھنٹروں سے نئی تحقیقات کے وہ جواہر ہاتھ لگے ہیں جو قیوم تاریخ میں

نہایت دلچسپی پیدا کرتے ہیں ۱۲ منہ

ہر کارہ وقت کے تیس اکائیوں میں طے کر سکتا تھا اسکو پراسنگ (فرسنگ) کہتے تھے اور پراسنگ کے تیسویں حصہ کو استادہ اور استادہ کے تین سو ساٹھ حصہ تھے جنہیں سے ہر ایک کو کیوبٹ یعنی ہاتھ کہتے تھے اور ساٹھ کیوبٹ کا ایک پلتھرن ہوتا تھا کلا نیہ کیوبٹ مساوی ہوتا تھا ۱ فٹ کے یا زیادہ صحت کے ساتھ ۲۱ انچ یا ۵۲۵ ملی میٹر کے اور اس لیے ۱ کیوبٹ = ۲۱۔ انچ

۶۰۔ کیوبٹ = ۱۔ پلتھرن = ۳۵ گز (یارڈ) انگریزی

۴۔ پلتھرن = ۱۔ استادہ = (۳۸۲۲) پول انگریزی

۳۰۔ استادہ = ۱۔ پراسنگ = (۳۲۵۸) میل انگریزی

(۱۳۸) چز ہولم صاحب نے لکھا ہے کہ پہلا گز بابلین کا ہمیر دولس کے وقت میں (۳۱) انچ کا تھا اور یہ مساوی ہوتا ہے (۲۰۶۴) انچ انگریزی کے یا (۵۲۴) متر فرانسیسی کے۔

(۱۳۹) دوسرا گز اہل بابل کا مساوی تھا (۲۰۶۴) انچ کے یا (۵۲۵) متر کے اور اہل بابل نے گز کی تقسیم ۵ سے کی تھی جو = (۱۲۶) انچ یا (۳۲۰) متر کے۔

علی پاشا مبارک المصری نے لکھا ہے کہ بابلین نے اپنے گز کو ۳۰ حصوں میں منقسم کیا تھا اور پھر اسے ہر ایک حصہ کے دو حصے بنائے تھے یعنی الکا گز (۴۰) حصوں میں منقسم تھا۔

۴۔ مانوڈار کتاب تاریخ عالم صنفہ ڈاکٹر جان کلارک روپا تہ جدا۔ صفحہ ۱۲۹۔ بیان کلا نیہ۔ تاریخ کلا نیہ

۲۵۵۰ قبل مسیح میں شروع اور (۶۲۵) قبل مسیح میں ختم ہوتی ہے۔

بابل کے بادشاہ نے ایشٹار دیا تھا کہ اینٹین اس کے ملک میں سب اسی گز کے پیمانہ پر بنائی جائیں۔

(۱۲۰) حضرت نوح کی کشتی جو طوفان سے بچنے کے لیے بنائی گئی تھی اسکی

طولی اکائی بھی وہی تھی جو بابلیوں کے پہلے گز کی ہے یعنی (۲۰۶۴) انچ (جز ہولم) اہل اسلام کی تصانیف میں اہل بابل کے گزان ناموں سے یاد کیے گئے ہیں۔

- | | |
|-----|-------------|
| (۱) | ذراع بابلی |
| (۲) | ذراع کلانی |
| (۳) | ذراع سریانی |
| (۴) | ذراع سلطانی |
- اور رقیقت ان سب مختلف اسموں کا ایک مسمی ہے۔

فصل دوسری

فراعنہ مصر کے متقادیر

(۱۲۱) قدیم ان مصر کے چارے کلانیوں سے ماخوذ ہیں۔ اور جبکہ سب ناشائستہ مانتے

کلانیوں کو مصر کا ایک قبیلہ شمار کیا جائے تو اس تفریق کی حاجت ہی نہیں ہے۔ فراعنہ مصر کے زمانہ میں گز کی تقسیم یہ تھی۔

ایک اکائی طول کی = (۱) انچ

(۳) انگل = (۱) ہینیلی یا ہنھی

(۱۲) انگل = (۱) باشت

(۱۶) انگل = (۱) فٹ = (۱۵.۱۳) فٹ انگریزی یا

= (۱۲.۱۶) انچ انگریزی یا

= (۰.۳۰۸۶) میٹر

(۲۳) انگل = (۱) ہاتھ = (۱۸.۲۴) انچ یا

= (۰.۴۶۳) میٹر

(۳۰) انگل = (۱) قدم

(۹۶) انگل = (۱) بام

دوسرا گز فراعنہ مصر کا

(۱۴۲) مسادی تھامہ (۷) ہینیلی یا (۲۸) انگل کے = (۲۰.۶۷) انچ یا

= (۵.۲۵) ملی میٹر (چیز ہولم)

اور محمود یک ننگی مصری نے (۰.۰۰۵۳۰) میٹر لکھا ہے۔

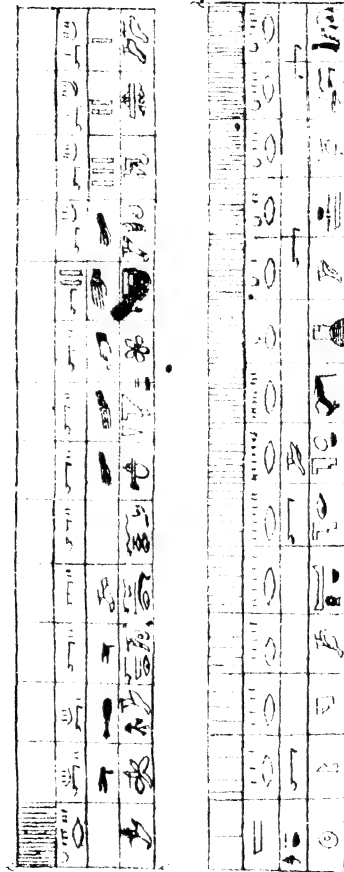
فراعنہ کے زمانے میں بعض گز لکڑی کے پتے ہوئے تھے بعض پتیل کے بعض تانبے کے

ان گزوں کی تاریخ قریب تین ہزار پانچ سو سال قبل تعمیر ہزارم مصر سے پائی جاتی ہے۔

یہ مصر کے قدیم گز کا نقشہ ہے فرعون نهم (امنی مانف) کے وقت کا۔ ان دونوں ٹکڑوں کو

ملائیشیا کو باگڑ ہوتا ہے۔

شکل نمبر ۱۔ قدیم گز مصر کا۔



یہ دونوں ٹکڑے ملکر ایک کیوبٹ بنتا ہے۔

فصل تیسری

مصر میں جو مقدار فی زمانہ اہل مصر کے جاتے ہیں

(۱۲۳۲) مصر میں چونکہ مختلف اقوام کی عملداریاں مختلف زمانوں میں رہی ہیں اس لیے وہاں کے مقدار ہر زمانے میں مختلف ہوتے گئے اگر ان تمام اقوام کے مقدار مسلسل تاریخی تغیرات کے ساتھ بیان کیے جائیں تو اس کے لکھنے کا ایک علیحدہ کتاب لکھنے کی ضرورت ہوگی۔ اس لیے میں صرف ان مقدار کو بیان کر دینا کافی سمجھتا ہوں جو فی زمانہ اہل مصر میں پائے جاتے ہیں۔ وہی ہندہ

ذراع طبعی المصری

(۱۲۳۳) (۶) مٹھی = (۲۴) انچل = (۱۸۶۲۴) انچ انگریزی ذراع مصری القیم بھی ایک نام ہے۔ ذراع الشرع اور ذراع الغزل بھی اسی کے نام ہیں۔ ذراع الغزل

اے اکثر اہل تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ زمان سلف میں جو توین مصر پر قابض رہیں انکی تفصیل یہ ہے ذراعہ سے (۳۲) فرعون اور اہل بابل (۵) اور علاقہ سے جو بلاد شام سے مصر میں داخل ہوئے تھے (۴) اور اہل روم (۷) اور یونانیوں (۱۰) اور یہ بادشاہ قبل ظہور مسیح علی نبیہ وعلیہ السلام ملک مصر پر قابض ہوئے تھے اور قبل دولت اکسیرہ کے کئی بادشاہ اہل فارس تھے یہی ملک مصر پر قابض ہوئے تو ان سب کی مدد حکومت ایک ہزار تین سو سال مصر پر رہی (مروج الذهب ج ۱ ص ۷۱)

کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مصر کے فلاج کتان و صوف کے لچھے اسی گز کے طیل پر بنا کر ہوا ہیں
 کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ مزارعین مصر ہی اسکا استعمال کرتے ہیں مساحتہ قطر زمین و کوہ
 میں اہل بیوتہ نے اسکا اعتبار کیا ہے۔ ویکہ فقرہ (۲۵)

ذراع شاہی مصری

(۱۳۵) (۷) ٹمبی = (۲۸) انگل = (۲۰۶۷۵) لچ۔

الذراع البلدی المصری

(۱۳۶) یہ گز آثار فرعونہ کے ساتھ منطبق نہیں ہو سکتا بلکہ یہ ضائع ہو کر رومانی کا
 اور قدم رومانی مساوی ہوتا ہے (۹۱۳ مٹر) کا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس گز کا وجود
 مصر میں زمانہ رومانین سے ہے۔ اس وقت جو ذراع بلدی مصر و مصر اور مصر کے جمیع شہروں
 اور قیونین متعلق ہوا اس کے طیل کا اختلاف (۵۷۵ مٹر) اور (۵۷۳ مٹر) کے مابین
 ہے۔ چہ بہت ہی خفیف فرق ہے۔ قدیم مومنین عرب و مصری اور سغادی نے بیان کیا
 ہے کہ ادب (ایک کمیال ہے) کا حجم مکعب ذراع بلدی کے برابر ہے اس بنا پر حال
 میں نمود یکا الفکلی المصری نے اس کی تحقیق بذات خود کی ہے اور نہایت باریک بینی کیساتھ
 یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ذراع بلدی کا طول بلا شک (۵۸۲۶ مٹر) ہے اور اس وقت میں جو
 ادب مصر کے بازاروں میں متعلق ہوا سیکا مکعب ہوا یہ گز جیسا کہ رومانہ کے زمانہ
 میں اور عرب کے زمانہ میں تھا علی حالہ اب تک ویسا ہی مصر میں مستعمل ہے (محمد دیک المصری)
 علی پاشا مبارک کا قول بھی اسکی نسبت قریب قریب یہی ہے۔

پتہ ہولم صاحب نے لکھا ہے کہ طالعی پادشاہ مصر کو وقت میں ذراع بیلدی کا طول = ۷۰ سیم = (۲۱۸.۵) انچ کا تھا اور اس وقت مصر میں اس کا طول (۲۲۷.۹۴) انچ کا ہے۔

ذراع رومی

یا ذراع رومانین

(۱۴۷) یہ گز ذراع مصری قدیم سے جسکو پہنچے فقرہ (۱۴۴) میں بیان کیا ہے ۱/۲ کم ہوتا ہے یا یون کہو کہ ۴۴۴۴ متر کے برابر ہوتا ہے۔ (علم الدین)
جز ہولم صاحب لکھتے ہیں کہ رومانی طولی اکائی قوم گریک سے مانوڈی (پادشاہ پلینی) کے وقت میں رومانے گریک سے اخذ کیا تھا اور ۲۵ رومافوٹ = ۲۴ گریک فوٹ کے روماکا ہر ایک فوٹ = قریباً (۱۱.۷۵) انچ انگریزی کے یا = (۲۹۹) ملیمتر کے ہوتا تھا اور قدیم روماکا قدم = (۵۸.۷۶) انچ کا اور رومانین کے نزدیک ایسے ایک ہزار قدم کا ایک میل بنتا ہے۔

ذراع ہنداس

(۱۴۸) محمود دیک تھکی المصری نے لکھا ہے کہ ذراع ہنداس مصر میں بہت قدیم زمانہ سے مستعمل ہوا اسکا استعمال مصر کے جمیع شہروں میں اسوقت موجود ہے۔ ہیرون اسکندریانی اور بعض قدیم مورخین نے اسکو (۳۲) انگل کا لکھا ہے اور ایک یہ اپنی اصلی حالت پر استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ وہی گز ہے جو اس سے میل رومانی (۲۲۵۰) گز کا ہوتا ہے تصنیفات عرب میں اس کے مختلف نام ہیں اور مشہور ان میں کے یہ ہیں۔

ذراع العمل۔ ذراع التجار۔ الذراع الماشمی۔

اور اس وقت زیادہ تر ہنداسہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ چڑھو لم صاحب نے بھی اس کو ۸ مٹھی = (۳۲) انگل کا لکھا ہے جو مساوی ہے (۲۵۰۸۳) انچ انگریزی کے لیکن چڑھو لم صاحب ذراع التجار کو ذراع ہنداسہ کا غیر اور (۹۱) مٹھی = (۳۶) انگل = (۹۲۰۹۲) انچ کا بتا رہے ہیں۔

فارس کا گز بھی قریب قریب یہی ہے۔

ذراع المعصار

(۱۴۹) اس وقت مصر میں اس کا استعمال عمارات و بیوتات میں ہوتا ہے یہ گز بھی بہت قدیم ہے ہیرون اسکندری نے اسکا ذکر کیا ہے اسکا طول (۲۰) انگل ہے۔ مصر میں ہرگز نو پر جو طول کو کا منقوش ہے وہ یہی ہے اب یہ (۵۰۰) متر کا شمار کیا جاتا ہے محمد دیک فکلی انستری اور صاحب دائرۃ المعارف المصریہ اس روایت میں متفق ہیں۔

ذراع مقياس الروض

(۱۵۰) دوسرا نام اس گز کا ذراع النيل ہے محمد دیک فکلی نے نباتات خود اسکی پیمائش کر کے نہایت وقت نظر کے ساتھ اسکا طول (۵۳۰) متر ثابت کیا ہے۔ اور تحقیق

مین اُس نے اپنی مدد کے لیے اور چند مسندین کو شریک کیا تھا۔ علی پاشا مبارک نے اس کا
طویل (۵۳۹ سوتر) لکھا ہے۔

فرانس نے جس زمانہ میں مصر کے ساتھ جنگ کی تھی اُس وقت اس گز کا طویل دریافت کر نیکیے
لیے ایک کیمچی مقرر ہوئی تھی اور اس نے اُس کنوین کا پانی جو بمقام روضہ ہر خالی کر کے اُن تمام گزوں

پر جب دیا سے نیل کی زیادتی ۱۲ گز تک پہنچی ہو تو اُس وقت زمینات کی سرسبزی اور خراج کی ترقی مصر میں کہاں کو پہنچ جاتی ہو
اور زیادہ سے زیادہ ترقی نیل کے پانی کی زمینیں نفع عام ہوتا ہو (۱۷) گز تک ہو۔ اگر کبھی اس سے زیادہ ہو جائے اور (۱۸) گز
تک نوبت ہو تو اس سے بعض مقامات میں ضرر ہو پڑتا ہو اور زیادتی کی حد (۱۹) گز تک ہے۔ ایک یا نیل کی زیادتی
(۲۰) گز تک پہنچی تھی اور یہ واقعہ ۹۹ ہجری ایام خلافت عمر بن عبدالعزیز کا ہے۔ مساحت ترقی دریا کی نیل کی ہر بارہ گز تک
اور ہر گز کے گز سے ہوتی ہو کہ انسان شرع میں ذراع المساحت کہتے ہیں اور بارہ گز سے زیادہ کی مساحت (۲۱) اعلیٰ
کے گز سے شمار کی جاتی ہے۔ مصر کی اصطلاح میں ذراع منکر ذراع مکبر مشہور ہیں تر میں گز کو منکر اور چودہ میں کو مکبر کہتے
ہیں۔ کم سے کم چوہ پانی بمقیاس نیل میں رہتا ہو اس کی مقدار (۲۲) گز ہو لیکن مصر میں اس سال پانی بہت کم بہتا جاتا ہے
کی زیادتی نیل کے پانی کی دریافت کر نیکیے لیو جو بمقیاس مصر میں بنا گئے ہیں ایک جماعت کثیر سے اس کی روایت ہو کہ حضرت
یوسف علی نبینا وعلیہ السلام نے بمقام منف ایک مقیاس بنوایا تھا۔ اور ملک عجزہ کا بنایا ہوا دوسرا مقیاس بمقام صعیب تھا۔ مصر
میں ایام تیسے پانچویں دو مقامات پر نیل کی کمی و زیادتی کا اندازہ ہوا کرتا تھا جب اسلام مصر میں آیا اور نوبت ولایت
عبدالعزیز بن مروان کی آئی اُس نے بمقام جزیرہ حناہ ایک مقیاس بنوایا۔ اور اسامہ بن زید التمیمی نے ایام خلافت
سلیمان بن عبدالملک بن مروان میں ایک مقیاس بمقام منف بنوایا۔ علامہ سعودی نے لکھا ہے کہ خزانہ کو مقیاس
سیر وقت میں یعنی (تیسہ ہجری) میں زیادہ تر مستعمل ہو۔ اور بمقام جزیرہ ایک اور مقیاس احمد بن طولون کا
بنایا ہوا ہے لیکن پانی جب بہت زیادہ آتا ہے اُس وقت اُس پر عمل کیا جاتا ہے (مروج الذهب سعودی)

کی تحقیق کی تھی جو اسمین ایک عمرو بن قنوش بن اور اسکا ہا وسط (۵۴۰ء) میں پایا تھا۔ ان اختلافات کو ملا کر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سوراخا ریاہ کا یہ اختلاف دست ہی کم اور اختلاف کتب کے قابل نہیں ہے۔

ذراع مامونیاہ یا ذراع اسود

(۱۵۱) تالیف مامون عباسی نے اسکا استعمال مصر میں جاری کیا تھا اور اسکو قرطس سے لیتا تھا اسکا دوسرا نام ذراع الاسود معروف ہے۔ علی پاشا نے اسکا طویل ذراع قدیم اور اسکا آٹھواں حصہ بتایا ہے جو = (۵۱۹۶ء - متر کے)۔ علامہ مسعودی نے لکھا ہے کہ ذراع اسود کو امیر المؤمنین مامون عباسی نے ایجاد کیا تھا اور یہ کپڑے مکان وغیرہ کی پیمائش میں استعمال کیا جاتا تھا اور اسکا طول چوبیس ^{۲۴} انگلی تھا اور خالد بن عبداللہ مروزی سے نقل کیا ہے کہ جو رومک بلاد ریمہ کے بریہ سنجا میں مامون عباسی کے واسطے طیار کیا گیا تھا اور زمین کی پیمائش کی گئی تھی اسوقت ایک درجہ ریمہ (۵۶) میل کا دریافت ہوا تھا اور پورے کراہ ارض کا دور (۲۰۱۶) میل اور قطر زمین (۶۴۱۴) اور نصف میل کا قرار پایا تھا۔ اور میل ۴ ہزار گز کا اسی گز اسود (۲۴۱) انگشتی سے شمار کیا گیا تھا محمود بک فلکی مصری اور دوسرے محققین کا یہ بیان ہے کہ مامون عباسی

۱. تاریخ مروج الذهب مسعودی جو تاریخ اندلس (لفح الطیب) کے حاشیہ پر مطبع ازہریہ مصر میں ۱۳۰۶ء میں چھپی ہے اسکی پہلی جلد کے ابتدائے میں جہان زمین اور بحار و جبال کا ذکر کیا ہے ذراع اسود کا طول ایک سو تیس ^{۱۳} انگلی لکھا ہے لیکن تاریخ مسعودی مطبوعہ لندن میں اسی تمام پر ذراع اسود چوبیس ^{۲۴} انگلی لکھا ہے بظاہر ہر کے چھاپے میں غلطی ہوئی ہے یا اسے اربعہ و عشرون کے لفظ مائتہ و عشرون لکھ دیا ہے ۱۲ منہ مولف

کوئی نیا گز یا چاند نہیں کیا بلکہ اسی گز (۲۴۸) انگشتی پر جسکو جمیع علماء فلکائین مصرین نے استعمال کیا تھا عمل کیا اگر فی الحقیقت مامون عباسی کوئی گز ایجاد کرتا تو اسکی مقدار بلول مطابق اس وجہ ارضیہ کو جو بر یہ بنجار کی بیامیش میں دریافت ہوا تھا قرار دیتا اور ظاہر ہے کہ کوئی ایسا گز پایا نہیں جاتا ہے اور نیز علامہ سعودی اور سیرونی اور دیگر قدما کے فلکائین عرب نے ذراع اسود کو (۲۴۲) انگل ہی کا لکھا ہے۔ لہذا اس باب میں یہی قول معتبر معلوم ہوتا ہے جو ہولم صاحب نے اسکو (۲۴۲) انگل = (۲۴۲) انچ انگریزی کا لکھا ہے۔ (اس روایت کی بنا پر بلک فارس یعنی کسری کا گز جسکو ہم نے فقرہ (۳۶) میں ۷ مٹھی = (۲۸) انگل کا لکھا ہے وہی اسکا ماخذ معلوم ہوتا ہے۔

شیخ ابو الفضل نے آئین الکبریٰ میں ذراع الاسود کی مقدار (۲۵) انگل اور دو ثلث اور ذراع مامونہ کی مقدار (۷۰) انگل ثلث کم بیان کی ہے لیکن یہ بیان قرین صدق معلوم نہیں ہوتا پہلے تو ذراع مامونہ اور ذراع اسود درحقیقت ایک گز کے دو نام ہیں جیسا کہ علی پاشا اور محمود بک نے ثابت کیا ہے دوسرے ذراع مامونہ کو (۷۰) انگل کا کسی نے نہیں لکھا۔ اور جبکہ یہ زابل فارس سے ماخوذ ہے تو فارس کا گز (۲۸) انگل کا ہی یاد دوسرا (۳۲) انگل کا۔

ذراع اسلامی

یا

استنبولی

(۱۵۲) مصر میں پہلے اسکو کوئی جاننا نہ تھا ۱۵۱۷ء میں جبکہ دولت عثمانیہ نے وہاں دخل پایا اس کے بعد یہ گز مصر میں مروج ہو گیا اصل اسکی نامعلوم ہے۔ یہ گز ذراع بلدی سے

ایک تہائی اُسکی اور ۲ ملیمتر بڑا ہے اور ذراع مقیاس روضہ سے اُسکی چوتھائی بڑا ہوتا ہے۔
(علم الدین) ذراع استنبولی کی نسبت یارڈ انگریزی کے ساتھ مثل نسبت واحد کے ہے واحد
وثلث کے ساتھ اور (۱۴۶) ذراع استنبولی مساوی ہوتے ہیں (۱۰۰) متر (دائرة المعارف)

میل مصری

(۱۵۲۷) اسکا و عرب اور مصر نے استعمال کیا ہوا میل مصری اور میل عربی میں فرق نہیں ہے اور یہ

== ایک ہزار قامة کے

== ۶ ہزار قدم کے

== ۱۰ غلوہ کے

== ۴۴ ہزار گز (۲۴۳) انگشتی کے

== (۱۸۴۷) متر کے

== ایک دقیقہ کے درجہ ارضیہ سے جو مصر میں ہے۔ اور قریب مصری غیر میں

یہ میل ۳ دفعہ داخل ہے اور قریب کبیر میں ۶ دفعہ

میل رومی

(۱۵۴) == ۸ غلوہ اور تہائی غلوہ مصریہ سے

== ۳ ہزار درعہ پاشی

== ۴ ہزار درعہ قدیم

میل ہاشمی

(۱۵۵۱) میل ہاشمی

= ۳ ہزار گز ہاشمی (۳۲) انگشتی

اس میں اوٹیل رومی اور میل عربی میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔

فرسخ مصری صغیر

(۱۵۶) قلاوہ اوریسی - اور ابو الفدا اور ابو الفتح اور مسعودی کے اقوال سے مستنبط ہوتا ہے۔

کہ فرسخ قلاوہ مصر میں بھی ہے۔ عرب اسکو فرسخ صحیح کہتے ہیں۔

= ۳ میل ہاشمی

= ۲۵ غلوہ بینی استاودہ

= ۹ ہزار گز ہاشمی (۳۲) انگشتی

= ۱۲ ہزار گز قدیم (۲۴) انگشتی

= (۵۵۴۱) اور دو ثلث متر

فرسخ مصری المتوسط

(۱۵۷) ہمدرد نے اسکا استعمال کیا ہے اور مصر کے اقالیم میں اس کا استعمال ہوا ہے۔

ہے - اوریسی

= ۴۰ غلوہ اس غلوہ سے جو در ضمیمہ میں (۱۱۱) اور غلوہ کے $\frac{1}{4}$ دفعہ داخل ہوتا ہے۔

= (۵۵۸۵۰۰) متر

فرسخ مصری کبیر

(۱۵۸) یزنج

= ۶۰ غلوه کے اس غلوه سے جو درجہ ارضیہ میں (۶۰۰) دفعہ داخل ہوتا ہے۔

= (۱۱۰۸۳۳۰) متر

غلوه

(۱۵۹) اس غلوه کو بطلیموس نے استعمال کیا تھا اس سے عربی غلوه سے عربی غلوه دینا

ارضیہ میں (۵۰۰) دفعہ داخل ہوتا ہے غلوه عربیہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ

= (۳۰۰) گز پاشمی

= (۴۰۰) گز مصری قدیم

= (۲۲۱) متر اور (۷۰) سنتی متر

دو غلوه

(۱۶۰) اور ایک غلوه مصری متعلق تھا جو درجہ ارضیہ میں (۱۱۱۱) دفعہ داخل ہوتا ہے۔

غلوه مصریہ

(۱۶۱) یہ غلوه مصریہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ درجہ ارضیہ میں (۶۰۰) دفعہ داخل

ہوتا ہے اور یہ اگرچہ عربی متعلق ہے لیکن اس کا ماخذ مصر ہے کیونکہ عربی نے کبھی درجہ ارضیہ کو قیاس نہیں بنایا۔

۱۷ دیکھو فقرہ (۱۷۶) فرسخ فارسی۔

استادہ

(۱۶۲) قدما میں تیسرے درجے اور تیسویں اور سترواں وغیرہ نے استادہ کا استعمال کیا ہے اور ان لوگوں نے اس کا نام (استادہ اولیہ) رکھا ہے اور یہ ماخوذ ہے استادہ مصریہ کی اصل روایت وغیرہ مصر سے اس کو اپنے ملک میں لے گئے تھے یہ استادہ

= (۶۰) قصبہ

= (۴۰۰) گز مصری قدیم

= (۶۰۰) قدم

= (۳۰۰) گز ہاشمی

موضعین قدیم بیان کرتے ہیں کہ ایک درجہ ارضیہ (۶۰۰) استادہ کا ہوتا ہے اُس سے مراد یہی استادہ مصریہ ہے۔

قصبہ

(۱۶۳) قصبہ کا استعمال پیمائش اطوال ارضیہ میں مصر کے اندر ہر زمانے میں پایا جاتا ہے اور ایک اطوال ارضیہ کی پیمائش میں استعمال ہے اور یہ مصر میں ذراع بلدی سے بھی زیادہ قدیم پایا جاتا ہے زمانہ فرعونہ میں بھی اس کا وجود تھا لیکن اس کی مقدار میں ہر وقت اور ہر غلطی میں تغیرات واقع ہوتے گئے۔

رومانین کے زمانہ میں ایک قصبہ (۳۸۴) متر کا تھا اور قصبہ حاکمیہ (۶) اور ایک ثلث گز یعنی (۳۸۸) متر کا تھا اُن کے بعد والی ریاستوں میں بہت تغیرات اُس میں پیدا

ہو گئے۔ ابتدائے حکومتِ جنت مکانِ محمد علی پاشا میں اسکا طول ہر ایک ضلع میں مختلف تھا بعض اضلاع میں قصبہ کا طول ۳ متر کسر سے زائد بعض میں ۴ متر تھا اس لیے پاشا نے وقف سے لے کر ایک سو چار سو اسی کے لیے بنایا اور اسکا طول (۳۵۵) متر اور ذراع بلدی (۲۵۰۹۳۳۰۰) گز قرار دیا اور وہ اب تک باقی اور معمول بہا ہے۔

باقی اور قصبہ جو مصر کی تاریخ میں پائے جاتے ہیں انکا بیان حسب ذیل ہے۔

قصبۃ الکبیرہ

(۱۶۴) فرانس کی عداوی جب تک مصر میں ہی انکے زمانے میں اسکا استعمال جمیع جہات ارضیہ اور بحریہ میں رہا چونکہ زمینات کی پیمائش اور خراج کی تحصیل اسی پر موقوف تھی اس لیے آئین بہت سے تغیرات واقع ہوئے۔

قصبہ کبیرہ کی نسبت ذراعِ بلد کے ساتھ مثل نسبت (۲۰) کے ہر (۳) کے ساتھ اور وہ

$$\bullet \quad (۶) \text{ ذراع اور دو ثلث ذراع بلد}$$

$$= (۱۰) \text{ قدم مصری}$$

$$= (۳۵۷۷۵) \text{ متر}$$

قصبہ صغیرہ

(۱۶۵) قصبہ صغیرہ مساوی ہے

$$= (۱۰) \text{ ذراع منادی}$$

$$= (۶) \text{ ذراع اور دو ثلث مقياس روضہ}$$

= (۳۶۶) متر

قصبہ ہاشمیہ

(۱۶۶) یہ قصبہ سادی ہے

= (۶) ذراع ہاشمی

= (۷) ذراع اور نوان حصہ ذراع اسود کا

= (۸) ذراع مصری قدیم

= (۳۶۹۴) متر

قصبہ مصریہ قدیمہ

(۱۶۷) = (۵) درعہ ہاشمی

= (۳۶۵۸) متر

قصبہ دیوانیہ

یا قصبۃ الرزق

(۱۶۸) یہ قصبہ

= (۳۶۸۵) متر



فصل چوتھی

منسہر کے سطحی مقادیر

فدان

یا
اورور

(۱۶۹) فدان سطحی پیمانہ ہے۔ اور زراعت کے ایک آلہ کا بھی نام ہے۔ اور اس کا اطلاق ایک جوڑی بیل پر بھی ہوتا ہے جن سے زراعت کی زمین جوتی جائے۔ بعضوں نے اس کی تفسیر سطح کی ہے کہ اس قدر زمین جو ایک ہل سے ایک دن میں جوتی جائے اس کو فدان کہتے ہیں۔ اس لفظ کی جمع۔ فدادین اور فدانہ ہے۔ فداد کا شتکار کو کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں اس کا نام اورور تھا۔ اور اہل عرب اس کو جریب کہتے ہیں اب یہ فدان مصری قدیم کے نام سے زیادہ تر مشہور ہے فدان کی مقدار میں مثل قصبہ کے امتداد زمان اور تداول ایسی سے بہت تغیرات واقع ہوتے گئے ہیں۔

قدیم زمانہ میں مصر کی زراعتی زمین اسی پیمانہ پر مزارعین کو دی جاتی تھی اور اسی کی مقدار پر ان سے لگان مالگداری وصول کیا جاتا تھا اور جب کہ دریا کے نیل کا پانی زمین سے ہٹ جاتا تھا

اسی پیانہ کے بموجب حدود نصب کیے جاتے تھے۔

پہلے چار سو قصبہ مربعہ حاکمیکہ کا ایک فدان ہوتا تھا۔ اب (۳۳۳) اور ثلث قصبہ مربعہ کا اس قصبہ سے جس کا طول (۳۵۵) متر ہے ایک فدان ہوتا ہے۔ یا یون کہ کوہ ہزار قصبہ مربعہ کے اب تین فدان بنتے ہیں۔ (محمود) زمانہ قدیم میں بر بناد قول مہر و ط کے اسکا ایک ضلع (۱۰۰) گز قدیم کا تھا یعنی یہ پیانہ دس ہزار مربع گز قدیم کا تھا اس حساب سے ایک فدان یا اور (۲۱۳۳) مربع متر کا ہوتا ہے۔

فقہانے بھی اسکی مقدار میں اختلاف کیا ہے۔

علامہ ابو السعود نے فدان کا رقبہ (۱۷۷۷۸) اور ثلث گز ذراع مساحتہ سے لکھا ہے۔

خشیہ

(۱۷۰) زمانہ قدیم میں زمینات کی پیمائش میں اسکا بھی استعمال تھا یہ ایک لکڑی ہوتی تھی جس کا طول دس گز کا ہوتا تھا اور جس سے ضلع اور در کا طول دس گز کا ہوتا ہے یہ پیانہ اُشی شمس کا ہر طرح کہ شاہان ہند نے بیگی کی پیمائش کے لیے بانس اور طناب ایجاد کیے تھے یہ خشیہ منقسم تھا تین حصوں میں ہر حصہ پانچ قدم کا۔

غسلہ

(۱۷۱) یہ بھی ایک سطحی پیانہ ہے۔ اسکو عرب اور فرس نے استعمال کیا ہے اسکی مقدار دس ہزار قدم مربع ہے۔ یعنی ایک ضلع اسکا ایک سو قدم کا ہوتا ہے جیسا کہ اور در کا ضلع سو گز کا ہوتا ہے۔ اور غسلہ ذراع ہاشمی (۶۰) گز کا ہوتا ہے جو مساوی ہے (۳۷۹۴۴) متر کے

متفرق مقادیر



(۱۷۲) اکثر مصنفین اس امر میں متفق ہیں کہ قدم مصری اور قدم رومی باہم مساوی اور دو تہائی گز کے ہوتے ہیں اور وہ مساوی ہوتے ہیں (۰.۳۰۸) متر کے۔

قدم رومانی = (۰.۳۲۹۹۰) متر

قدم سویدی = (۰.۳۲۹۹۹) متر بلا دسویس میں متعل ہے

قدم باویری = (۰.۳۴۹۱۸) متر بلا دباویر میں متعل ہے

قامتہ = (۶) قدم

فتر یعنی جٹ = ایک تہائی ذراع بلدی

• = $\frac{12}{5}$ ذراع قدیم

شبر یعنی (بالشت) = $\frac{5}{4}$ ذراع بلدی

= نصف ذراع قدیم

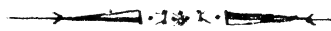
= تہائی ذراع اسلامی

۴ شبر = (۳) قدم مصری



فصل پانچویں

عبرانیوں کے مقادیر



(۱۷۳) عبرانی پیمانے میں سے ماخوذ ہیں میثاق سے ۷۷۷ سال قبل اسکاتہ لگتا ہے
پروفیسر موس نے لکھا ہے کہ قوم یہود کے زمانے میں چار قسم کے گز مروج تھے۔

پہلا = ۷ مٹھی یا (۲۸) انگلی یا (۲۰.۶۷) انچ انگریزی کا۔

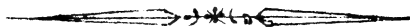
دوسرا = (۲۴.۷) انچ انگریزی کا

تیسرا = $\frac{1}{3}$ حصہ کا گز اول سے جو مساوی (۲۰.۶۷) انچ کا ہے نیز گز (مقدس) کے
وقت میں تھا اور مساوی ہے بالیونکے گز سے دیکھو فقرہ (۱۳۹)

چوتھا = (۱۸.۲۳) انچ کا

علاوہ اس کے اور ایک گز تھا جو پروفیسر رابن نے ثابت کیا ہے اس لیے اس کا نام
(رابنل کیو پٹ) یعنی رابن کا ذراع مشہور ہے۔ یہ مساوی ہے (۲۱.۸۵) انچ کے یا
(۴۳.۸) سٹرکے۔ (چیز ہولم)

اہل عرب کی تصانیف میں ذراع المقدس سے گز عبرانی مراد ہے۔

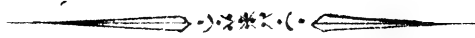


میل غری

(۱۷۴) دو ہزار درعہ غری کا ایک میل غری ہوتا ہے اور وہ مساوی ہے (۶) غلوہ مصر کا یا (۳۶۰۰) قدم مصر کا یا $\frac{1}{16}$ ۱۱۰۸ - متر کا۔

فصل چھٹی

اہل فارس کے مقادیر



(۱۷۵) فارس کا شاہی گز بالاتفاق

== (۸) مشت

== (۳۲) انگشت

== (۲۵۶۰) انچ انگریزی

== (۵۶۱۶) متر فرانسیسی

== (۲) قدم مصری

== (۱) ذراع عبرانی اور ۹

== (۱) ذراع بلدی اور ۱۵

یہ وہی گز ہے جو عرب نے فارس سے نقل کیا اور اس کا نام ذراع ہاشمی یا عتیق رکھا۔ دیکھو فقرہ (۳۷)

فرسخ فارسی

(۱۷۶) اصل میں فرسنگ ہے اہل عرب نے اُس کو معرب کر کے فرسخ کہا۔ فرسخ فارسی درجہ ارضیہ

میں (۲۵) دفعہ داخل ہوتا ہے اور وہ

= (۲۴) میل مصری

= (۴۴۳۲۸) متر

= (۲۴۰) غلوہ مصریہ سے جو درجہ ارضیہ میں (۶۰۰) دفعہ داخل ہوتا ہے۔

یہ فرسخ اغلب مشرقین اور عربین کے ہاں متعل تھا اُن سے اہل یورپ نے اس کو لیا۔ اور یہ بالضرر

مصر سے ماخوذ ہو گا کیونکہ کوئی اس کا قائل نہیں ہے کہ اہل عجم نے درجہ ارضیہ پر اپنی مقائیس

کا حساب لگایا ہو۔ (علم الدین)

کتب اہل عرب میں اس کی مقدار (۲۵) غلوہ عربیہ ہے اُن غلوات سے جو درجہ ارضیہ میں

(۵۰۰) دفعہ داخل ہوتے ہیں۔ (علم الدین)

چیز ہو لم صاحب نے فرسخ فارسی کا طول (۴) میل انگریزی یا (۶۳۴) کیلو متر کا لکھا ہے۔

فصل ساتویں

یورپ و ایشیا کے متفرق مقادیر



(۱۷۷) تورات و انجیل میں جہاں طولی اکائی کا ذکر ہے وہ ذراع انسانی سے تعبیر کی گئی

ہے اور اسکی مقدار طول

== (۶) مٹھی

== (۲۴) انگلی ہے

قدیم ہندوؤں کے ہاں بھی طولی اکائی کو ہست یعنی ذراع الانسان کہتے ہیں اور اسکا طول بھی وہی (۲۴) انگلی بیان کرتے ہیں۔ ذراع المصری القدیم کا طول اور ذراع فرعون کا بھی جو کلدان سے ماخوذ ہے اسقدر ہی جیسا کہ اوپر ہم ثابت کر آئے ہیں اور اس کی تائید مین علی پاشا مبارک اور محمود بک مصری اور صاحب دائرۃ المعارف المصریہ اور چیز ہولم صاحب یہ سب متفق ہیں۔

ان مباحث کے ضمن میں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ کل اہل ادیان و مذاہب کے اور تمام صحائف آسمانی کے مقادیر ایک ہیں چنانچہ اہل اسلام کا ذراع شرعی بھی اُن تمام مذاہب و کتب سماوی کے مطابق ہے۔

اس لیے جمیع اہل عقل و رائے کے مقادیر کا ماخذ وہی مذہبی طولی اکائی قرار پاتی ہے جسکو ہم نے ہر جگہ اپنے اپنے موقع پر اس رسالہ میں بیان کیا ہے۔ اور جو ہر مقام پر ادرہ مذہب میں باہم متحد پائی گئی ہے اور جسکو حسب رائے محمود بک مصری ذراع طبعی کہنا مناسب تر ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں یہ ہوا ہے کہ بعض اقوام نے قدیم حدیثاً مذہبی گزروں کو مضاعف کر کے ہی استعمال کیا ہے چنانچہ قدیم قوموں سے مصریوں اور عبرانیوں (یہودیوں) کے مضاعف گزرا سب سے ہیں اور اس وقت لندن کے عجائب خانہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

(۱۷۸) فی الحال جو انگریزی گز (یارڈ) مستعمل ہو وہ درحقیقت مصری اور عبرانی گزوں کا مضاعف ہے۔ اور انگریزی فوٹ مصری اور عبرانی گزوں کے یکے کے برابر ہے (جز ہولم) پُرانی تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ قوم روما عبرانی اور مصری گزوں کا مضاعف استعمال کرتی تھی (جز ہولم)

قوم گریک کا فوٹ بھی مثل انگلش فوٹ کے مصری گز سے ماخوذ ہے اور وہ

$$= \frac{1}{2} \text{ مصری گز کے}$$

$$= (12 \frac{1}{4}) \text{ انچ کے}$$

$$= (30.8) \text{ متر کے}$$

قوم اٹلی نے گریس سے یہ پیمانہ اخذ کیا اور انہوں نے اُس کا نام (یونی سی) رکھا اور اُس کے بارہ حصے کر کے ہر ایک حصہ کا نام (آس) رکھا اہل انگلینڈ نے اٹلی سے اخذ کر کے (آس) کا نام انچ رکھا ہے (جز ہولم)

(۲۵) روما فوٹ مساوی ہیں (۲۴) گریک فوٹ کے روما کا فوٹ بعض مقامات میں اب تک دستیاب ہوتا ہے۔ ہر ایک فوٹ قریباً (۱۱.۶۵) انچ کا یا (۲۹.۶) ملی میٹر کا ہوتا ہے اس وقت تمام (یورپ) میں جو فوٹ اور انچ مستعمل ہیں وہ سب (روما) اور (گریک) سے ماخوذ ہیں اور جو اختلاف ہے وہ بہت ہی خفیف اور ناقابلِ توجہ ہے اور ایسا اختلاف ہر ایک پادشاہ کے وقت میں ہوتا گیا ہے۔ (جز ہولم)

(۱۷۹) فرانس میں جو فوٹ استعمال کیا جاتا ہے اُس کا نام (پڈورائی) ہے

پادشاہ شہارلمین کے پانوں کا ناپ لیا گیا تھا اور اس کو فوٹ کی اکائی قرار دیا گیا تھا۔

فرانس میں متر کی ایک ادبہ ہونے تک اس کا استعمال رہا۔

یہ $= (۱۲۰۷۸۹)$ انچ کے یا (۰.۳۰۴۸) متر کے

پیروشس کا فوٹ $= (۱۲.۳۶)$ انچ

چین کا چدیا فوٹ $= (۱۴۱۰)$ انچ

روس کا درشاہ $= (۲۸)$ انچ

اسٹریا کا کلا فٹر $= (۷۴.۶۶)$ انچ

فرانس کا ٹوئیس $= (۷۶.۶)$ انچ



نوان باب

خاص حیدرآباد کے مقادیر



(۱۸۰) دکن جب تک خود مختار نہ تھا بلکہ سلطنت دہلی کا تابع تھا اور دکن میں یا دکن کے کسی حصہ مفتوحہ میں انتظام کے لیے دہلی سے مال مقرر ہو کر آتے تھے اور ان مال کا نقب کبھی دیوان کبھی صوبہ ہوتا تھا ایسے ہر ایک زمانہ میں عموماً دکن کے مال اپنی اسناد میں دہلی کے بادشاہ وقت کے مقادیر کا استعمال کرتے تھے۔ اور اسی غرض سے ہم نے باب (۳) میں شاہان دہلی کے مقادیر کے ساتھ انکی تاریخ ایجاد بھی بیان کر نیکی کوشش کی ہے تاکہ اگر کسی سند میں مطلق مقادیر بلا کسی قید کے لکھی ہو تو یہ سمجھا جائے کہ تیلخ تحریر سند میں جو بادشاہ اُس وقت دہلی میں منصب تھا اُسی کا گزراؤ ہے لیکن مال سلف کی عادت بیشتر یہ پائی جاتی ہے کہ وہ مقدار مطلق نہیں لکھتے بلکہ گزراؤ یا گز بادشاہی وغیرہ وغیرہ کی قید جیسی صورت ہو عبارت سند میں لگا دیا کرتے ہیں چنانچہ بہت سے ایسے اسناد عہد حکومت عالمگیر و محمد شاہ بادشاہ ہند کی دیکھی گئی ہیں جن میں مقادیر گزراؤ سے بیان کی گئی ہیں۔

الغرض جس سند میں مقدار ساتھ بقیہ قسم لکھی ہو وہ اُسی قید کے ساتھ مقید سمجھی جاوے گی لیکن جب کسی سند میں کوئی قید کسی قسم کے گز کی ہو تو مقدار اُس عہد کے بادشاہ دہلی کے گز ہی ہونی چاہیے

جو تحریر سند کے وقت فرمان روا ہو۔

(۱۸۱) گزریں جن اسناد میں تحریر ہو وہ گز اس عہد کے پادشاہ دہلی کا سمجھا جائے گا جو اس

سند کی تحریر کے وقت تخت نشین ہو (جن کا بیان ہم نے باب (۳) میں مفصل کیا ہے)۔

(۱۸۲) فقرات صدر اُن اسناد سے متعلق سمجھے جائیں گے جو کہ شہنشاہ دہلی یا اُن کے

کسی عامل مقتدر نے زمینات دکن کی بابت تحریر کی ہوں اور اسی قسم کی اسناد فی زمانہ ملک

حیدرآباد میں زیادہ پائی جاتی ہیں۔

لیکن اُن مقادیر کے متعلق جو سلاطین دکن نے (خواہ وہ ظوائف الملوک کی زمانہ کے یا

اُس کے پہلے یا مابعد کے ہوں) استعمال کیے ہوں اس مجموعہ میں کافی بیان نہیں ہے۔

میں چاہتا تھا کہ سلاطین دکن کے مقادیر کو بھی تاریخی سلسلہ کے ساتھ ضبط شہان

دہلی کے مقادیر کو لکھا ہے اس مجموعہ میں لکھوں لیکن دوستوں کے شدید تقاضے نے

اُس کے پورے کرینکی مہلت ندی اور یہ مجموعہ چھپوانا پڑا اور چونکہ سلاطین دکن کے مقادیر

اُس قدر کارآمد و کثیر الاستعمال نہیں ہیں جس قدر کہ سلاطین ہند کے ہیں اس لیے اس مجموعہ

کی تکمیل اُنکے ذکر پر بوقوف نہیں خیال کی گئی۔

اگر وقت فرصت دے اور زمانہ مہلت اور ناظرین اس رسالہ کے ساتھ دلچسپی ظاہر کریں

تو میں اُن مقادیر کو بھی طبع ثانی میں شامل کر دوں گا انشاء اللہ تعالیٰ و برہنہ ستین۔



فصل پہلی

قلمرو حیدر آباد دکن کے طولانی مقدار فی زمانتا ہذا



(۱۸۳۳) فی زمانتا قلمرو حیدر آباد میں مساحات کی طولانی اکائی کی مقدار ۲ ہاتھ ہے جو مساوی ہے گز جہانگیری (۴۸) انگشتی سے دیکھو فقرہ (۶۰)

اس لیے یہ گمان ہو سکتا ہے کہ یہ پیمانہ گز جہانگیری سے ماخوذ ہے لیکن اس سے زیادہ قوی وجہ یہ گمان کرنے کی ہے کہ اس پیمانہ کو مسلمانان دکن نے ذراع شرعی سے اخذ کیا ہے کیونکہ یہ گز ذراع شرعی (۲۴) انگشتی کا مضاعف ہے اور نیز جبکہ ہندوؤں کی طولانی اکائی یعنی ہتھ تقریباً شرعی گز کے برابر اور موجودہ گز حیدر آبادی کا مضاعف ہے اس لیے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ حیدر آباد کا گز قدما کے ہندو کے گز سے ماخوذ ہے۔

لیکن اصلی مقدار کو مضاعف کر کے اسکا نام گز کہہ لیا گیا ہے۔ چنانچہ فی الحال ہندوؤں کی قوم میں بھی انکو اصلی گز یعنی (۱) ہاتھ کے مضاعف کو (۱) گز کہتے ہیں اسی طرح کہا جاسکتا ہے کہ حیدر آباد کے مسلمانوں نے اپنے مذہبی ذراع کو مضاعف کر کے اسکا نام گز رکھ لیا ہو مقدار کی تاریخ پر غور کرنے سے اور ہمارے اوپر کے بیانات خصوصاً نمبر (۷۷) و (۷۸)

پڑھنے سے ظاہر ہوگا کہ اکثر اقوام نے یہ عمل کیا ہے مثلاً مصریوں اور عبرانیوں اور رومانیوں

نے بعض اوقات اپنے گزروں کو مضاعف کر کے بھی استعمال کیا ہے چنانچہ بعض اُنکے
ایسے مضاعف گزرا سوقت دستیاب ہوئے ہیں۔

غرض کہ اس وقت حیدر آباد میں (۲) ہاتھ کو ایک گز کہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ پیمانہ قواعد علمیہ پر
بنی نہیں ہے اور نہ کبھی اسکو علمی قواعد پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی اس لیے اسکا استعمال
نہایت نامناسب اور غیر قابل اطمینان طریقہ پر جاری ہے۔

(۱۸۴) سردست حیدر آباد میں ہاتھ کی پیمائش میں حسب ذیل اختلافات عموماً پائے جاتے ہیں
گنتی کی ہڈی سے بیچ کی انگلی کے سرے تک کو ایک ہاتھ اور ایسے دو ہاتھ کو واکرتیر
ہیں۔ گنتیں کنٹی کی ہڈی سے سبب یعنی انگشت شہادت تک کو ایک ہاتھ اور کتبی انگشت بھر
تک کو ایک ہاتھ اور کتبی انگشت خنصر تک کو ایک ہاتھ کہتے ہیں اور ایسی ہر دو دو ہاتھ کو ایک گز شمار کرتے ہیں
یہ سب تقادیر اس وقت حیدر آباد میں عموماً معمول و مروج ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ اختلافات
حقوق عامہ میں کس قدر باعث عین فاحش ہو سکتے ہیں علاوہ مذکور الصدراختلافات کے
وہ اختلاف ہے جو ایک شخص کے ہاتھ سے دوسرے شخص کے ہاتھ میں خلقی اور طبعی طور پر
ہوا کرتا ہے۔ اس لیے کافر عیاد و برایا سے اس فخر کا موقع کرنا سرکار پر واجب ہے۔

(۱۸۵) جس طرح سکہ اور اسٹامپ ملک کے لیے گورنمنٹ کو لازم میں شمار کیے جاتے
ہیں اسی طرح پیمانے اور اوزان بھی سرکاری ٹھہروں نشان سے معنون ہونا چاہئیں تاکہ اُن
میں کوئی کمی و زیادتی کا موقع نہ ہو۔ اس کے لیے دو کام کرنے ہوں گے پہلے اس
امور کا قرار دیا کرنا چاہیے کہ قلم و سرکار نظام میں طولی اکائی کیا ہوگی۔ دوسرے اُس قرار داد

کے مطابق چن پیمانے تیار کر کے خزان سرکاری میں محفوظ رکھنے چاہئیں تاکہ ضرورت کے وقت مقیاس محفوظہ کے ساتھ مقایسہ مروجہ ملک کی جانچ کی جایا کرے۔

امراول کے لیے میری رائے میں چونکہ یہ اسلامی سلطنت ہرگز شرعی (۱۸) انچ کے ضعف یعنی (۳۶) انچ کو طولانی اکائی قرار دینا چاہیے۔ کیونکہ یہ مقدار گز جہانگیری اور گز ہندو اور گز انگریزی اور گز شرعی سب کے مطابق ہوگی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

اور چونکہ فی الحال قلم و سرکار عالی میں گز انگریزی زیادہ مروج ہو گیا ہے اور پیمائش و بندوبست ارضی میں زیادہ تراسی کا استعمال ہو رہا ہے یہ مقدار اس کے مخالف بھی ہوگی۔

انگریزی گز کی مقدار طول قرار دینے میں علمی طور پر جو اختلافات ہوئے ہیں اور باوجودیکہ ایک زمانہ دراز تک بحثوں کا سلسلہ انگلستان میں جاری رہا لیکن کوئی قطعی فیصلہ اسکی نسبت اب تک نہیں ہوا ہے اسکا کافی بیان اس رسالہ کی باب (۶) فقرہ (۱۰۷) کے پڑھنے سے معلوم

ہو گیا ہوگا انگلستان کی کمیٹی نے بعد مباحث بسیار پر و فیسہ برطو کی یہ رائے منظور کی تھی کہ

انگریزی گز (۲۵۰۰۰۰۰۰۰۰) انچ کا قرار دیا جائے۔ لیکن ہیکو اسکی بیروی کرنا ضرور نہ ہوگا بلکہ

کسور اعشاریہ کو حذف کر کے (۳۶) انچ کو طولانی اکائی قرار دینا کافی اور مناسب ہوگا۔ کیونکہ

یہ مقدار جس طرح مروجہ انگریزی گز کے برابر ہے اس طرح اسکو گز شرعی گز جہانگیری اور قدیم

گز ہندوانی کے بھی برابر کہہ سکتے ہیں کیونکہ جو فرق ان مقادیر میں ہے وہ بہت ہی باریک

اور ناقابل التفات ہے اور ایسا ہے کہ عام لوگ اسکو سمجھ نہ سکتے۔

امردوم کے لیے بہتر ہوگا کہ سرکار عالی انگلستان میں فرمائش بھیج کر کسی ایسے لائق و فائق کا گز

سے جس کے پاس باریک آلات ہوں اور وہ علمی طریقہ پر محکم استعمال کر سکتا ہو وہ لوگ پلانٹم کے مساوی (۳۶) انچ کی تیار کرائی۔ اگرچہ آسین کچھ زیادہ روپیہ صرف ہوگا۔ لیکن چونکہ یہ پیمانے بطور معیار کے خزانہ سرکار میں محفوظ رکھے جائیں گے اس لیے آسین جو کچھ صرف ہوگا اسکو زیادہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ لوہا اور پتیل رنگ خوردہ ہو کر جلد خراب ہو جاتا ہے اور معیار بننے کی قابلیت نہیں رکھتا جبکہ یہ اگر حسب منشاء تیار ہو کر آجائیں تو اس کے مطابق چند گزیمان تیار کر کے اور اس پر سرکار آصفیہ کا نشان تمغہ نقش کر کے تقسیم کر دینا چاہیے تاکہ قلم و سرکار کے ہر معمورہ اور ہر مقام میں اس کے مطابق یکساں عمل جاری رہے اور موجود اختلافات رفع ہو جائیں اس کے بعد اگر کوئی اسکا خلاف کرے اور آسین کی پیشی کا مرتکب ہو تو حسب قانون فوجداری اسکو سزا دی جائے جب تک ایسا نہ کیا جائیگا تب تک صرف قانون میں جرم کی تعریف اور سزا کا معین کر دینا جیسا کہ اب تک ہوا ہے اسناد و جرایم کیلئے کافی نہیں ہو سکتا۔ اور نیز ضرور ہوگا کہ آئندہ ہمیشہ کے لیے پیمانوں کی نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ہر معمورہ اور ہر صدر مقام میں ایک ایک وارڈن (محافظ) مقرر کیا جائے لیکن اس کام کے لیے جدید عمدہ وارڈن کا تقرر ضرور ہوگا بلکہ موجودہ عمدہ داران مال یا عدلت سے اسکا اہتمام کسی کے تفویض ہو سکتا ہے اور اسکے لیے ایک دستور العمل بنایا جائے جس میں طریق تصدیق مقادیر اور حدود ان اسقام کو جو پیمانوں میں ایک معتدل حد تک روکا کنہی کے قابل ہوں اور مقدار ان رسوم کا جو واسطے تصدیق اور ثبت علامت تصدیق کے ادا کرنا ہوگا۔ اور اقتدار وارڈن کے ان آلات مساحت کے توڑوینے اور ناقابل استعمال

کر دیکھئے بابت جو انکی دانست میں ناقابل استعمال اور غیر مستحق تصدیق ہوں وغیرہ قواعد ضروری بہ تفصیل بیان کیے جائیں۔

(۱۸۶) اثنائے تحریر رسالہ ہذا میں جب کہ میں حیدر آباد کے مروجہ گزروں کی تحقیق کر رہا تھا تو بازار تھگرکٹی کے پارچہ فروشوں کے پاس سے چند ادہ گزے لوہے کے مجھے ملے جن پر (سرکار آصفیہ) کے الفاظ منقوش ہیں انکو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا تھا کہ سرکار سے پیمانوں کا کافی اہتمام ہو چکا ہے۔ لیکن انکو باہم ملا کر دیکھتے ہی نہایت تا سفس اور حیرت ہوئی کہ اس قدر فاحش اور بڑے اختلاف ان پیمانوں میں ہے کہ وہ کسی حال میں نیک نیتی پر محمول نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہوتا ہے کہ جو الفاظ (سرکار آصفیہ) اُپر منقوش ہیں وہ ہرگز سرکار کے طرف سے نقش نہیں کیے گئے ہیں غرض کہ میں نے جو اختلافات اُن چند ادہ گزروں میں پائے حسب ذیل ہیں۔

پہلا ادہ گزہ (۱۶) انچ کا تبا جاسے (۱۸) انچ کے گویا ایک گز میں (۴) انچ کم ہے
دوسرا (۱۶ ۱/۲) انچ کا ایضاً (۱۶ ۱/۲) انچ کم ہے
تیسرا (۱۵) انچ کا ایضاً (۱۵) انچ کم ہے
اور بہت سے ایسے ادہ گزے بھی پائے گئے جو ٹھیک (۱۸) انچ کے ہیں۔ یہ اختلافات صرف چند پیمانوں کے دیکھتے سے دریافت ہوئے ہیں اگر کل بازار کے دیکھے جائیں تو غالباً اور بہت اختلافات پائے جائیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس بازار کے پارچہ فروشوں کے پاس (۱۸) انچ کے اور نیز (۱۶) اور (۱۵) انچ کے ادہ گزے ہیں اور وہ اُن کو موقع

موتبع پر استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اگر سرکار اس امر کو قرار واقعی دریافت فرمانا چاہتے ہوں تو زیادہ احتیاط کے ساتھ ان کے جعلی پیمانے کو غفلت کرنے چاہئیں ورنہ وہ عموماً پہلے (۱۸) اینچ کا پیمانہ پیش کرتے ہیں۔

کوس

(۱۸۷) حیدر آباد میں ماگسٹریٹ کا گناہ کے کوس اور ملک مرہٹواری کے کوس باہم مختلف ہیں۔ عموماً تمام کوس چوڑا اور مرہٹواری کا بڑا ہوتا ہے۔ فوجی کوس کے قرار دو میں بڑے اختلافات ہیں۔ اس وقت حیدر آباد میں عموماً دو فیل انگریزی کا ایک کوس شمار کیا جاتا ہے۔ میل انگریزی کا طول (۱۷۹۰) گز انگریزی ہے اس لیے حیدر آباد کا کوس (۵۲۰) گز کا ہوتا ہے۔

فصل دوسری

• قلمرو حیدر آباد دکن کے سطحی متقاویر فی زمانہ

بیگہ

(۱۸۸) حیدر آبادی بیگہ کار قبیلہ اسبقدر ہے جو کہ مسلمان پادشاہان ہند میں عموماً تھا

۱۷۰۰ فٹشی احمد علی العزیز صاحب نے اعظم العظیات نے ایک میل = (۸۹۰ بیگہ یا ۹۴۰) ایکریاں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف صاحب نے صرف مقدار سطحی اور مقدار خطی کا فرق بالکل سمجھا نہیں جو کہ ان کی غلطیات ۱۲۰ فٹ

یعنی ہر ضلع اسکا (۶۰) گز کا ہوتا ہے جسکے (۳۶۰۰) گز مربع ہوتے ہیں دراصل یہ اہل اسلام کا مذہبی پیمانہ ہے جو کہ کتب فقہ میں جریب کے نام سے مشہور ہے لیکن فرق اس قدر ہے کہ کتب مذہبیہ میں جریب کے گز شرعی ہیں اور اسلامی سلاطین ہند میں ہر ایک پادشاہ کے عہد میں اُس پادشاہ کے ایجاد کیے ہوئے گز سے بیگہ کا شمار ہوتا ہے حیدر آباد میں یہاں کے مروجہ گز سے جو دو ہاتھ کا ہے بیگہ کا رقبہ (۳۶۰۰) گز مربع ہوتا ہے۔

پانڈ۔ یا

بام

(۱۸۹) پانڈ اور بام ایک ہی پیمانہ کے دو نام ہیں۔ یہ سطحی پیمانہ ہے اسکا رقبہ (۱۸۰) مربع گز کا ہوتا ہے ایسے (۲۰) پانڈ یا بام کا ایک بیگہ مساوی (۳۶۰۰) مربع گز کا ہوتا ہے۔

ایکر

(۱۹۰) یہ انگلش سطحی پیمانہ ہے جو کہ فقرہ (۱۱۴) رسالہ ہدایہ پیمانہ انگریزی گز کے ساتھ دکن میں آیا ہے اور اپنے اصلی رقبہ یعنی (۴۸۴۰) گز مربع پر اسکا استعمال حیدر آباد کے قلمرو میں ہوتا ہے گز وہی حیدر آبادی دو ہاتھ والا ہے چونکہ یہ گز اور انگریزی گز (یارڈ) قریب قریب مساوی ہیں اور جو فرق ہو وہ نہایت باریک ہے ایسا کہ عامۃ الناس اسکو سمجھ نہیں سکتے اس لیے ایکڑ کے رقبہ میں حیدر آبادی گز کا استعمال کچھ مخالف اثر پیدا نہیں کرتا۔

روڈ

(۱۹۱) یہ بھی ایک انگریزی سطحی پیمانہ ہے۔ ایکڑ کی چوتھائی کو روڈ ویاڈ معروف کرتے ہیں

اور (۱۲۱۰) گز مربع کا ہوتا ہے یا یوں کہو کہ چالیس مربع پول کا ایک مربع روڈ ہوتا ہے۔ یہ پیمانہ حیدرآباد میں انگریزی ایکڑ کے ساتھ آیا ہے۔

پول

(۱۹۲) یہ بھی ایک انگریزی پیمانہ ہے اس کی خطی مقدار $5\frac{1}{4}$ گز ہے راڈ اور سرج بھی اسی کے نام ہیں اس کا سطحی رقبہ $(30\frac{1}{4})$ مربع گز کا ہوتا ہے۔ انگریزی مفادیر کے ساتھ یہ بھی حیدرآباد میں مربع ہوا ہے۔

گنٹہ

(۱۹۳) سطحی پیمانہ ہوا ہے (۱۲۱) گز مربع کا ہوتا ہے ایکڑ میں گنٹہ (۴) دفعہ داخل ہوتا ہے۔

متن

(۱۹۴) حیدرآباد کا سطحی پیمانہ ہے (۹) بیگہ کا ایک متن ہوتا ہے یا (32000) گز کا یہ متن فی زمانہ حیدرآباد میں مربع ہے۔ خافنجان نے لکھا ہے کہ (۸) بیگہ کا ایک متن اور دس متن کا ایک آوت صوبہ برار میں ہوتا ہے لیکن قلم و حیدرآباد میں یہ مربع نہیں ہے۔ اور نیز خافنجان نے لکھا ہے کہ دکن میں چار بیگہ کا ایک پرتن اور (۲۰) پرتن کا ایک آوت ہوتا ہے اس کا رواج بھی اس وقت قلم و حیدرآباد میں نہیں ہے۔

ناگر

(۱۹۵) قلم و حیدرآباد کا یہ بھی ایک سطحی پیمانہ ہے (۱۸) بیگہ کا ایک ناگر ہوتا ہے جس کے (40000) گز مربع ہوتے ہیں۔

چاور

(۱۹۶) حیدر آباد میں یہ بھی ایک سطحی پیمانہ ہے (۱۲۰) یگی کا ایک چاور ہوتا ہے جس کے (۴۳۲۰۰۰) گز مربع ہوتے ہیں۔

اب میں اس بحث کو اس اعتراض کے ساتھ ختم کرتا ہوں کہ جیسا چاہیے تھا مجھے یہ کام پورا نہ ہو سکا لیکن مجھ جیسے ناچیز کے لیے یہ فخر کیا کم ہے کہ اس شکل کا خاکہ میرے قلم سے کینچر یا ہیرا ب جہان کین اس میں خال و خط اور زیب و زینت کی ضرورت ہوگی اس کو میرے اولوالعزم معاصرین پورا کر لیں گے۔

هذا ما اتفق لجمعه في اواخر شهر جمادى الثانية سنة الف وثلاثمائة
واثنتي عشرة من الهجرة النبوية على صاحبها الف تحية - وانا العبد الضعيف
المتوكل على الفرد الصمد غلام محمد احمد علي حيدر آبادي
غفر الله له

بِالْخَيْرِ

مقادیر متذکرہ رسالہ ہذا کی فہرست برتیب حروف تہجی

۱۔ نام پیمانہ	۲۔ تہجی	۳۔ مقدار	۴۔ تہجی	۵۔ کیفیت
الف				
۱۔ اُنجل	اہل اسلام	طولی	۴ جو	۳۳ ۲۰
۲۔ مُنجل	قبایلی ہنود	"	۸ جو	۴۹ ۸۹
۳۔ اصبح	اہل عرب	"	۴ جو	۳۳ ۲۰
۴۔ انج	انگریزی	طولی	۳ جو	۱۰۹ ۹۸
۵۔ اندازہ	اہل عرب	"	۰	۳۵ ۲۳
<p>ہندوؤں کے نزدیک جو کو مراد پوست کنہ ہے۔</p> <p>ابن عربیؒ کا تصنیف کتب میں</p> <p>(۳) جو طول میں رکمہ کر</p> <p>جوڑے جائیں اور مع</p> <p>پوست ہوں۔</p> <p>جزیرہ عرب میں ذراع شرعی</p> <p>(۲۴) انگشت کی کو لفظ ذراع</p> <p>سے تعبیر کرتے ہیں باقی</p> <p>اور تمام گزوں کو جو وہاں مروج</p> <p>ہیں یا موسوم ہیں غیر ملکی</p>				

ب۔	نام پیمانہ	تہذیب و تمدن	صورت یا سطح	مقدار	بہا	کیفیت
						تاج پرنس ساتھ لائے ہیں اعلام تہذیب میں انکو رواج دیتے ہیں اہل کلا کو انکا کشتہ ہیں۔
۶	انسوات	اہل ہند	سطحی	پتوانسہ کا دیسوان ^{حجمہ}	۷۶	۶۲
۷	آوت	"	"	(۸۰ بیگہ)	۷۷	"
۸	ایل	انگریزی	طولی	۵ کوارٹر	۱۱۳	۹۹
۹	ایل	فرانسیسی	"	۶ کوارٹر	"	"
۱۰	ایکر	انگریزی	سطحی	۲۸۴ مربع گز	۱۱۴	۱۰۰
						یہی پیمانہ اپنی اصلی مقدار کے ساتھ حیران کیا ہو کہ میں نہیں شامل ہے و دیگر فیہ کتاب ۱۵۳۔
۱۱	آر	فرانسیسی	سطحی	(۱۰۰) متر مربع	۱۳۵	۱۱۸
۱۲	استادہ	کلدانی	طولی	۶ پاتھون	۱۳۷	۱۲۲
۱۳	استادہ اولینیہ	مصر	"	۶۰۰ گز مصری قدیم	۱۶۲	۱۴۶

ردیف	نام چانه	جنس	مقدار	بها	کیفیت
۱۳	اورور	مس	سطحی	۱۴۵	۱۳۹
۱۵	اوده گزه	میدرآبادکن	طولی	۱۸۶	۱۵۲
ب					
۱۶	باز	اهل عرب	طولی	۴۱	۲۹
۱۷	باز	قاز	"	۴۴	۳۰
			نرنگشت تک		
			کی مسافت -		
۱۸	باشت	اهل هند	"	۴۴	"
۱۹	باع	اهل اسلام	"	۴۸	۳۱
۲۰	بام	اهل هند	"	۴۸	"
۲۱	بام	حیدرآبادکن	سطحی	۱۸۹	۱۵۶
۲۲	بسود	اهل هند	طولی	۵۱	۳۵
۲۳	بسود	"	سطحی	۵۴	۴۱
۲۴	بسوانسه	"	"	"	"
۲۵	بسوانسی	ممالک خرمی هند	"	۹۴	۸۲

ب۔	نام چمانہ	کمر کا پیمانہ	جانب پر سطحی	مقدار	پیمانہ	کیفیت
۲۶	بانس	اہل ہند	طولی	۴۰ گز	۶۳	۵۴
۲۷	بانس	مہاراجہ بی ہند	طولی	۳- گز آلتی	۹۲	۸۳
۲۸	بیگہ	اہل ہند	سطحی	(۳۶۰۰) گز مربع	۷۶	۶۱
۲۹	بیگہ سکندری	"	"	(۳۶۰۰) مکسر گز سکندری	۸۰	۶۶
لائیل صاحب کی تحقیقات کے بموجب بیگہ سکندری زراعت میں (۲۲۰۶) گز سکندری کا اور باغات میں (۵۵۰۰) گز سکندری کا سہ						
۳۰	بیگہ باری	اہل ہند	سطحی	(۳۶۰۰) مکسر گز باری	۸۱	۶۷
۳۱	بیگہ آلتی	"	"	(۳۶۰۰) مکسر گز آلتی	۸۶	"
۳۲	بیگہ انعام داران	"	"	(۵۴۰۰) مکسر گز آلتی	۸۳	۶۹
۳۳	بیگہ لائیل خفا	"	"	(۹۳۷۱) مربع گز	۸۳	۷۵
۳۴	بیگہ جہانگیری	"	"	(۳۶۰۰) مکسر گز جہانگیری	۸۳	۷۹
۳۵	بیگہ شاہجہانی	"	"	(۳۶۰۰) مکسر گز شاہجہانی	۸۵	"
۳۶	بیگہ رعیتی	"	"	(۱۲۰۰) مکسر گز	۸۶	"

ب۔	نام سپاہ	سکس کھانہ	مقام	ب۔	کیفیت
۳۷	سیگہ خرد	اہل ہند	سطھی (۱۱۰۰) مکسرگز	۸۷	۷۹
۳۸	بیگہ دفتری	"	" (۳۶۰۰) مکسرگز	۸۷	۸۰
۳۹	بیگہ گٹھ	"	" (۲۹۱۶) مکسرگز	۸۸	"
۴۰	بیگہ آبی	مالک بنی	" (۲۰) بسوانی	۹۳	۸۴
۴۱	بیگہ پنجاب	پنجاب	" (۴) کنال	۹۵	۸۶
۴۲	بیگہ	بھٹی	سطھی (۲۰) پٹ	۹۵	۸۷
۴۳	بیگہ	ہندوانی	" (۵۴۰۰) مربع گز	۱۰۲	۹۲
۴۴	بیگہ	انگریزی	" (۴۸۴۰) گز مربع	۱۱۴	۱۰۰
۴۵	بیگہ	حیدرآبادی	" (۳۰۰۶) مربع گز حیدرآبادی	۱۸۸	۱۵۳
۴۶	بیگہ بنگالی	اہل بنگال	" ۲۰ کوٹھہ	۹۱	۸۳
۴۷	بیگہ (۷)	"	" (۳) مش	۹۰	۸۲
۴۸	بالاک	قدما سی ہندو	" (۸) رج	۹۹	۸۹
پ					
۴۹	پرتن	اہل ہند	سطھی چار بیگہ	۷۷	۷۲

بالاک سنکرت میں بال
کے سر کو کہتے ہیں۔

کتاب	نام سپاہیہ	مقدار	کیفیت
۵۰	پڑا	۹۱	۸۳
۵۱	پودیکا	۹۲	"
۵۲	پیسہ	۹۳	۸۵
۵۳	پیس	۱۱۲	۹۹
۵۴	پنٹ	۹۷	۸۷
۵۵	پول	۱۱۰	۹۸
۵۶	پول	۱۱۲	۱۰۰
۵۷	پیرج	۱۱۰	۹۸
۵۸	پیرج	۱۱۲	۱۰۰
۵۹	پام	۱۱۲	۹۹
۶۰	پتھر	۱۳۷	۱۲۲
۶۱	پرانگ	"	۱۲۲
۶۲	پڑواری	۱۷۹	۱۴۴

تدم کو کہتے ہیں

یہ اپنی اصلی حالت پر
حیدر آباد کنین سبھی متصل
ہے دیکھو نمبر کتاب ۱۵۷

لفظی ترجمہ اسکا بتائی ہو

فرخ کو کہتے ہیں

فرانس کو کہتے ہیں

نمبر	نام پیمانہ	میں کیا چیز ہے	مقدار	کی قیمت
۴۳	پانڈ	حیدر آبادی	(۱۸۰) مربع گز حیدر آبادی	۱۸۹ ۱۵۶
ت				
۴۳	تسو	اہل چند	طوبلی	۲۵۰ ۵۱
۴۵	تسوان	"	سطحی	۹۱ ۷۶
۴۶	تچان	"	"	" "
۴۷	تست	قدیم ای ہنود	طوبلی	۹۰ ۱۰۱
			انگوٹے سے چھوٹی	
			انگلی تک کی فٹ	
۴۸	تال	"	"	"
			انگوٹے سے انگلی تک کی فٹ	
			تک کی مسافت	
ط				
۴۹	ٹوئیس	فرانس	طوبلی	۱۳۷ ۱۵۹
			(۷۲۷) اینچ	
ج				
۷۰	جَو	اہل اسلام	طوبلی	۳۲ ۲۰
			(۷) بال خچر کی دم کے	
			اہل بیت کے نزدیک جتہ کے حنفیہ	
			کو پتہ گستر میں صفحہ ۳۶-۱۰۱	
			اہل شیعہ کے نزدیک	
			۳۲ کا ایک آنکھ مہتاب ہے	

کفیت	مقدار	نام پیمانہ	طولی	مقدار	کفیت
۸۹	۹۹	جو	قدما می ہندو	طولی	(۸) ٹروک
۸۲	۹۰	جو جن	اہل بنگال	=	۴ گردش
۹۰	۱۰۰	جو زن	قدما می ہندو	=	۸ گردش
۳۳	۵۰	جریب	اہل اسلام	سطحی	(۳۴۰۰) مکسر گز
۵۴	۶۳	جریب	=	طولی	(۶۰) گز طولی
۸۳	۹۲	جریب	ممالک مغربی ہند	=	(۲۰) بانس (ممالک مغربی)
۸۵	۹۴	جریب (پنجابی)	پنجاب	=	۱۰ کرم
۹۸	۱۱۱	جریب انگریزی	انگریزی	طولی	(۲۲) گز انگریزی
بج					
۷۹	۷۷	چادر	دکن	سطحی	(۱۲۰) بیگہ
۸۰	۹۱	چٹاک	اہل بنگال	=	(۴) کا پنجا
۸۱	۹۷	چوہر	بھٹی	=	(۲۰) روکھ
۸۲	۱۷۵	چد	چین	طولی	(۱۴۱۰) لانچ
ح					
۸۳	۵۲	حب	اہل ہند	طولی	طسوج کا حصہ دوم

کینیت	ت	ت	مقد	مقد	مقد	مقد	مقد
خ							
۸۶	خطوط	اہل عرب	طولی	ڈیڑہ گز عامہ	۳۵	۳۰	
۸۵	خام	اہل ہند	"	سوا سکا پڑیوان حصہ	۵۱	۳۴	
۸۴	خردل	"	"	جو کا چٹا حصہ	۵۲	۲۸	
۸۳	خشہ	مصر	سطحی	(۱۰۰) گز مربع	۱۰۰	۱۴۰	
د							
۸۸	در	عام	طولی	۲۴۰ - فٹ	۳۴	۲۱	
۸۷	دہانو	اہل بنگال	"	(۴) ہاتھ	۹۰	۸۲	
۹۰	دہین	قدما ہی ہندو	"	"	۱۰۰	۸۹	لفظی ترجمہ اسکے قوس پر
۹۱	دہنک	"	"	"	"	"	
۹۲	دہرم تار	ہندو	"	۵ کٹہ	۱۰۲	۹۱	
۹۳	دیس می تر	فرانسیسی	"	دسواں حصہ متر کا	۱۲۳	۱۱۲	
۹۴	دیکھا متر	"	"	دس متر	۱۲۵	۱۱۳	
ذ							
۹۵	ذره	اہل ہند	طولی	تمام کا چوبیسواں حصہ	۵۱	۳۶	وہ مقدار جس کے اعتبار سے
				یا قطر کا بارہواں حصہ	۵۲	"	لفظ ذراع ہی ہوسکتا ہے

نمبر	نام پیمانہ	تیس کا پیمانہ	طولی ہے یا سطحی	مقدار	نمبر	کیفیت
						ترجمہ لفظ گز سے کر کے اُنکو حرف کاف میں درج کیا ہے۔
۹۶	روکہ	بھبھی	سطحی	۶ بیگہ بھبھی کے	۹۷	۸۷
۹۷	رین	قدما ہی ہندو	طولی	برج کا دسواں حصہ	۹۸	۸۸
						رین کو عربی زبان میں ہباء کہتے ہیں یعنی باریک ذرہ گرد کا۔
۹۸	سج	"	طولی	۱۰ رین	"	۹۹
۹۹	رام	"	"	(۳) اُنگل ہندو دانی	"	۸۹
						اسکو عربی میں قبضہ اور ہندی میں مٹھی اور انگریزی میں پام کہتے ہیں۔
۱۰۰	راڈ	انگریزی	"	۵ ۱/۴ گز	۱۱۰	۹۸
۱۰۱	روڈ	"	سطحی	ایکڑ کا چوتھا حصہ	۱۱۳	۱۰۰
						یو او معروف یہ سید آباد دکن میں ہی متعل ہے دیکھو نمبر کتاب ۱۵۶

ب۔	نام پیمانہ	کروڑ پائیہ	مقدار	بہا	کیفیت
ز					
۱۰۲	زنجیر	اہل ہند	طولی	۴۰ گز	۵۳ ۶۳
ش					
۱۰۳	ثروک	قربانی ہندو	طولی	۸ لیک	۸۹ ۹۹
س					
۱۰۴	سنوہی	ملاک مغربی	سطحی	(۲۴۴۵۰۲۵) مربع انچ	۸۳ ۹۳
۱۰۵	سپین	انگریزی	طولی	(۹) انچ	۹۹ ۱۱۲
۱۰۶	سنٹی متر	فرانسیسی	=	دسواں حصہ دینی تھرا	۱۱۲ ۱۲۲
۱۰۷	سنٹیار	=	سطحی	سواں حصہ آرکا	۱۱۹ ۱۳۵
ش					
۱۰۸	شبر	عرب	طولی	انگشت خنصر سے	۳۲ ۴۴
۱۰۹	شبر مصری	مصری	=	نصف ذراع قدیمی	۱۴۱ ۱۷۲
۱۱۰	شعیرہ (جو)	اہل اسلام	=	۴ بال خچر کے	۳۲ ۴۹

نام پیمانہ	کتاب پیمانہ	طولی یا عرضی	مقدار	بہا	کیفیت
ط					
۱۱۱	طسوج (تیمو) اہل ہند	طولی	گڑکا چومیسوان حصہ	۵۱	۳۵
۱۱۲	طسوانسہ	"	طسوج کا چومیسوان حصہ	۵۱	"
۱۱۳	طتاب باری	"	۴۰ گڑ باری	۶۳	۵۴
۱۱۴	طتاب اکبری	"	۵۰ گڑ آئی	"	"
۱۱۵	طتاب انگریزی	"	(۲۲) گڑ انگریزی	۱۱۵	۵۵ ۱۰۰
ع					
۱۱۶	عسلہ	مصر عرب و فرس	(۱۰۰۰) قدم مربع	۱۷۱	۱۴۰
غ					
۱۱۷	غلوہ عربیہ	عرب اہل اسلام	(۲۰۰) گڑ شرعی	۴۲	۲۹
۱۱۸	غلوہ	مصر	(۴۰۰) گڑ مصری قبیہ	۱۵۹	۱۳۳
۱۱۹	غلوہ	"	بر حاشیہ	۱۶۰	"
۱۲۰	غلوہ	مصریہ	"	۱۶۱	"
درجہ ارضیہ میں (۱۱۱۱) فوٹہ داخل ہوتا ہے۔ درجہ ارضیہ میں (۶۰۰) فوٹہ					

نمبر	نام سپاہ	مقام	بہا	کیفیت
				داخل ہوتا ہے۔
ف				
۱۲۱	فوت	گریک	طولی	۱۲۶ (۱۲۶) لانچ
۱۲۲	فوت	اطلی	"	" " " " " " " "
۱۲۳	فوت	فرانس	"	۱۲۹ (۱۲۹) لانچ
۱۲۴	فوت	پروش	"	۱۳۶ (۱۳۶) لانچ
۱۲۵	فوت	چین	"	۱۴۱ (۱۴۱) لانچ
۱۲۶	فوت	انگریزی	"	۱۰۹ (۱۲) لانچ
۱۲۷	فوت	روما	"	۱۳۷ (۱۱۷) لانچ انگریزی
۱۲۸	فرسخ متوسط	مصری	"	۱۵۷ (۵۵۸۵۰۰) متر
۱۲۹	فرسخ کبیر	"	"	۱۵۹ (۱۱۰۲۳۰) متر
۱۳۰	فرسخ فارسی	اہل فارس	"	۱۵۶ (۲۲ میل مصری)
۱۳۱	فرسخ	اہل عرب	"	۲۰ (۳ میل)
۱۳۲	فرسخ	مصری صغیر	"	۱۵۶ (۳ میل ہاشمی)
۱۳۳	فرسخ صحیح	عرب	"	" " " "

متر	نام سپاہ	تاریخ	مقدار	بیمہ	کیفیت
۱۳۴	فدان	مصری	طولی	۱۶۹	۱۴۰
۱۳۵	قتر	"	طولی	۱۷۲	۱۴۱
۱۳۶	قتر	اہل عرب	"	۴۳	۳۰
			انگشت سیابہ و اہنام		
			کی درسیانی و سمعت		
۱۳۷	فلس	اہل ہند	طولی	۵۲	۳۶
			خردل کا یا رہو جان حصہ		
۱۳۸	قتیلہ	"	"	"	"
			فلس کا چٹا حصہ		
۱۳۹	فیدم	انگریزی	"	۱۱۰	۹۸
			۴ فیٹ		
۱۴۰	فلانگ	"	"	"	"
			(۴۰) پول		
ق					
۱۴۱	قیراط	اہل اسلام	"	۳۳	۲۰
۱۴۲	قبضہ	"	"	۳۴	۲۱
۱۴۳	قدم	"	"	۴۶	۳۰
			ہر شری کا ساتواں حصہ		
۱۴۴	قدم	فرعونی	"	۱۴۱	۵۴
			(۴۰) انگل		
۱۴۵	قدم	روما	"	۱۴۷	۱۲۸
			(۵۸۷۲۶) انچ انگریزی		
۱۴۶	قدم	مصری	"	۱۷۲	۱۴۰
			(۰.۶۳۰.۸) متر		

یہ اصطلاح علم فقہ کی ہے

نمبر	نام سپاہ	کتابت و تاریخ	مقدار	تعداد	کیفیت
۱۴۷	قدم رومی	مصری	طولی	۱۴۲	۱۴۱
۱۴۸	قدم رومانیہ	"	"	"	"
۱۴۹	قدم سویدی	بلاد سوید	"	"	"
۱۵۰	قدم باویری	بلاد باویرا	"	"	"
۱۵۱	قامت	اہل اسلام	"	۴۷	۳۰
۱۵۲	قامت	مصر	"	۴۲	۱۴۲
۱۵۳	قولاج	اہل فارس	"	۴۸	۳۱
۱۵۴	قطمیر	اہل ہند	"	۵۲	۳۶
۱۵۵	قصبہ	مصر	"	۱۶۳	۱۳۶
۱۵۶	قصبہ رومانیہ	رومانیہ	"	"	"
۱۵۷	قصبہ حاکمہ	مصری	"	۱۶۳	"
۱۵۸	قصبہ الکبیرہ	"	"	۱۶۴	۱۳۷

فرائض کی عملداری میں مصر کے اندر اسکا استعمال
 جمیع جہات ارضیہ و بحریہ میں رہا۔

ردیف	نام پسمانه	کلمه تفریق	کلمه تفریق	مقدار	بیمه	کیفیت
۱۵۹	قصیده مصریه	مصری	طولی	(۳۶۶) متر	۱۴۵	۱۳۷
۱۶۰	قصیده شامیه	"	"	(۳۶۹۴) متر	۱۴۶	۱۳۸
۱۶۱	قصیده قدیه	مصر	"	(۳۶۵۸) متر	۱۴۷	"
۱۶۲	قصیده دیونیه	"	"	(۳۶۸۵) متر	۱۴۸	"
۱۶۳	قصیده الرزق	"	"	"	"	"
ک						
۱۶۴	کرده سکنجری	اهل هند	طولی	(۳۶۰۰) گز سکنجری	۹۴	۵۵
۱۶۵	کرده بابری	"	"	(۴۰۰۰) گز بابری	۹۵	"
۱۶۶	کرده اکبری	"	"	(۵۰۰۰) گز آلکی	۹۶	۵۶
۱۶۷	کرده جهانگیری	"	"	(۵۰۰۰) گز جهانگیری	۹۷	"
۱۶۸	کرده شاهجهانی	"	"	(۵۰۰۰) گز شاهجهانی	۹۸	۵۷
۱۶۹	کرده نچست	"	"	(۴۰۰۰) گز بابری	۹۹	۵۸
۱۷۰	کرده جریبی	"	"	"	"	"
۱۷۱	کرده عرفی	"	"	مختلف	۷۰	"
۱۷۲	کرده مالوه راجپوت	"	"	(۵۴۰۰) گز	۷۱	"

ردیف	نام پیمانہ	تاریخ پیمانہ	مقدار	نوع پیمانہ	کیفیت
۱۷۳	کرودہ گجرات	طولی	(۲۰۰۰) گز	۵۹	۷۲
۱۷۴	کرودہ گاد	"	"	"	"
۱۷۵	کرودہ بنگالہ	"	مختلف	"	۷۳
۱۷۶	کرودہ دہلیہ	"	"	"	"
۱۷۷	کرودہ دکن	"	(۳۱۴) جریب	"	۷۴
۱۷۸	کرودہ (حیدرآبادی) حیدرآباد	"	۲ میل انگریزی	۱۵۳	۱۸۷
۱۷۹	کرودہ ہندوستان	"	(۲۰۰۰) ڈنڈ	۶۰	۷۵
۱۸۰	کرودہ پنجاب	"	۱۳ جریب	۸۵	۹۴
۱۸۱	کرودہ	"	(۲۵) نل	۹۰	۱۰۰
۱۸۲	کرودہ	"	(۲۰۰۰) دہانوک	۸۲	۹۰
۱۸۳	کا پانچما	سطحی	۵ مربع ہاتھ	"	۹۱
۱۸۴	کوٹھہ	"	(۴) پوٹا	۸۳	"
۱۸۵	کچوانسی	"	(۳۱۲، ۳۰، ۳۱) مربع فٹ	۸۴	۹۳
۱۸۶	کرم	طولی	(۱۰) کرم کا ایک جریب	۸۵	۹۴
۱۸۷	کنال	سطحی	(۲۰) مرلہ	"	۹۵

نمبر	نام پیمانہ	مقدار	طولی یا سطحی	کیفیت
۱۸۸	کاٹھی	بیبئی	طولی	۹۶ ۸۶
۱۸۹	کاٹھی	گجرات	"	" "
۱۹۰	کاٹھی مربع	بیبئی	سطحی	۹۷ ۸۷
۱۹۱	کانی	مدرا س	"	۹۸ ۸۷
۱۹۲	کنک	قدما ی ہندو	طولی	۱۰۱ ۹۰
۱۹۳	کرب	"	"	" "
۱۹۴	کٹہ	ہندو	"	۱۰۲ ۹۱
۱۹۵	کیوبٹ	انگریزی	"	۱۱۲ ۹۹
۱۹۶	کوارٹر	"	"	۱۱۳ "
۱۹۷	کڑمی	"	سطحی	۱۱۵ ۱۰۰
۱۹۸	کیلومتر	فرانسیسی	طولی	۱۲۵ ۱۱۳
۱۹۹	کلا فٹر	اسٹریہ	"	۱۷۹ ۱۴۷

کپڑے ناپنے کا پیمانہ ہے

ب۔	نام سپاہ	تیم گزینہ	مقدار	تیم	کیفیت
گ					
۲۰۰	گز شرعی	اہل عرب	طولی	(۲۲) انگل	۳۵ ۲۱
۲۰۱	گز کرپاس	"	"	"	" "
۲۰۲	گز مکسرہ	"	"	"	" "
۲۰۳	گز عامہ	"	"	"	" "
۲۰۴	گز عرب	"	"	"	" "
۲۰۵	گز شری	"	"	"	" "
۲۰۶	گز دست	"	"	(۲۸) انگل	۳۴ ۲۳
۲۰۷	گز نلک	"	"	"	" "
۲۰۸	گز کسرے	"	"	"	" "
۲۰۹	گز زیادہ	"	"	"	" ۲۴
۲۱۰	گز ہاشمی	"	"	(۳۲) انگل	۳۷ "
۲۱۱	گز عتیق	"	"	"	" ۲۵
۲۱۲	گز ہنداسہ	"	"	"	" "
۲۱۳	گز عمل	"	"	"	" "

کثفیت	بہا	بہا	مقدار	طولی	کثفیت	نام پیمانہ	بہا	
یہ اصلی طول ہر گز آلہی کا	۳۷	۲۵	(۳۲) انگل	طولی		اہل مصر و مصر	گزنجار	
	۵۵	۴۰	"	"		اہل ہند	گز سکندری	
	۵۶	۴۱	(۳۶) انگل	"	"	"	گز بابری	
	۵۷	۴۲	(۴۶) انگل	"	"	"	گز آلہ شاهی	
	۵۸	۴۳	(۴۱) انگل	"	"	"	گز آلہی	
	"	"	(۳۳) انچ انگریزی	}			گز آلہی	
	"	"	(۳۲ و ۵۵) انچ انگریزی			بریلی بلن شہر اگرہ وغیرہ میں		
	"	"	(۳۳ و ۶) انچ انگریزی	}			گز آلہی	
	"	"	(۴۱) انچ انگریزی			بنارس گزات وغیرہ میں		
	"	"	"	}			گز آلہی	
						اورنگ آباد میں شاہ برہان الدین		
						اولیاء قدس کے مزار پر منتقوش ہے		

نمبر	نام سپاہ	تعداد	مقدار	نوع	کیفیت
۲۲۲	گزارائی	۹۲	۸۳	انچ (۳۳)	یہ اصلی مقدار طول گزارائی کا ہے
۲۲۳	گوزجا نگری	۴۰	۴۸	انچ (۴۸)	
۲۲۴	گوزشا جہنی	۶۱	۵۰	انچ (۴۲)	
۲۲۵	گوزبادشاہی				
۲۲۶	گوزرسی	۶۲	۵۳	مختلف	
۲۲۷	گوزانگریزی	۱۰۹	۹۸	فیٹ (۳)	
۲۲۸	گوزفریسی		۱۱۴	انچ (۳۹، ۳۷، ۳۵)	
۲۲۹	گوزبابک میردو	۱۳۸	۱۲۰	انچ (۳۱)	
	کے زمانہ میں				
۲۳۰	گوزدوسر بابک		۱۳۹	انچ (۴۷، ۴۵، ۴۳)	
۲۳۱	گوزکلمانی		۱۴۰		
۲۳۲	گوزجسربانی				
۲۳۳	گوزسلطانی				
۲۳۴	گوزفرعون (فرعون)		۱۴۱	انچ (۴۳، ۴۱، ۳۹)	
۲۳۵	گوزفرعون (دوسری)		۱۴۲	انچ (۴۷، ۴۵، ۴۳)	

بج	نام پیمانہ	نوع و کیفیت	مقدار	بج	کیفیت
۲۳۶	گزر طبعی	مصری	طولی	(۲۴) انگل	۱۲۴ ۱۲۶
۲۳۷	گزر مصری قلم	مصری	"	"	" "
۲۳۸	گزر شاہی	"	"	(۲۸) انگل	۱۲۵ ۱۲۷
۲۳۹	گزر بلدی	"	"	(۵۸۲۶) متر	۱۴۶
۲۴۰	گزر رومی	ابن مصر	"	(۲۴۳۴) متر	۱۲۸ ۱۴۷
۲۴۱	گزر رومانیہ	"	"	"	" "
۲۴۲	گزر میناسہ	مصری	"	(۳۲) انگل	۱۴۸
۲۴۳	گزر معمار	"	"	(۴۰) انگل	۱۲۹ ۱۴۹
۲۴۴	گزر مقیاسی	"	"	(۵۳۹) متر	۱۵۰
۲۴۵	گزر نیل	"	"	"	" "
۲۴۶	گزر مامونیہ	مصر	"	(۵۱۹۶) متر	۱۵۱ ۱۳۱
۲۴۷	گزر اسود	"	"	"	" "
۲۴۸	گزر اسلام پوٹی	"	"	برعاشیہ	۱۵۲ ۱۳۲
۲۴۹	گزر عربانی (داول)	عبرانی	"	(۲۸) انگل	۱۴۳ ۱۳۲

یہ گزر فی عبدی و ایک تائی

اُسکی اوزن نیلتر پڑا ہے

ب۔	نام پیمانہ	تکسیر	طولی ہے یا کجی	مقدار	بج (ب۔)	کیفیت
۲۵۰	گزخبرانی (دوم)	عبرانی	طولی	(۲۳۷۷) انج	۱۴۳	۱۴۲
۲۵۱	گزعبرانی (سوم)	"	"	(۲۰۷۷۷) انج	"	"
۲۵۲	گزعبرانی (چہارم)	"	"	(۱۸۶۲۲) انج	"	"
۲۵۳	گز رابنسل	"	"	(۲۱۷۸۵) انج	"	"
				.		
۲۵۴	گز مقدس	"	"	"	"	"
				.		
۲۵۵	گز فارسی	اہل فارس	"	(۳۲) انگل	۱۴۵	۱۴۳
۲۵۶	گز توریت	اہل توراہ	"	(۲۴) انگل	۱۴۷	۱۴۴
۲۵۷	گز انجیل	اہل انجیل	"	"	"	"
۲۵۸	گز حیدر آبادی	حیدر آبادی	"	(۴۸) انگل	۱۸۳	۱۵۰
۲۵۹	گشتہ	"	سطحی	(۱۲۱) مربع گز حیدر آبادی	۱۹۳	۱۵۷

پروفیسر رابن نے اسکو
ثابت کیا ہے اس لیے
اسکا نام رابنسل کیوریٹ
مشہور ہے۔

تصانیف اہل عرب میں
ذراع المقدس سے بھی
ملا ہے۔

نمبر	نام پیمانہ	پیمائش	طریقہ	مقدار	نمبر	کیفیت
۲۴۰	گلی	مد راس	سطحی	ستوان حصہ کانی کا	۹۸	۸۰
۲۴۱	گوکرن	قدما ہی ہنود	طولی	انگوٹھی سے انگشت بصر	۱۰۱	۹۰
				تک کی مسافت		
۲۴۲	گمان	پنجاب	سطحی	(۲) بیگہ	۹۵	۸۵
۲۴۳	گام	اہل فارس	طولی	خطوہ (ڈیڑہ گز)	۲۵	۳۰
ب						
۲۴۴	لاجی	ترہٹ	=	۹ پیم فیٹ	۹۲	۸۳
۲۴۵	لیک	قدما ہی ہنود	=	۸ بالاک	۹۹	۹۸
						عربی زبان میں اسکو صواب
						کتنے میں اردو میں جون
						کے اندے۔
۲۴۶	لیگ	انگریزی	=	(۳) میل	۱۱۰	۹۸
۲۴۷	لاین	"	=	$\frac{1}{16}$ انچ	۱۱۲	۹۹
م						
۲۴۸	مٹھی	اہل ہند	=	(۴) انگل	۳۳	۲۱
۲۴۹	مشت	بنگل	=	"	۹۰	۸۲

بہار	نام سپاہیہ	مقام	کیفیت
۲۷۰	میل (شرعی) اہل عرب	طولی	(۴۰۰۰) گز شرعی
۲۷۱	میل (عرب)	"	"
۲۷۲	میل (ہاشمی)	"	"
۲۷۳	میل (انگریزی) انگریزی	"	(۸) فرلانگ
۲۷۴	میل (جغرافیہ) انگریزی	"	۱/۴ حصہ درجہ کے
۲۷۵	میل (روما) روما	"	(۱۰۰۰) قدم رومانیہ
۲۷۶	میل (مصری) مصری	"	(۴۰۰۰) گز
۲۷۷	میل (رومی) مصر	"	(۴۰۰۰) گز قدیم
۲۷۸	میل (عبری) عبری	"	(۶) غلوہ مصریہ
۲۷۹	مرسلہ اہل عرب	"	(۱۶) میل
۲۸۰	منزل	"	"
۲۸۱	منوانسی	ممالک ہندوستانی	سببائی کا بیسواں حصہ
۲۸۲	مرلہ پنجاب	"	(۲۰) مربع کرم
۲۸۳	مونی مدراس	"	چوبیسواں حصہ کافی یعنی (۶۴۰۰) مربع انگریزی گز کا

نمبر	نام پیمانہ	کمی و قیاسی	تقدار	نمبر	کیفیت
۲۸۴	متر	فرانسیسی	طولی	۱۲۰	ایک جزو سببہ منجملہ دس بلین اجزاء کے جو ربع دائرہ نصف النہار میں ہوتے ہیں یا = (۳۹۳۷۰۰۰۰) انچ انگریزی۔
۲۸۵	میلیمٹر	=	=	۱۲۳	ہزار دان حصہ مرکب یا = (۰.۳۹۳۷) انچ انگریزی
۲۸۶	میر یا متر	=	=	۱۲۵	(۱۰۰۰۰) متر
ن					
۲۸۷	نفیر	اہل ہند	طولی	۵۲	فتیلہ کا چٹا حصہ
۲۸۸	نقن	=	سطحی	۶۲	(۸) بیگہ
				=	(۹) بیگہ

ب۔	نام پیمانہ	کس کا پیمانہ	طولی یا سطحی	مقدار	ب۔	ب۔	کیفیت
۲۸۹	ٹل	قدما ہی ہنڈ	طولی	(۴۰) دھن	۱۰۰	۹۰	
۲۹۰	نیل	انگریزی	=	$\frac{1}{4}$ انچ	۱۱۳	۹۹	کپڑا ناپنے کا پیمانہ ہے
۲۹۱	نقن	حیدر آباد	سطحی	(۹) بیگہ حیدر آبادی	۱۹۲	۱۵۷	
۲۹۲	ناگر	=	=	(۱۸) بیگہ	۱۹۵	=	
و							
۲۹۳	وجب	اہل عرب	طولی	انگشت خنصر سے	۴۲	۳۰	
				نرنگشت تک کی فٹ			
۲۹۴	دنت	بیبی	=	(۹) انچ	۹۶	۸۶	
۲۹۵	ورشاک	روس	=	(۲۸) انچ	۱۷۹	۱۴۷	
د							
۲۹۶	ہبہاء	اہل اسلام	=	ذرہ کا آٹھواں حصہ	۵۲	۳۶	
۲۹۷	ہیم	=	=	ہبہ کا دوسرا حصہ	=	=	
۲۹۸	ہاتھ	اہل بنگالہ	=	(۲) بیگہ	۹۰	۸۲	

کیفیت	پیمائش	مقدار	طولی سے پیمائش	تاسم پیمانہ	پیمائش
	۸۹	۹۹	(۲۲) انگل ہندوئی	قداسی ہند	۲۹۹ ہٹ
یہ گھوڑے ناپنے کا پیمانہ ہے۔	۹۸	۱۱۲	(۴) انچ	انگریزی =	۳۰۰ ہاتھ
	۱۲۲	۱۳۷	(۲۱) انچ انگریزی	=	۳۰۱ ہاتھ
	۱۲۳	۱۴۱	(۲۲) انگل	=	۳۰۲ ہاتھ
	۱۰۱	۱۱۷	(۱۰۰) ایکر	سطحی	۳۰۳ ہائیڈرانٹ
	۱۱۳	۱۲۵	(۱۰۰) متر	طولی	۳۰۴ ہیکٹومتر
	۱۱۹	۱۳۵	(۱۰۰) آر	سطحی	۳۰۵ ہیکٹار
		ی			
	۱۰۱	۱۱۷	(۱۰۰) ایکر	=	۳۰۶ ہائیڈرانٹ
بالخامیہ					

فقرہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	فقرہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
۱۵	تعریف انگل - انگشت - اصبع	۱۶	۳۰	تعریف درجہ عرض بلد و درجہ طول بلد	۱۸
۱۶	تعریف متر	..	۳۱	مسلمان باوشاہان ہند کے خطبات	..
۱۷	تعریف آر	بعد الموت	..
۱۸	تعریف یارڈ		
۱۹	تعریف فوٹ		
۲۰	تعریف انچ		
۲۱	تعریف کیوبٹ	..	۱۷		
۲۲	تعریف جریب - بانس - طناب		
۲۳	بیگہ - انگریزی جریب	..	۳۲	جو	۲۰
۲۴	تعریف بیگہ	..	۳۳	اصبع یعنی انگل	..
۲۵	تعریف ایکڑ - انگریزی بیگہ	..	۳۴	قبضہ - درجہ	۲۱
۲۶	تعریف خط استوا	..	۳۵	گز شرعی - ذراع الکرباس - ذراع کمر	..
۲۷	تعریف عرض بلد	..	۳۶	ذراع عامہ - ذراع العرب - ذراع الفزل	..
۲۸	تعریف نصف النہار	..	۳۷	گز مساحت ذراع الملک - ذراع کمر	۲۳
۲۹	تعریف طول بلد	..	۳۸	ذراع زیادہ	۲۴
			۳۹	گز غمی - ذراع عقیق - ذراع ہند	..

دوسرا باب

شرعی مقادیر

فصل پہلی خطی پیمانوں کے بیان میں
گز سے چھوٹے پیمانے

صفحہ	خلاصہ مضمون	نقرہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	نقرہ
	فصل دوسری طلی بیانو کو کیا نہیں		۲۵	ذراع العمل - ذراع التجار -	
۳۳	جریب	۵۰		گز سے بڑے پیمانے	
	تیسرا باب		۲۶	میل شرعی - میل عرب - میل ہاشمی	۳۸
	مسلمانان ہند کے مقادیر		۲۸	مرحلہ	۳۹
	فصل سہن طلی بیانو کے بیان میں		"	فرسخ	۴۰
	گز سے چھوٹے پیمانے		۲۹	برید	۴۱
۳۵	بسوہ - طسوج - طسوانتہ - خام	۵۱	"	غلوہ عربیہ -	۴۲
۳۶	ذرہ -		۳۰	متفرق پیمانے	
	تسو - جبہ - جو - خردل - فلس - فینیلہ	۵۲	"	فتر	۴۳
"	نقیہ - قطمیر - ذرہ - ہبار - ہبیمہ		"	شبر - وجب	۴۴
۴۰	مسلمانوں کی تاریخ ہند میں کب سے	۵۳	"	خطوہ	۴۵
	شروع ہوتی ہے -		"	قدم	۴۶
	ابتدائے حکومت مسلمانان ہند سے	۵۴	"	تاتہ	۴۷
	یعنی خاندان غزنویہ سے اوائل خاندان		۳۳	باغ -	۴۸
	لودہیمہ یعنی ۵۹۲ھ ہجری تک ہند میں		۳۴	مقادیر شرعیہ خطیہ کا بیان	۴۹
			"	عربی نظر میں -	

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ
۵۶	کرودہ اکبری - - - - -	۶۶	شرعی مقادیر کا رواج رہا ہے اور		
"	کرودہ جہانگیری - - - - -	۶۷	اُس کے دلائل - - - - -	۳۷	
۵۷	کرودہ شاہجہانی یا بادشاہی - - - - -	۶۸	گزسکندری سنہ ہجری سے	۴۰	۵۵
۵۸	کرودہ پختہ یا جری - - - - -	۶۹	سنہ ۹۹۳ ہجری تک - - - - -		
"	کرودہ عرفی - - - - -	۷۰	گزباری سنہ ۹۱۲ ہجری سے	۴۱	۵۶
"	کرودہ مالوہ - - - - -	۷۱	گزاکبر شاہی سنہ ۹۶۳ ہجری سے	۴۲	۵۷
۵۹	کرودہ گجرات کرودہ گاؤ - - - - -	۷۲	سنہ ۹۹۳ ہجری تک - - - - -		
"	کرودہ بنگالہ کرودہ دھپپہ - - - - -	۷۳	گز آلہی سنہ ۹۹۳ ہجری سے اب تک	۴۳	۵۸
"	کرودہ دکن - - - - -	۷۴	شامان ہند کے ایجادات - - - - -	۴۷	۵۹
۶۰	کرودہ ہندوانی - - - - -	۷۵	گز جہانگیری سنہ ۱۱۲۷ ہجری سے اب تک	۴۸	۶۰
	فصل دوسری سطحی پیمانہ کو بیان میں		گز شاہجہانی سنہ ۱۱۳۳ ہجری سے اب تک	۵۰	۶۱
	بیگہ سے چھوٹے پیمانے		گز رسی - - - - -	۵۳	۶۲
۶۱	بسوہ - بسوانہ - تسوانہ - تپوانہ	۷۶	گز سب سے بڑے پیمانے		
	انسوانہ - - - - -	"	جریب - - - - -		۶۳
	بیگہ سے بڑے پیمانے		کرودہ سکندری - - - - -	۵۵	۶۴
۶۲	پرتن - آوت - تن - ناگر - چادر -	۷۷	کرودہ بابرہ - - - - -	"	۶۵

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ
	خاص میں۔۔۔۔۔		۷۲	بیگہ ہند کا ماحذ فقہ اسلام ہے	۷۸
	فصل پہلی بنگال کے طولی پیمانے		۷۳	ابتداءے سلطنت اہل اسلام ۱۹۲۲ء	۷۹
۸۲	جو۔ انگل دشت۔ بیگیت۔ ہاتھ	۹۰		تک ہندوستان میں شرعی بیگہ	
	دہانوں۔ کروں۔ جو جن۔			تھا اور اسکے دلائل۔۔۔۔۔	
	فصل دوسری بنگال کے سطحی پیمانے		۷۷	بیگہ سکندری۔۔۔۔۔	۸۰
۸۳	ہات کا پنجا۔ چوٹیا۔ پوٹا۔	۹۱	۷۸	بیگہ بابری۔۔۔۔۔	۸۱
	کوٹھہ۔ بیگہ۔۔۔۔۔		۷۹	بیگہ الہی۔۔۔۔۔	۸۲
	فصل تیسری مالک مغربی کے طولانی پیمانے		۷۹	بیگہ انعام داران۔۔۔۔۔	۸۳
۸۳	الہی گز۔ بانس۔ حریب۔ شہر۔ طریسیہ	۹۲	۷۹	بیگہ جہانگیری۔۔۔۔۔	۸۴
	پودیکا اور شہر تربہ میں لاجی۔			بیگہ شاہجہانی۔۔۔۔۔	۸۵
	فصل چوتھی مالک مغربی کے سطحی پیمانے			بیگہ رعیتی۔ بیگہ خورد۔۔۔۔۔	۸۶
۸۴	منوانی۔ سیوانی۔ کچانسی۔ مینوسی	۹۳	۸۰	بیگہ دفتری۔۔۔۔۔	۸۷
	فصل پانچویں پنجاب کے طولانی پیمانے			بیگہ گٹھ۔۔۔۔۔	۸۸
۸۵	پیسہ۔ ہاتھ۔ کرم۔ حریب۔ کوس	۹۴		چوتھا باب	
	فصل چھٹی پنجاب کے سطحی پیمانے			ہندوستان کی بعض مختص المقام عداۃ	
	مریچ کرم۔ مرلہ۔ کنال۔ بیگہ۔ گمان۔	۹۵	۸۱	اگر شہید یا بکے تقادیر عام تھے اور یہ	۸۹

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ
	مقائیس بنائے کا قاعدہ - تست			فصل ساتویں بھٹی کو طو لانی پیمانے	
۸۹	کشک - گوکرن - تال - کرب -		۸۶	اونت - کاٹھی	۹۶
	فصل دوسری سطحی پیمانہ کو بیان میں			فصل آٹھویں بھٹی کے سطحی پیمانے	
۹۲	کتہ - دہرم تار - بیگہ -	۱۰۲	۸۷	مین کاٹھی - پنڈ - بیگہ - روکھہ چھوڑ	۹۷
	چھٹا باب			فصل نویں سراس کے سطحی پیمانے	
	انگریزی مقادیر		۸۸	سونی - کلی - کافی -	۹۸
	فصل پہلی قدیم تاریخ - ...			پانچواں باب	
۹۳	انگریزی طولی اکائی کا ماخذ اور اس کی تاریخ -	۱۰۳		قدمائے ہندو کے مقادیر	
	قانون مصدرہ پارلیمنٹ انگلستان			فصل پہلی خطی پیمانہ کو بیان میں	
۹۵	باب۱۸۲۶ء کا منشور -	۱۰۴		گز سے چھوٹے پیمانے	
	مقادی کی تحقیق کے لیے کیٹیوین		۸۸	رین - برج - بالاگ - نیک -	۹۹
۹۶	کے اجلاس اور انکی سرگزشت	۱۰۵		ٹروک - جو - اسکل - رام بہت	
	پنڈولم کا قاعدہ -	۱۰۶		گز سے بڑے پیمانے	
	پرو فیسر کن کی رائے کا قاعدہ پنڈولم	۱۰۷	۸۹	دھن - دھنک - نلی - کرکوش - چوڑن	۱۰۰
				ہندو کی نزدیک ہاتھ کی انگلیوں پر	۱۰۱

فقہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	فقہ	خلاصہ مضمون	صفحہ
	انگریزی سیکل اور اس سے چھوڑ پیمانہ			کی نسبت اور پروفیسر رڈ کی منظوری	
۱۰۰	ایک - رڈ - پول - برج ...	۱۱۴	۹۷	رائے انگریزی گز کی بابت ...	
	دوسرا طریقہ انگریزی سیکل			فصل دوسری خطی پیمانوں کی پیمائش	
	معلوم کرنیکا			یارڈ اور اس سے چھوٹی پیمائش	
	طنباب - کڑی - ایک لاکھ مربع کڑی	۱۱۵	۹۷	یارڈ - فوٹ - انچ - انچ کے تقاسیم	۱۰۸
	کایکر -		۹۸	جو - انچ - فیت -	۱۰۹
۱۰۱	مربع فٹ - مربع گز - مربع پول وغیرہ -	۱۱۶		یارڈ سے بڑے پیمانے	
	پیمانے جو زمین کے کام			فیم - رڈ - پول - پچ - فز لانگ	۱۱۰
	میں آتے ہیں			میل - لیگ -	
	یارڈ آف لینڈ - ہائیڈ آف لینڈ -	۱۱۷		جریب - میل -	۱۱۱
	ساتواں باب			گھوڑے ناپن کا پیمانہ - پام سپین	۱۱۲
	فرانسیسی مقادیر			کیوبک فٹ - پیس - جغرافیہ کا میل -	
	فصل پہلی قاعدہ متر کی تاریخ		۹۹	لائین -	
۱۰۲	متر کی تعریف	۱۱۸		کپڑے ناپنے کے پیمانے	
	متر کی ترجیح دیگر مقادیر پر اور اس کے دلائل	۱۱۹		انچ - نیل - کوآرٹر ایل - فرانسیسی ایل	
				فصل تیسری سطحی پیمانوں کی پیمائش	

صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	فقہہ
۱۱۳	طریقہ اور اس کے مقامی مراتب -	۱۲۰	جو مقدار میر تر سے پہلی فرانس میں تھے
۱۲۷	قسم قسم کے متر تیار کیے جانا سہولت	۱۲۱	ان کی تحقیق اور تبدیل کے لیے
"	استعمال کے لیے -	"	کمیشنوں کا منعقد ہونا اور اس کی
۱۱۴	متر کی کمی اور درازی کی بابت قانون	۱۲۲	سرگزشت اور مٹر کی تیاری -
۱۲۹	متر کا قیاس انگل او ہتیلی وغیرہ	"	متر کے متعلق علمی قرارداد -
"	کے ساتھ -	"	متر کی تیاری علمی قرارداد کو موجب
۱۱۵	متر کی تطبیق درجہ ارضیہ کے ساتھ	۱۲۳	متر کا اجراء انگلینڈ میں اور اس کے
۱۳۱	فرانسیسی مقدار خطیہ کی تطبیق انگریزی	"	متعلق کمیشنوں کا تقرار اور ان کی
"	مقادیر خطیہ کے ساتھ -	"	سرگزشت - اور متر کا مقابلہ
"	فصل تیسری -	۱۰۸	انگریزی گز کے ساتھ -
"	متر کے سطحی مقادیر	"	فصل دوسری متر کے خطی مقادیر
۱۱۶	مربع متر اور اس کے تقاسیم -	"	متر کے چھوٹے حصے
۱۱۸	بڑے مربع بنانے کا طریقہ -	۱۱۲	متر کے تقاسیم اور اس کے اصطلاحات
۱۳۴	سطح ضرور زمین سے کہ ہمیشہ مستوی	"	متر سے بڑے حصے
"	اور متساوی الاضلاع اور	۱۱۳	متر کے اضعاف اور اس کے اصطلاحات
"	ذو اربعۃ الاضلاع ہو -	"	متر کے کسور اور اضعاف کمتر کا

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ
۱۳۵	فرانسیسی سیکے یعنی آر اور اس کے	۱۱۸	۱۳۵	فصل تعمیری مصر کے مقادیر فی زمانہ	
۱۳۶	اضعاف سنہ یا پختہ آ - ...	۱۳۳	۱۳۶	مختلف اقوام کی عمارتی مصر میں ہی	
	مربع پیمائش کے آلات و ذخیرہ وغیرہ	۱۱۹		ہے اس لیے مختلف مقادیر مصر	
	آٹھوان باب			مین مین -	۱۲۶
	دنیا کے قدیم مقادیر			۱۲۴	۱۲۴
	فصل پہلی اہل بابل کے مقادیر			۱۲۵	۱۲۵
	۱۳۷	۱۲۰		۱۲۶	۱۲۶
	علمی تاریخ کی ابتدا و دنیا میں - ..	۱۲۰		۱۲۸	۱۲۸
	کلمہ انیون کا علمی ضابطہ طولی اکائی معلوم			۱۲۸	۱۲۸
	کرنیکا - پلٹھرن - استادہ - پراٹنگ			۱۲۹	۱۲۹
	۱۳۸	۱۲۱		۱۲۹	۱۲۹
	پہلا گز اہل بابل کا -	۱۲۱		۱۵۰	۱۵۰
	۱۳۹	۱۲۲		۱۵۱	۱۵۱
	دوسرا گز اہل بابل کا -	۱۲۲		۱۵۲	۱۵۲
	۱۴۰	۱۲۳		۱۵۳	۱۵۳
	طولی اکائی حضرت نوح کی کشتی کی -	۱۲۳		۱۵۴	۱۵۴
	فصل دوسری فراعنہ مصر کے مقادیر				
	۱۴۱				
	فراعنہ مصر کے زمانہ مین گز کے تقاسیم				
	۱۴۲				
	دوسرا گز فراعنہ مصر کا -				

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہہ
۱۳۰	خشبہ -	۱۴۰	۱۳۲	میل ہاشمی -	۱۵۵
"	عسلہ -	۱۴۱	"	فرسخ مصری صغیر - فرسخ صحیح - ..	۱۵۶
	متفرق مقادیر	"	"	فرسخ مصری المتوسط -	۱۵۷
	قدم رومانی - قدم سویدی -	۱۴۲	۱۳۵	فرسخ مصری کبیر -	۱۵۸
۱۳۱	قدم باویری - قاتمہ - فتر شبر -	"	"	غلوہ	۱۵۹
	فصل پانچویں غیرانیوں کے مقادیر	"	"	دوسرا غلوہ -	۱۶۰
	پہلا اگر غیرانیوں کا - دوسرا تیسرا	۱۴۳	"	غلوہ مصریہ -	۱۶۱
۱۳۲	چوتھا - ذراع المقدس -	"	۱۳۶	استادہ -	۱۶۲
۱۳۳	میل عبری -	۱۴۴	"	قصبہ -	۱۶۳
	فصل چھٹی اہل فارس کے مقادیر	"	۱۳۷	قصبۃ الکبیر -	۱۶۴
"	شاہی گز فارس کا -	۱۴۵	"	قصبۃ صغیر -	۱۶۵
۱۳۴	فرسخ فارسی -	۱۴۶	۱۳۸	قصبہ ہاشمیہ -	۱۶۶
	فصل ساتویں یورپ ایشیا کے متفرق مقادیر	"	"	قصبہ مصریہ قدیمہ -	۱۶۷
	توراۃ و انجیل اور کل اہل اویان کی	۱۴۷	"	قصبہ دیوانیہ قصبۃ الرزق - ..	۱۶۸
"	طولی اکائی ایک ہے -	"	"	فصل چہتمی مصر کے سطحی مقادیر	
	انگریزی اور روما اور گریک کے	۱۴۸	۱۳۹	قدان - اورور -	۱۶۹

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقہ
	ہاتھ۔ وار۔ اور پیمائش میں	۱۸۳		پیمانے مصر اور عبرانیوں سے ماخوذ	
۱۵۱	اختلافات۔	۱۸۴		ہین۔ اٹلی کا فوٹ۔ انچ۔ ..	
	مصنف کی رائے یہ کہ حیدر آباد	۱۸۵	۱۴۶	فرانس کا فوٹ۔ پروش کا فوٹ	۱۷۹
	کے پیمانے اور اوزان سرکاری نمبر		۱۴۷	چین کا چاند۔ روس کا درشاہ	
	و نشان سے معنون ہونا چاہئیں			آسٹریا کا کلانٹر۔ فرانس کا ٹوئیس۔	
	اور اسکی اجرائی کا طریقہ۔ ..				
۱۵۳	حیدر آباد کے مروجہ پیمانوں میں	۱۸۶		نوان باب	
۱۵۴	غبن فاحش اور پیمانوں کے باہمی			خاص حیدر آباد کے مقادیر	
	اختلاف کا بیان۔			دکن کے عمال اپنی اسناد میں شاہان	۱۸۰
۱۵۵	کر وہ	۱۸۷	۱۴۸	دہلی کے مقادیر استعمال کرتے تھے	
	فصل دوسری قلم حیدر آباد کی سطحی مقادیر		۱۴۹	گر۔ بھی۔	۱۸۱
	حیدر آباد کا بیگہ	۱۸۸		صلاطین دکن کے خاص مقادیر کا ذکر	۱۸۲
۱۵۶	پانڈ۔ بام۔	۱۸۹		اسین نمین ہے۔	
	ایگر۔	۱۹۰		فصل سہی قلم حیدر آباد کی طولانی مقادیر	
	روڈ۔	۱۹۱		حیدر آباد کی طولانی کائی یے گز اور	۱۸۳
۱۵۷	پول۔	۱۹۲	۱۵۰	اُس کے ماخذ۔	

صفحہ	خلاصہ مضمون	فقروہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	فقروہ
۷۵	شکل نمبر (۳) حصہ ہشتم گز آلہی	۸۳	۱۵۷	گنتہ۔۔۔۔۔	۱۹۳
	شکل نمبر (۴) متر فرانسسی کا	۱۲۳	۷	نقن۔۔۔۔۔	۱۹۴
۱۰۹	مقابلہ انگریزی گز کے ساتھ۔	۷	۷	ناگر۔۔۔۔۔	۱۹۵
۱۱۵	شکل نمبر (۵) دسیہ تر یعنی	۱۲۹	۱۵۸	چاور۔۔۔۔۔	۱۹۶
	دسوان حصہ متر فرانسسی کا۔۔			فہرست آن شکلوں کی	
۱۱۷	شکل نمبر (۶) متر مربع۔۔۔۔	۱۳۲		جو اس رسالہ میں ہیں	
	شکل نمبر (۷) قدیم گز مسر کا	۱۳۲	۴۶	شکل نمبر (۱) یک ربع گز آلہی	۵۸
۱۲۵	یعنی فرعون کے زمانے کا۔۔		۵۳	شکل نمبر (۲) یک ربع گز بادشاہی	۶۱

بالخیر



